دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

محل خانہ شاہی

جسمیں اعلیحضرت سلطان عالم محمد واجد علیشاہ بہادر نور اللہ مرقدہٗ آخری شاہ اودھ نے خود اپنے قلم جادو رقم سے اپنے محلات کے واقعات اور پریخانہ کے حالات تعلیم موسیقی کے طریق اپنی عشقیہ لائف ہجر و وصل سوز و ساز نہایت مشرح طور سے بہ عجیب و دلکش الفاظ میں دکھلائے ہیں جو رنگین طبیعت والوں کے لئے تیر و نشتر سے کم نہیں اگر آپکو حسن و عشق کے اصلی جذبات دیکھنا ہوں تو اسکو ضرور پڑھئے

جسکو عالیجناب مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی نے ترجمہ کیا

حسب فرمائش مہادیو پرشاد تاجر کتب لکھنؤ

باہتمام
کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپا

محل خانہ شاہی

دیباچہ

۱۹۹۴ء

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے

حضرات ناظرین - آج مین اپنے کانپتے ہوئے دل اور تھرتھراتے ہوئے ہاتھ سے قلم اٹھا کر صفحۂ قرطاس پر ایسے نقش و نگار اور گل بوٹے بنانا چاہتا ہون جو حدود تکمیل کو پہونچکر اپنی بھینی بھینی خوشگوار مہک سے مشام فہم کو اسطرح تر و تازہ کرینگے جیسے شبنم کی آبیاری سے سبزۂ خوابیدہ لہلہانے لگتا ہے اور کیونکر نہ ہو یہ وہی گلزار عیش و شادمانی ہے جسکی طرف بصد اشتیاق تمام ہندوستان بالخصوص اودھ کے بچے بچے کی نظرین لگی ہوئی ہین اور وہ عالم خیال مین نہایت اضطراب و بیچینی سے اس پھولے پھلے باغ کا نظارہ کر رہے ہین جسکے انقلاب زمانہ اور گردش فلکی نے دست خزان کے ذریعہ سے ایسا تباہ و برباد کیا اور اسکے برگ و بار اسطرح منتشر ہوئے جنکا ابھی جمع ہونا محال بلکہ ناممکن ہے۔ وہ یہی باغ ہے جسکی بوقلمونی نے ابنائے جہان کو غرق حیرت کر رکھا ہے اور وہ اپنے متحیر دل پریشان نظرون سے گھبرا گھبرا کر اسکے ہر پھول پنکھڑی کو بہ نظر تعمق دیکھکر حیران رہجاتے ہین خصوصاً ان لوگونکا شوق دید خصوصیت سے قابل بیان ہے جنکی مشتاق نگاہین ابتک اس دلفریب منظر سے محروم ہین لیکن انکے لیے ہوئے کان ضرور یہ ذکر سرور سننے کے آرزومند ہین اور اکثر اوقات یہی لوگ ان بزرگون کی خدمت مین بیٹھکر نہایت شوق سے یہ دلچسپ واقعات سنکر محظوظ و مسرور ہوتے ہین جو خوش قسمتی سے وہ دور شادمانی دیکھے ہوئے ہین اور اس گلستان پر فضا کی تفریح کر چکے ہین جسکی روح افزا کیفیت ہنوز دلون مین بسی ہوئی ہے اور یہ مقناطیسی اثر کیونکر نہ ہو سرکار والا تبار انجم حشم مہر شبنم فلک مرتبت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان سکندر جاہ فریدون فر ناصر الدین اعلیحضرت جان عالم **محمد واجد علی شاہ** بہادر جنت آرامگاہ نور اللہ مرقدہ خاتم خاندان سلاطین اودھ کا لگایا ہوا باغ اور جمائے ہوئے جلسے ایسے نہین جنھین دنیا ایک گردش نگاہ مین پس انداز کر سکے۔ وہ ابھی تک جگمگا جگمگا کر اسی طرح آنکھون مین چکا چوند پیدا کر رہے ہین جسطرح عہد ماضیہ مین انکی نورانی ضو نظر عالم کو خیرہ کیا کرتی تھی۔ مین اس خوش نصیبی پر نہایت فخر سے اظہار مسرت کرتا ہون کہ آج وہ در گنجینۂ مضامین جو مدت سے شوقین نظرون سے نہان تھا تلاش کر کے قدر دانونکی خدمت مین پیشکش کرتا ہون یقین ہے ملک کی شائق نگاہین آخری شاہ اودھ نور اللہ مرقدہ کی لکھی ہوئی تاریخ پریخانہ کا ترجمہ جو محل خانہ شاہی کے نام سے انکے سامنے ہے ضرور محظوظ ہون گی۔ آخر مین ان حضرات کا شکریہ ادا کیے بغیر نہین رہ سکتا جن صاحبان نے نیک نفسی اور نہایت ایثار و خلوص سے اس ترجمہ مین میری امداد فرمائی ہے۔ سب سے پہلے عالیجناب شیخ محمد یوسف حسین خان صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا

و رئیس اعظم شہر لکھنؤ کا مشکور ہوں کیونکہ یہ تحفہ بیش بہا (تاریخ پریخانہ) انھیں کے کتبخانہ مین تھی اور جناب ممدوح نے ازراہ نوازش میرے حسب خواہش مجھے عنایت فرمائی۔ جس سے میرے دل مین خاص قسم کا جوش پیدا ہوا، اور ترجمہ کیواسطے قلم اٹھایا لیکن سخت متحیر تھا کہ مجھسے بے بضاعت شخص سے کیونکر یہ کام انجام پائے گا ۔ مگر اس بارہ خاص مین خاص طور سے اپنے معظم و محترمی کرمفرما جناب شاہزادہ مرزا انجم قدر بہادر المتخلص بہ انجم کا ممنون ہون کہ انھون نے اپنی دلبستگی سے از ابتدا تا انتہا میری اعانت فرمائی جسکا خوشگوار نتیجہ معزز ناظرین کے پیش نظر ہے ۔ مجھے اس بے ترتیب اور شکستہ الفاظ کے ترجمہ پر ذرا بھی فخر و ناز نہیں ہے باتی امر قابل افتخار ہے کہ یہ ترجمہ جسے مین خود اپنے زعم مین مہمل تصور کرتا ہون اور فی الحقیقت ہی بھی یونہی، اُن قدردان حضرات کے ہاتھون مین جو علاوہ قدردانی کے حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے ہین در حقیقت مین یہی خیال نے مجھے جرأت دلا دلا کر اس کام پر آمادہ کردیا تھا جو الحمد للہ حدود تکمیل تک پہونچ گیا ۔ قدردان اصحاب کی خدمت مین نہایت ادب سے عرض پرداز ہون کہ اس ترجمہ کی غلطیون کو اجو سر سے پا کم مائیگی پر محمول فرماکر نظر انداز کرین اور شاید خوش قسمتی سے عبارت دلچسپ ، جنت آرامگاہ کا زور قلم سمجھکر انھیں دعائے خیر سے یاد فرمائین کیونکہ مولف کتاب نے عبارت مین جسقدر رنگینی سے کام لیا بعینہ اسیطرح حقیر نے لفظی ترجمہ مین اسکا چربہ اُتارا ہے اور حتی المقدور مولف کے کسی مطلب کو نہین جانے دیا۔

اس تاریخ کی صحت وغیر صحت کی نسبت صرف اسقدر گذارش کردینا کافی ہوگا کہ آپ بیتی ہے جگ بیتی نہین ہے خود صاحب واقعات نے اپنی عیش پسندیون کے واقعات کو اس طریقے سے قلمبند کیا ہے جو ایک راستباز مورخ کا فرض منصبی ہے۔ جس طرح مینے مضمون کتاب مین لفاظی یا رنگینی عبارت سے احتراز کیا ہے اسی طرح دیباچہ مین بھی لفظون کی مینا کاری منظور نہین ۔ لہٰذا اس کتاب کی قدر و ناقدری کا تصفیہ خود سخن سنج و نکتہ شناس ناظرین کی توجہ پر منحصر ہے مین فضول سمع خراشی سے ذی فہم حضرات کو پریشان کرنا نہین چاہتا ۔ س

قبولیت کا شرف مل گیا جو اے خنجر
زہے نصیب و زہے قسمت و زہے تقدیر

خاکسار عبد احقر مرزا فدا علی خنجر لکھنوی ۔ المرقوم ۱۴ ۔ فروری سنہ ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان مؤلف بطور دیباچہ

باب پہلا

الحمد للہ الذی خلق الانسان اشرف المخلوقین والصلوۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین
اسد اللہ الغالب علی کل غالب سید الوصیین وعلی اولادہ المعصومین المنتجبین؛
کہ خداوند عالم نے ہر متنفس کو لذت عشق عطا فرمائی ہے۔ اور ہر ذیحیات نے اِس
مین نشو و نما پائی ہے۔ بنابران میرا خمیر بھی اِس آب و گِل عشق سے ہوا ہے۔ اور یہی ورد بر
روز ازل سے مجھکو بھی ملا ہے لہذا مین اپنی سرگذشت عشق و محبت جو اوائل عمر سے اسوقت تک
گذری قلم بند کرتا ہون۔ اب میری عمر کا چھبیسوان سال آغاز ہے اور مین اس صحرائے پُرفضا
مین بہت کچھ بادیہ پیمائی کرچکا ہون۔

جب میرا سن آٹھ برس کا تھا، اس زمانے مین ایک عورت رحمین نامی جسکی عمر تخمیناً پینتالیس
سال کی ہوگی میری خدمت کے لیے معین تھی جو ہر وقت میرے پاس حاضر رہتی تھی۔

"ایک روز اُسنے عین خواب مین قابو پاکر مجھے چھیڑنا شروع کیا ازبسکہ مین صغیر سن تھا
خوف زدہ بیدار ہوکر بھاگنا چاہا لیکن اُسنے جانے نہ دیا بلکہ میرے معلم اور اتالیق سے کہکر سزا
دلانے کی دھمکی سے ڈرایا۔ مین حیران تھا کہ خدایا کیا آفت ہے۔ اُس روز سے اِس کا معمول
ہوگیا کہ ہر روز میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا کرتی تھی!!

میرے دس برس کے عمر تک اس کا یہی دستور رہا اِس کے بعد مجھے یاد نہین وہ
کہان چلی گئی۔ چونکہ ابتدا سے میری طبیعت عشق و محبت کی طرف مالوف تھی اکثر عاشقونکے

حال پر متاسف ہونا اور معشوقوں کو بُرا کہا کرتا تھا"

بیان دوسرا - امیرن کا مجھسے محبت کرنا اور میرا اُسے چاہنا بالآخر منفعل ہونا"

"اسی زمانے مین امیرن نامی ایک عورت جو جناب معظمہ مکرمہ والدہ صاحبہ مدظلہا العالی کی [illegible] ۳۵ یا چالیس برس کا ہوگا گیہواں رنگ دُبلی پتلی اور بائین آنکھ کی پتلی [illegible]
ہمیشہ رنگین لباس پہنتی تھی تاکہ حُسن زیادہ معلوم ہو"
[illegible] ہمیشہ لوگوں کو فریب اور دام تزویر مین پھانسنا [illegible]
[illegible] ہمواری کی نوکری کرتی اور [illegible] تمیز خرچ بسر کرتی [illegible] سے فارغ البالی محال ہے لیکن [illegible] نام [illegible]
کی کفیل تھی - ایک روز میرے سب عزیز نصیر الدین حیدر بادشاہ خلد منزل کے یہان مناجان کے [illegible]
خالی ہوا تو اس عورت نے رات کیوقت جب مین بستر استراحت پر محو
خون سے مجھے دبایا - مجھے بھی پہلے سے اسکا خیال تھا اسوجہ سے اسقدر
خود کو سوتا ہوا بنا لیا کہ اُس کے دلی جوش مین کسی قسم کی کمی نہ واقع ہو
[illegible] مین اس کے ولولہ شوق کا لطف اُٹھایا گیا گو مجھے اسوقت اُس کے ناز بیجا سے
[illegible] درگذر کرنا پڑا لیکن گیارہ برس کی عمر تک اسکی محبت کا خیال رہا"

بیان تیسرا - میرا بنّو صاحب پر عاشق ہونا اور انکا قبول نہ کرنا"

"جب میرا سن گیارہ برس کا ہوا تو مین ہر حسین عورت سے محبتانہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور انکی لسانیان
داؤن سے محظوظ ہوتا - اسی زمانے مین ایک عورت بنّو صاحب نامی جسکا باپ حبشی قوم سے
شیدی سلطان نام اور مان ہندوستانی تھی وہ میری والدہ ماجدہ صاحبہ مدظلہا العالی کے
ہان مغلانی کے عہدے پر معین و ممتاز تھی - لیکن یہ عورت شوہردار تھی اسکے خاوند کا نام مرزا جان
تھا - مین کچھ روز سے اس کی محبت مین گرفتار ہوگیا تھا - اور اس کے وصال کا خیال محال دل
دماغ مین گوپجن کرتا تھا"

"چونکہ وہ عورت سمجھدار و عقلمند و عصمت مآب تھی مجھے حکمت عملی سے خوش کرتے [illegible] تھی -
[illegible] نے اُسکو لفظ [illegible] سے منسوب کیا اور دنیا رتباط ظاہری سے اس کے [illegible]
[illegible] کیا کرتا لیکن اس رسم و راہ سے بجز نیک نیتی اور پاک محبت کوئی مقصد نہ تھا"

اس کی عمر تقریباً تئیس۲۳ برس یا اس سے کچھ زیادہ تھی بہشتی رنگ میانہ قد لیکن سڈول لب و دندان اچھے، بھوؤن کے بال کم آنکھیں شوخ و شنگ ستوان ناک سر کے بالون مین کسیقدر گھونگر ہاتھ پاؤن خوبصورت اور انگلیان نرم تھین کسی قدر خواندہ بھی تھی کلام اللہ اور اُردو کی چھوٹی چھوٹی کتابون کا مطالعہ بے تکلف کر سکتی تھی۔ کپڑے اچھے سیتی تھی گنجفہ بھی کھیلنا جانتی تھی اور صاحب عصمت و عفت تھی، جناب والدہ معظمہ و مکرمہ کی رفیق تھی اسکا ایک بھائی اور چار بہنین اور تھین، بھائی کا نام شیدی احمد تھا جسکے پاس اب وزیرن نامی ایک کسبی ہے جو اس سے پیشتر نصیر الدین حیدر بادشاہ کے یہان گانے والیون مین ملازم تھی اور مجھسے بھی ملاقات رکھتی تھی لیکن اب اس کے گھر مین پڑی ہے اور اس سے ناراض بھی ہے"

القصہ اسکی اُن چارون بہنون مین سے ایک کا نام حاجی خانم تھا یہ بنو صاحب سے چھوٹی اور شوہردار تھی، وہ ایک روز بطریق مہمانی اپنی ہمشیر بنو صاحب کے پاس جناب والدہ صاحبہ مکرمہ کے مکان مین آئی تھی۔

بیان چوتھا۔ حاجی خانم پر عاشق ہونا۔

"برسات کی فصل ساون کے مہینے مین ایکدن مین اپنی دادی مریم مکانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت جس کی عمر بائیس۲۲ برس یا اس سے کچھ زیادہ تھی صورت سے شوخی و شرارت نمایان جسے مقتضائے سن سمجھنا چاہیے قد کسی قدر لانبا اعضائے جسم خوبصورت و مناسب بھوؤن کے بال کم بڑی بڑی رسیلی و نمکین آنکھین کمر نازک اور پتلی سبزہ رنگ لب و دندان نہایت باریک و خوشنما ہاتھ پاؤن خوش اسلوب، گھونگروالے بال لب پستی پالیدہ آنکھون مین سرمہ دُنبالہ دار ہاتھون مین مہندی کا رنگ کانون مین زمردین بُندے جس کا عکس اس کی صاف و سنہرے رُخسارون اور گوری گردن پر پڑ کر عجیب دلکش منظر پیدا کر رہا تھا۔ عطر مین ڈوبی ہوئی جس کی خوشبو سے مشام جان ترو تازہ ہوتا تھا۔ ایک پنجسالہ بچہ گود مین لیے ہوئے بصد ناز و انداز وہان آئی اور میری دادی صاحبہ کو بصد ادب جھک کر تسلیم بجالائی"

"مین نے پہلے ہی نگاہ مین اسکا تیر محبت کھایا اُسیوقت سے میرا سینہ آتش اُلفت سے اس طرح جلنے لگا جیسے حمام لکڑیون سے"

"در قوت صبر و شکیب جاتی رہی حتی کہ بنو صاحب کی یاد تک دل سے فراموش ہو گئی سچ تو یہ ہے مین اُس گل گلشن خوبی کا بلبل ہو گیا اور دل ہی دل مین کہتا تھا خداوند اکیا اچھا ہو اگر ایسی

حوروش پری پیکر کے باغ جوانی کا مین بُلبل ہوتا۔ چونکہ میرے سب عزیز و اقارب نئی نئی ملاقات کیوجہ
سے اُس کے نگران تھے اِس سبب سے میرا بس نہ چلا اور مین نے صرف اِس کے جمال جہان آرا
کی زیارت پر قناعت کی پہر رات گئے سے پہر دن چڑھا گیا لیکن وہی صورت پیش نظر تھی از بسکہ رموز
عاشقی سے محض انجان تھا اسوجہ سے یوماً فیوماً میری حالت تباہ و برباد ہوتی گئی لیکن مین نے
کسی کو اِس واقعہ کی اطلاع نہین کی انتہا یہ ہوئی کہ رفتہ رفتہ اُسے بھی میرے حال زار سے
آگاہی ہونے لگی اور میری سچی محبت بھی اُس کے دل مین اپنا گھر کرنے لگی"
"اُس عورت (حاجی خانم) کی ایک آتو امامی خانم نامی از حد کریہ منظر و بدشکل تھی جس کی عمر
تقریباً چالیس برس یا اس سے بھی کچھ زیادہ ہوگی اُسنے میری ہمشیر کو بھی پڑھایا تھا اُسے
حاجی خانم کے معاملے مین درمیانی مقرر کیا اور اُسی کے ذریعے سے مجھے اُسکا تمام و کمال حال
معلوم ہوا مگر امامی خانم (باوجود اسقدر سیاہ فام و بدصورت ہونے کے) خود کو نہایت ہی شکیل اور
حسین وقت سمجھتی تھی۔ یہی سبب تھا جو اِسنے اپنی شاگرد حاجی خانم کا لحاظ و پاس نہ کرکے توسط
درمیانی کو بالائے طاق رکھدیا اور اپنا عشق مجھپر جتانے لگی تاہم اُسکا کوئی فریب مجھپر کارگر نہ ہوا"
"ہم اور حاجی خانم دونون ملکر از راہ دُنیاداری اُسکی خاطر اور تواضع مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کرتے تھے اور وہ کلموہی چڑیل اپنے دل مین خیال کرتی تھی کہ واقعی مین اُس کی کمند زلف مین
اسیر اور سختی فراق سے مضطرب و بیقرار ہون لیکن وہ اِس امر سے بالکل بیخبر تھی"

من در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

"اُس زمانے مین مین اپنے آبا و اجداد کا بیحد لحاظ اور پاس کرتا تھا خصوصاً ایسے اُمور
بہت ہی پوشیدہ رکھتا تھا اِس سبب سے اِس کام کیو اسطے یہ عورت (امامی خانم) مناسب
معلوم ہوئی اور ہم دونون عاشق و معشوق نے جبراً و قہراً اُس بدشکل و بدسیرت کی اطاعت
و فرمانبرداری اپنا شیوہ اختیار کیا"
"اکثر یہ زشت خو عورت کہا کرتی تھی کہ مین حاجی خانم کی ہمدم اور رازدار ہون میرا لحاظ رکھو
علاوہ برین تم عاشق و معشوق صرف میری اطاعت سے بہرہ مند ہو سکتے ہو ورنہ کسی طرح
تم کو اپنے دلی مطالب مین کامیابی نہین ہو سکتی"
"المختصر ہر گھڑی و ہر ساعت حاجی خانم کی آتش الفت میرے سینہ مین بھڑکتی جاتی تھی اور
وہ بھی میری صورت پر فریفتہ تھی اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اپنے گھر نہین ہوا تو مین اُسے

فراق میں رونے دھونے میں مشغول رہی اور سطرف میرا بھی اسکے ہجر میں یہی حال تھا روز و شب دو... بی معشوق میں معروف گریہ وزاری تھا لیکن مجھے صدمہ مفارقت زیادہ برداشت کرنا نہیں پڑتا تھا کیونکہ وہ اپنے مکان سے بہت جلد واپس آجاتی تھی "

ہم دونوں عاشق و معشوق یا لیلی و مجنون جب ایک مقام پر بیٹھتے تھے تو بڑے درد سے آپس میں عشق و محبت کی باتیں کیا کرتے تھے لیکن جہاں اس کی باتیں پُر لطف شیرین ہوتی تھیں وہاں اکثر کلام تلخ بھی ہوتا تھا جو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تھا بعض اوقات وہ (حاجی خانم) اثنائے گفتگو میں اپنے شوہر کا تذکرہ کرتی تھی اسوقت میں اُسکی باتوں سے از حد ملول و افسردہ خاطر ہو جاتا تھا لیکن وہ فوراً ہی اپنی تقریر کا رُخ پلٹ کر پیار و اخلاص کی باتیں کرنے لگتی تھی میرے دل سے غبار کلفت دھو جاتا تھا "

" بہو صاحب کے پاس ایک لونڈی الٰہی خانم تھی جو حاجی خانم کے بھائی شیدی احمد کی حرم تھی اور وہ بھی حُسن اتفاق سے اسی زمانے میں مجھپر مفتون تھی "

" الغرض تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ برس کی عمر تک میرے اور حاجی خانم کے درمیان میں یہ بے غرض محبت قائم و برقرار رہی چونکہ حاجی خانم شوہر دار تھی اور فیض آباد میں سکونت رکھتی تھی اسوجہ سے یہاں زیادہ نہ ٹھہر سکی جب اپنے وطن جانے لگی چلتے وقت مجھے ایک انگشتری اور دو تین ہاتھی دانت کی کنگھیاں بطور نشانی دیں جنھیں میں نے نہایت غمگینی و افسردہ خاطری قبول کیا اور اُسے خدا کے سپرد کر کے رخصت کیا "

بیان پانچواں - شادی ہونا -

" جب میرا سن پندرہ ۱۵ برس کا ہوا تو میرے والدین کو میری شادی کی فکر ہوئی اور جستجو کے بعد اُنھوں نے چاہا کہ منیر الدولہ بہادر کی لڑکی سے (اب جنکا خطاب تاجدار بہو صاحبہ ہے اور میری بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر کے عقد میں اور میری حقیقی چچی کی دختر میری نسبتی بہن ہیں) شادی کیجائے لیکن میں نے منظور نہ کیا اس کا سبب قابل ذکر نہیں "

" اس کے بعد سیف الدولہ بہادر کی لڑکی سے (جو گونڈے بہرائچ کے چکلہ دار تھے) نسبت قرار پائی لیکن چند وجوہ سے وہ بھی معطل رہی "

" پھر ایک میری نسبتی چچی جنکا نام وزیر صاحبہ بنت میر کلن ہے اور وہ میری والدۂ ماجد کی نسبتی

بہن اور ابتک بقید حیات ہین انکی دختر سے نسبت کا پیغام دیا گیا۔ انھون نے بطیب خاطر منظور کیا۔ چونکہ وزیر صاحبہ کی دختر برص کے عارضہ مین مبتلا تھین اور اسے انھون (وزیر صاحبہ) نے پوشیدہ کیا تھا نسبت ترک ہو گئی"

"بعد ازان بذریعۂ جانی خانم جو میری دادی انجم النساء بیگم صاحبہ کی منھ بولی دختر اور آجکل بپیشۂ مشاطگی کرتی ہین، نواب علی نقی خان مرحوم ابن شریف الدولہ مرحوم ابن مدار الدولہ مرحوم کی دختر نیک اختر سے میری نسبت کا پیام دیا گیا چونکہ یہ خاندان عالی تھا مین نے بھی بخوشی خاطر قبول کیا اور میرے والدین بھی ہنسی خوشی راضی ہوئے آخرکار ۱۲۵۳ھ ہجری پندرہ شعبان المعظم کو مانجھے کی رسم قرار پاکر اُس پر عملدرآمد ہوا لیکن بقضائے الٰہی میری سسرال مین میری زوجہ کی چچی سلطان بیگم صاحبہ مرحومہ نے انتقال کیا اور اسطرف میرے چچا صفدر علی خان ناصر الدولہ بہادر خلف اکبر حضرت فردوس منزل اور والد ممتاز الدولہ بہادر نے رحلت کی اسوجہ سے رسم کتخدائی مین بہت زیادہ تاخیر ہوئی اور مین دو مہینے تک مانجھے کے کپڑے پہنے رہا جو اتنے دن گذر جانے سے بیحد کثیف ہو گئے تھے"

"الغرض دو ماہ بعد حسب معمول دُنیا رسم حنابندی و کتخدائی سے فراغت پائی جو بہت ہی تزک و احتشام سے وقوع پذیر ہوئی"

"مجھ مین اور میری زوجہ مین پانچ مہینے تک وہ محبت اور اخلاص جو زن و شوہر مین ہونا چاہیے قائم رہا"

بیان چھٹا تخت نشینی حضرت فردوس منزل

"میری شادی کے پانچ مہینے بعد نصیر الدین حیدر بہادر نے اِس دُنیائے فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ کیا۔ اور میرے دادا نصیر الدولہ بن بہادر حضرت فردوس منزل نے تخت نشین ہو کر ہر شخص کو علیٰ قدر مراتب انعامات و خطابات سے سرفراز فرمایا، اور میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کو خلعت ولیعہدی عنایت ہوا۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو بجز میرے اور میری زوجہ کے معقول معقول مشاہیرے سے ممتاز کیا"

"میری تنخواہ نہ ہونے کے ظاہری اسباب یہ ہین کہ حضرت فردوس منزل مرحوم و مغفور مرد عقیل و فہیم تھے انھون نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ حضرت جنت مکان کے بعد بیشک یہ شخص

قابل ریاست ہو شاید یہی باعث تھا جو میری طرف التفات نہ فرمایا"
"سوا اِس سبب کے کوئی دوسری وجہ میری فہم ناقص مین نہین آتی"
"المختصر میرے والد ماجد ولیعہد بہادر ثریا جاہ حضرت جنت مکان نے میرے رفع ملال کے خیال سے اپنی جیب خاص سے مبلغ پانچ سو روپیہ ماہوارانہ میرا اور مبلغ چار سو روپیہ ماہوار میرے محل کا مقرر فرمایا۔ خداوند کریم انھین اپنی جوار رحمت مین جگہ دے"
"اِس عرصہ مین اکثر اوقات مین اپنے محل کے نوکرون اور ملازمون سے پوشیدہ طور سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کیا کرتا تھا۔ یہ بات میرے محل کو از حد گران گذرتی تھی اسی سبب سے انھون نے چند عورتون کو اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا اور مجھسے لڑ کر میری نگہداشت کے لیے شدید چوکی پہرا بٹھایا لیکن مین اپنی شوخی طبیعت سے کسی طرح باز نہ آیا رات دن اِس قسم کی فکر و جستجو مین سرگرم رہتا تھا۔

بیان ساتوان مرزا نوشیروان قدر بہادر کا پیدا ہونا

"میرو الد ماجد حضرت جنت مکان کی ولیعہدی کو ایک برس کا زمانہ گذرا تھا کہ میرے یہان نواب اعظم بہو صاحبہ محل موصوفہ کے بطن سے ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا جسکا نام مرزا نوشیروان قدر بہادر ہے میرے جد امجد حضرت فردوس منزل اِس خوشخبری کو سُنکر مسرور ہوئے اور مجھے خلعت معمولی سے سرفراز فرما کر ناظم الدولہ فخر الملک محمد واجد علی خان بہادر صولت جنگ خطاب عنایت فرمایا اور میرے لڑکے کو مرزا نوشیروان قدر بہادر کے لقب سے ملقب کیا"
چونکہ میرے فرزند بلند اقبال کو مرزا نوشیروان قدر بہادر خطاب مرحمت ہوا تھا سو جہ سے دو یا تین ماہ بعد میرا خطاب بھی تبدیل فرما کر مخاطب بہ خطاب مرزا خورشید حشمت محمد واجد علی فرمایا"

بیان آٹھوان مرزا فلک قدر بہادر کا پیدا ہونا"

سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین بعد پیدائش مرزا نوشیروان قدر بہادر دوسرا فرزند محل مذکورہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ اُسے میرے جد امجد نے مرزا فلک قدر بہادر خطاب دیا۔ اُس زمانے مین میری عمر تخمیناً سترہ برس کی تھی"
"از بسکہ عنفوان شباب تھا مجھے جوش جوانی اور شوخی طبیعت کیوجہ سے یہ خیال گذرا کہ کسیطرح ایام شباب حسین و خوش جمال مستورات کی صحبت مین بسر کرنا چاہیے مگر کوئی تدبیر بن پڑتی تھی

آخر کار وحشت قلب و جوش سودا نے یہ ترکیب ذہن نشین کرائی کہ مین اپنی راحت کے واسطے عورتون کو بطریق خدمت گذاری نوکر رکھکر اون سے پوشیدہ پوشیدہ رابطۂ محبت پیدا کرون"
"اِس تسکین بخش خیال سے دل مضطرب کو قرار آیا اور مین نے حکمت عملی سے کام لیکر ایک عورت موتی خانم دُبلی پتلی۔ گھوان رنگ۔ بڑی بڑی خوشنما آنکھین۔ کشادہ ابرو۔ چست وچالاک تیز مزاج۔ نوکر رکھی جسکی آنکھون پر چیچک کے داغ بھی تھے وہ اِس سے قبل نصیر الدین حیدر مرحوم کی سرکار مین جلسہ والیون مین ملازمت کرچکی تھی"
"ازبسکہ مین نے اُسکو اِس بہانے سے محض اپنی دل لبستگی وآرام کیواسطے نوکر رکھا تھا اس باعث سے میرے محل موصوف کو بیحد ناگوار ہوا۔ انھون نے بہت کچھ شور وغل مچانا شروع کیا جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ بھی (موتی خانم) ملازمت سے علیحدہ کردی گئی اور مجھپر جناب قبلہ وکعبہ والد ماجد حضرت جنت مکان کا عتاب نازل ہوکر نظر بند کردیا گیا"

بیان نوان "موتی خانم سے عشق"

"اِس کے بعد مین نے مجبوراً گوشہ نشینی اختیار کرکے شعر شاعری کی طرف اپنے دل کو کیا لیکن جناب قبلہ وکعبہ والد ماجد کی خفگی کی وجہ سے زندگی تلخ ہوگئی"
"جب یہ حال والد ماجد پر منکشف ہوا تو اُنھون نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت میرے حوالے کردیجائے لیکن اِس شرط سے کہ اِس گھر سے علیحدہ کسی دوسرے مکان مین رہے اور میرے سلام کو بھی نہ حاضر ہوا کرے"
"اِس حکم عالی کے نافذ ہونے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مجھے جو یہ کد تھی کہ جبتک وہ عورت (موتی خانم) مجھے نہ ملجائے گی اُسوقت تک مجھپر کھانا پینا حرام ہے"
"الحاصل اِس حکم کے صادر ہوتے ہی وہ عورت (موتی خانم) میری خدمت مین حاضر کیگئی چونکہ خداوند عالم نے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کل دُنیوی کامون پر مقدم کردی ہے اِس لیے مین نے اُس عورت سے دست کشی کرکے والد ماجد کی خدمت فیضدرجت مین عرض کی غلام ہر طرح فرمان اقدس کا مطیع ہے اور کسی صورت سے خلاف مرضی والد کوئی کام نہین کرسکتا یہ پیام سُنکر حکم ہوا اُس عورت (موتی خانم) کو بخوشی خاطر اپنے پاس سے جدا کردو"
"اِس حکم کے سنتے ہی مین نے تعمیل کی اور اُسوقت سے آجتک کبھی خواب مین بھی اُسکو

عورت کی صورت نہین دیکھی گو والد مغفور جنت سدھائے اور مین خود مختار ہوا جو جی چاہتا کر سکتا تھا لیکن جو کہا وہ کہا"

"جس زمانے کا یہ ذکر ہو اُسوقت میرا سن اٹھارہ برس کا تھا اُنھین دنون مین مینے فن شعر گوئی حاصل کر کے اُس عورت کے عشق مین بوجہ ولولۂ طبیعت دو دیوان اور تین مثنویان نظم کین لیکن دلی اضطراب سے کسی کو آگاہ نہ کیا۔ سچ یہ ہو مین اِس غم جانکاہ کی آگ سے جلتے جلتے نیم بسمل ہو گیا تھا"

"اسی صدمہ کیوجہ تھی جو مین نے چشم لطف سے پھر کبھی اپنے محل کی طرف نہین دیکھا اور انکی جانب سے میرے دِل مین شدید رنج آ گیا اگرچہ اُنھون نے (محل موصوفہ) لاکھ لاکھ منت وسماجت سے میرا حال دریافت کیا اور اِس کشیدگی کیوجہ پوچھی لیکن مین نے سوائے خاموشی کے اپنی زبان سے کچھ بیان نہ کیا"

"ازبسکہ وہ نہایت فہیم وعقیل تھین تاڑ گئین یہ جو کچھ برہمی ہی سب میرا ہی کیا دھرا ہی بغیر انھین خوش رکھے ہوئے آرام سے زندگی بسر کرنا مشکل ہی لہذا بڑی دلجوئی اور تشفی سے استفسار کیا اگر تمھارا مزاج میری جانب سے کچھ مکدر ہی تو مین ہر طرح تمھارا ہر امر پوشیدہ کرنے کے لیے تیار ہون جس سے تمھارا دل چاہی عشق ومحبت کرو چونکہ اِسوقت میرا مطلب نکلتا تھا اِس لیے مین نے کہا خیر اگر تم خود ایسا کہتی ہو تو بہتر ہی"

بیان دسوان۔ مرزا کیوان قدر بہادر ولیعہد کا پیدا ہونا"

اِسی زمانے مین پھر تیسرا لڑکا میرے محل کے بطن سے (جواب ولیعہدی کے منصب پر فائض ہی) پیدا ہوا جب اسے میرے جدامجد حضرت فردوس منزل نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور مرزا کیوان قدر بہادر خطاب عنایت فرمایا"

بیان گیارھوان صاحب خانم پر عاشق ہونا"

"انھین دنون مین صاحب خانم نامی گانے والی ایک عورت جو جناب قبلہ وکعبہ والد ماجد حضرت ثریا جاہ جنت مکان کی ملازم وشوہر دار تھی میری نظر سے گذری اِسکا سن بتیس برس یا اس سے کچھ زیادہ تھا رنگت سرخ وسفید پابستہ قد کسی قدر کشادہ دہن چشم وابرو بے مثال ہر وقت

سر کے بال کھلے ہوئے دونوں کندھوں پر پڑے رہتے تھے (جو اس کے لیے بہت ہی مناسب اور ادائے خاص تھی) گاتی ناچتی اور گنجیفہ خوب کھیلتی تھی دو یا تین لڑکیاں بھی تھیں"۔
"اس عورت سے مجھے محبت پیدا ہوئی اور اُسے بھی میرے ساتھ اسقدر عشق تھا کہ بغیر میری صورت دیکھے ہوئے رات کو سوتی نہ تھی اور ہر وقت میرے پاس بیٹھی ہوئی گنجیفہ کھیلا کرتی یا گانے بجانے میں مصروف رہتی تھی، میری تو تصنیف غزلیں بڑے مزے سے گاتی تھی جس میں ایک غزل کا مطلع یہ ہے"۔ ؎

پڑا ہے پاؤں میں اب سلسلہ محبت کا
بُرا ہمارا ہوا ہو بھلا محبت کا

"میں اُسے دو ایک روپیہ روز دیا کرتا تھا جسے وہ بخوشی قبول کرتی تھی اور میرے واسطے اپنے ہاتھ سے گلوریاں بناتی تھی اگر اتفاقاً تھوڑی دیر مجھے نہ دیکھتی تو بیتابانہ ادہر اُدہر میری تلاش میں پھرا کرتی اگر میں باہر ہوتا تو وہ دروازے کی آڑ سے فرط شوق میں دیر تک مجھے دیکھا کرتی کبھی کوٹھے پر چڑھ جاتی اور وہاں سے نظارہ بازی کیا کرتی الحاصل اُسے اتنی تاب تھی جو بغیر مجھے دیکھے ہوئے لحظہ بھر بھی ایک جگہ چین سے بیٹھ سکتی"۔
"گو میرے محل کو میری اور اُسکی (صاحبخانم) ان باتوں کی اطلاع تھی لیکن اس ہندی مثل کے مطابق زبان تک نہ ہلا سکتی تھیں۔ دودکا جلا مٹھا پھونک پھونک پیے۔ اور راضی بضائے خدا تھیں، بلکہ اکثر اوقات میرے خوش رکھنے کیلیے خانم مذکور کی خود خاطر و تواضع کیا کرتی تھیں"۔
"الغرض میرا عشق صاحب خانم کے دلمیں اسقدر بڑھا کہ اُسنے جوش محبت میں میرے ستار کی سُندری کھولکر آگ میں خوب گرم کی جب وہ انگارے کی طرح دہکنے لگی تو اپنی بائیں ران داغ دی کہ ستار کی تمام سُندری گوشت میں پیوست ہوگئی اسکے بعد وہ زخم کو باندھ بوندھ کر بائیں پاؤں سے لنگڑاتی ہوئی میرے سامنے آئی"۔
"جب میں نے اُسے (صاحبخانم) ایک پاؤں سے لنگ کرتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا تو سخت متحیر ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے"۔
"آخر کار جب وہ اسی حالت سے میرے قریب پہونچی تو مجھسے بہت الحاح وزاری سے کہا"
"آہ آپ مجھے مرہم نہ عطا فرمایا۔ میں نے کہا مرہم نے کر کیا کروگی اُسنے جواب دیا میں اپنی بائیں ران کے زخم پر لگاؤں گی اگر خلاف مصلحت نہ ہو تو تھوڑا سا مرہم برائے اندمال زخم

مرحمت ہو۔"
میں نے تجسسانہ نظر سے اُسکی بائیں ران کی طرف دیکھا تو اِسکے کلام کی تصدیق ہو گئی
اِسکے بعد ہم دونوں میں لیلی و مجنون کی طرح ایک برس تک رابطہ محبت قائم رہا۔"

دوسرا باب

بیان بارہواں مرتضی بیگم مرحومہ کا پیدا ہوکر انتقال کرنا۔"

"جب میں اُنیس ۱۹ برس کا ہوا تو میرے محل کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام مرتضی بیگم رکھا گیا، لیکن از قضائے الٰہی وہ لڑکی چالیس ۴۰ دن کی ہوکر مر گئی اُنھیں دنوں میں جناب قبلہ و کعبہ والد ماجد حضرت ثریا جاہ امجد علی شاہ تخت نشین ہوئے تھے اور اسی زمانے میں صاحب خانم سے اور مجھسے ملاقات بڑھی ہوئی تھی۔"

"جب محل موصوفہ میرے اور صاحب خانم کے باہمی تپاک سے مطلع ہوئیں تو ایک روز مجھسے استفسار کیا۔ تمھارا یہ عشق تو تمھاری مرضی کے موافق ہوا یا نہیں سیننے یہ کلام سنکر جواب دیا تمھیں دوسروں کے ملازموں سے کیا مطلب یہ میری تقدیر کی بات ہی اگر تم کوئی عورت میری ملاقات کیواسطے تجویز کرتیں تو البتہ میں تمھارا مشکور ہوتا۔"

"چونکہ وہ عاقلہ و فرزانہ تھیں بخوبی سمجھ گئیں کہ بغیر انکی (میری) اطاعت و فرمان برداری کیے ہوئے اپنا کوئی مطلب نکلنا دشوار ہی اِس لیے در پردہ فی الفور دوسری عورتیں نوکری کے واسطے بلانا شروع کیں۔"

بیان تیرہواں عمدہ بیگم صاحبہ سے ملاقات ہونا اور میرا عشق اُنسے

"آخرکار عمدہ بیگم صاحبہ جو اِس سے قبل نصیر الدین حیدر کے یہاں زمرہ اسامیوں ور ڈولی والیوں میں نوکر تھیں لیکن اُنکے (نصیر الدین حیدر بہادر) انتقال کے بعد فلک فتنہ پرداز سفلہ پرور کی گردش نے اُنھیں (عمدہ بیگم صاحبہ) ناچار کرکے ملازمت پر مجبور کیا تھا۔"

"رفتہ رفتہ میرے محل کے یہان نوکری کے لیے آئین اور ملازم ہوئین بڑی نیک بخت عورت تھین اُس زمانے مین اُنکا سِن تخمیناً ۲۰ برس کا تھا۔ سُرخ و سفید رنگ جملہ اعضا مناسب ڈیل واقع ہوئے تھے گنجفہ کھیلنے مین بہت اچھی مہارت رکھتی تھین۔"

"جب مین نے انھین (عمدہ بیگم صاحبہ) دیکھا تو وہ میری پسند آئین اور اُنکی محبت میرے دل مین روز بروز بڑھنے لگی اُنھون نے بھی میرے ساتھ ناز و غمزے کرنا شروع کیے اور درپردہ مجھسے اُنکا ہزار گونہ عشق زیادہ تھا۔"

"جسوقت صاحبخانم کا حال عمدہ بیگم صاحبہ پر اور عمدہ بیگم صاحبہ کا حال صاحب خانم پر منکشف ہوا تو یہ دونون ایک دوسرے سے رشک کرنے لگین اور آپس مین دن رات نوک جھونک ہونے لگی اس رنجش نے یہانتک طول کھینچا کہ مجھے مجبوراً صاحب خانم سے سلسلۂ ملاقات ترک کرنا پڑا اس سے (صاحبخانم) ملاقات ترک کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ حضرت جنت مکان کی ملازم اور شوہردار عورت تھی۔"

بیان چودھوان نھنی بیگم

"اسی زمانے مین والد ماجد حضرت جنت مکان کے یہان تین بہنین مرثیہ خوانون مین ملازم تھین حیدری بیگم بڑی محمدی بیگم منجھلی نھنی بیگم چھوٹی کا نام تھا یہ تینون عورتین میر انشاء اللہ خان کی نواسیان اور ذاکرۂ جناب سید الشہداء صلوٰۃ اللہ علیہ کی تھین۔"

"نھنی بیگم ایک عورت کی ہمشکل تھی جسے پارہ والی سرفراز و کہتے تھے۔"

"سرفراز و ایک طوائف۔ ورا زقدو مجرائی دسہات کی رہنے والی دریارہ کی ٹھیکے دار تھی، حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ بادشاہ کے عہد حکومت مین مینے اپنے چھوٹے بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر کی شادی کی تقریب مین اُسے (سرفرازو پارہ والی) دیکھا تھا، اُن دِنون مین اسکا سِن شائد سترہ اٹھارہ برس کا تھا اور میری عمر بھی تقریباً اٹھارہ برس کی تھی۔"

"چونکہ اس زمانے مین گانے بجانے مین وہ اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی اور مین بھی ایام طفولیت سے ناچ گانے کا بیحد شوقین تھا اسو جہ سے اسکے عشق کا تیر میرے دل مین پیوست ہوگیا لیکن نہ تو وہی مجھسے راضی تھی اور نہ مین نے اپنے آبا و اجداد کے خوف سے پیغام بھیجا۔"

"جب والد ماجد حضرت جنت مکان کے ملازمون مین نھنی بیگم کو پارہ والی سرفرازو کا ہمصورت

پایا تو مجھے یہی غنیمت معلوم ہوا۔ لیکن نھی بیگم نے میری چشم لطف وکرم پر ہرگز اعتنا نہ کی بلکہ میرے بڑھے ہوئے عشق کو بچون کا کھیل سمجھکر سخت لاپرواہی سے کام لیا۔"

"اگر حسن اتفاق سے مجھے کبھی کوئی تنہائی کا وقت ملجاتا جہان وہ بھی موجود ہوتی اور دیکھتی کہ یہان گفت وشنید کا اچھا موقعہ ہے تو وہان سے فوراً بھاگ جاتی اور مجھسے ازراہ شوخی وشرارت کہتی کہ مین بڑی دیر سے تمھاری راہ دیکھتی تھی تم اُسوقت تنہا کہان گئے تھے خیر ان باتون کا تذکرہ اپنے موقع سے ہوگا۔"

"جب عمدہ بیگم کے سبب سے صاحبخانم سے ملاقات ترک کی تو وہ اپنے کئے سے بہت پشیمان اور ملول وغمگین ہوئی لیکن اس سے دو چار حرکتین ایسی وقوع پذیر ہوئین جو میرے مزاج کے بالکل خلاف تھین۔ جنمین ایک حرکت یہ ہے۔"

"مین نے اُس سے ہزارون مرتبہ کہا تیری دو تین لڑکیان ہین یہ میرے یہان بہت آرام سے رہین گی لہذا تو اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر کے میرے پاس چلی آ لیکن اس بدنصیب نے ہرگز میرے کہنے پر عمل نہ کیا بلکہ وہ چاہتی تھی "چپڑی اور دو دو" لیکن یہ کس طرح ہو سکتا تھا آخرالامر سوا اُسے چھوڑ دینے کے کوئی ترکیب مفید مطلب میرے ذہن مین نہ آئی اِس طرح اور دو تین وجہین اُسکے ترک کرنے کی ہوئین۔"

"وہ بدبخت ابھی تک زندہ اور میرے ایک محل کے یہان ملازم ہے۔"

"جب صاحبخانم سے ملاقات ترک ہوئی تو عمدہ بیگم صاحبہ سے سلسلۂ ربط ومحبت بڑھا لیکن باطن مین نھی بیگم کا بھی تیر عشق کھائے ہوئے تھا اگرچہ ہمنے ایک کے حال سے دوسرے کو آگاہ نہین کیا تاہم یہ دونون بوجہ رمز وکنایہ ایک دوسرے کے حال سے واقف ہو گئیں اور اسکے بعد وہی واقعہ یہان بھی پیش آیا جو عمدہ بیگم اور صاحبخانم مین رشک کی وجہ سے گذر چکا تھا مگر عمدہ بیگم صاحبہ اُس محبت کی سبب سے جو مجھسے تھی دم نہ مار سکین۔ اس درمیان مین گو انھون نے دو چار مرتبہ اِس آتش رشک کی وجہ سے میرے محل کی ملازمت ترک کرنے کا ارادہ بھی کیا لیکن میرے محل نے یہ درخواست نامنظور کر کے عمدہ بیگم کو اپنے گھر جانے سے باز رکھا۔"

بیان پندرہوان حضرت جنت مکان کی تخت نشینی نھی بیگم وعمدہ بیگم کا محل ہونا

"جب جناب قبلہ وکعبہ والد ماجد حضرت جنت مکان امجد علی شاہ بادشاہ نے تخت آبائی پر جلوس میمنت مانوس

فرمایا اور مین بفضل خدا ولی عہدی کے عہدے پر فائض ہوا تو اسیوقت سے مجھے عمدہ بیگم صاحبہ کے محل بنانے کی فکر دامن گیر ہوئی"

"انھون نے (عمدہ بیگم صاحبہ) اپنے حسن خدمت سے میرے دل مین پوری پوری جگہ کر لی تھی اور اون سے سلسلۂ ربط و محبت اِس قدر بڑھ گیا تھا کہ سوا پہر بھر سونے یا چار گھڑی والد ماجد کی خدمت مین سلام کے لیے جانے کے مجھے کوئی دوسرا کام نہ تھا"

اُنکا یہ عشق دیکھنے مین مثل لیلی و مجنون یا شیرین و فرہاد کے تھا۔

اِس صورت مین نھنی بیگم کو مین نے دیکھا خدا معلوم کس سبب سے میری طرف مخاطب ہوئین اور اُنکی عین خواہش یہ تھی کہ جس طرح ممکن ہو مین اُنھین بھی اپنا محل بنالون۔ اسکا سبب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ طامع بہت تھین شاید یہ خیال ہوا ہو کہ ایسی دولت ابد مدت سرکار میرے ہاتھ سے مفت نہ جانے پائے۔

"چونکہ عفیفہ و پارسا مرثیہ خوان ساتوین امام کی اولاد مین اور میر انشاء اللہ خان کی نواسی تھین اُنکا رنگ گورا۔ قد مناسب اعضا، بھوین باریک اور آنکھین چھوٹی تھین"

"اُنکے (نھنی بیگم) پہلے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ تین برس کی ایک لڑکی تھی جس کا احمدی نام تھا اور پہلے شوہر کے صُلب سے تھی"

"نھنی بیگم اپنے شوہر کے وفات کے بعد میری والدہ کے یہان مرثیہ خوانون مین ملازم ہوئین پھر مجھسے محبت کرکے اِس امر کی خواہشمند ہوئین کہ میرا رُتبہ بھی عمدہ بیگم کے مرتبہ کے برابر ہو جائے لیکن عمدہ بیگم صاحبہ کے اقبال کا ستارہ چوتھے آسمان پر چمک رہا تھا اسوجہ سے نھنی بیگم کا منتر نہ چلا"

رفتہ رفتہ عمدہ بیگم صاحبہ کی زیادتی صحبت سے خاص محل مین آتش رشک مشتعل ہوئی اور آسمان زمین اُنکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گئے لیکن اِس ہندی مثل کے مطابق دریا مین رہکر مگر مچھ سے بیر عقلمندون کا کام نہین۔ اُنھون نے دم نہ مارا"

"یہان جواہرات و پشمینہ کی کشتیان۔ چاندی کے برتن اور دوسری قسم کا سامان محل۔ عمدہ بیگم صاحبہ کیواسطے تیار کرایا گیا اور ایک مہینے کے بعد میری ولیعہدی کے زمانہ مین عمدہ بیگم صاحبہ محل ہو گئین اور خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کے خطاب سے ممتاز کی گئین"

"ڈیڑھ مہینے تک نواب خورد محل کا اختر طالع آفتاب عالم تاب کیطرح سپہر اقبال پر درخشان رہا

اس کے بعد پھر وہی مثل ہوئی۔ ع چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ہے"

"ننھی بیگم خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کی طرف سے اپنے دل مین طاؤس کی مانند داغ رکھتی تھین۔ اور چاہتی تھین مین کسی طرح خورد محل نواب عمدہ بیگم کے دام محبت سے آزاد ہوکر اپنا محل بنالون"

"آخر کار مین انکے (ننھی بیگم) دام مکر سے نہ بچ سکا اور انھون نے ہزارون جعل و فریب سے مجھے اپنا محل بنانے پر راضی و آمادہ کیا۔ ایک روز چھتر والا مکان (جواب چھتر منزل کہلاتا ہے) دریائے گومتی کے کنارے واقع ہے اور اُس کے اُس برج پر جو دریا کی طرف ہے چڑھ گئی اور چاہتی تھی کہ اُس برج سے خود کو نیچے گرادے لیکن مین نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اس قدر جہالت سے اپنے کل عزیزون مین خود کو رسوا کرنا ہے اور بجز ناموشی و بدنامی کچھ حاصل نہین"

"اس عرصہ مین وہ لڑکی جو انکی گود مین تھی مرگئی۔ الغرض خورد محل نواب عمدہ بیگم صاحبہ کا محل ہونے کے ڈیڑھ مہینے بعد ننھی بیگم صاحبہ بھی محل قرار پائین اور اُنھین نشاط محل نواب ننھی بیگم صاحبہ خطاب دیکر کچھ جواہرات تھوڑے کپڑے لتے سے سرفراز کیا"

پندرہ روز نہایت جبر و اکراہ سے اُنکا ستارۂ تقدیر روشن رہا۔

بیان سولھوان "نگار محل کا محل ہونا"

"برسات کی فصل مین ایکدن چارون طرف کالی کالی گھٹائین گھری ہوئی تھین ننھی ننھی بُوندیان پڑ رہی تھین دل خوشکن ہوا کے جھونکے مشام جان کو تازہ کرتے ہوئے دل و دماغ کو مثل گل شگفتہ کر رہے تھے"

"طائران زمزمہ سرا شاخسار گلشن پر نغمہ سنجی مین مصروف تھے جنکی دلکش سُریلی صداؤن سے دل پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی تھی طاؤس زرین پوش جابجا رقص کنان تھے رنگ برنگی ابر کے ٹکڑے روشہائے باغ پر آب پاشی کرتے پھرتے تھے محفل عیش و نشاط منعقد تھی میرے متعلقین و متوسلین میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے تھے ناچ گانا ہو رہا تھا۔ چوبردار چتر مرصع میرے سر پر ہلا رہے تھے اور ہر شخص جوش انبساط سے اس محفل مسرت مین داد عشرت و خرمی دے رہا تھا جو چوتھی کی دُلھن کی طرح آراستہ و پیراستہ تھی اور لوگونکے دلونکو مخاطب

بہ خوشی کرتی تھی۔ بقول شاعر؎

بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد
کسے را با کسے کارے نہ باشد

"ناگاہ اُسی جلسۂ عیش و سرور مین میرے چھوٹے بھائی جرنیل صاحب مرزا سکندر حشمت بہادر بھی آکر شریک صحبت رقص و غنا ہوئے اور مجھسے کہا مین نے ایک عورت کو مجرے کے واسطے بلایا ہے جو حسن و خوبی کے علاوہ گانے بجانے مین بھی اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی۔ مین نے بیتاب ہو کر اُن سے کہا، آہ بھائی کیا اچھا ہوتا اگر تم اُسے میرے ملاحظہ مین پیش کرتے جب انھون نے دیکھا مجھے اُسکا کمال اشتیاق پیدا ہو گیا تو اُسوقت اُس عورت کے بلانے سے یہ کہکر انکار کر دیا، وہ اسوقت میرے سامنے ناچ گا کر بہت خستہ ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ کسی دوسرے وقت اُسے حاضر کرون گا۔"

چونکہ عنان اختیار میرے ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی اس لیے اپنے دل پر صبر کی سِل رکھی لیکن اُسکی ایکدن کی مفارقت ایک برس کے برابر ہو گئی۔"

"دوسرے دن صبح کو جب بزم طرب جمع ہوئی تو پھر میرے چھوٹے بھائی جرنیل صاحب مرزا سکندر حشمت بہادر جو جلسہ مین آئے تو دیکھا اُنکے ہمراہ ایک عورت بھی تھی جسکا رنگ کندن کی طرح دمک رہا تھا اور وہ اپنے ایک ایک قدم سے ہزارون جانین پامال کرتی ہوئی بعد ناز و انداز اودی اطلس کا پائجامہ اُس کے اوپر سُرخ رنگ کی مصالحہ دار پیشوانہ پہنے ہوئے اپنے سازندون کے ساتھ چھلبلین کرتی ہوئی تبسم کنان ناز و نزاکت سے خراماں خراماں اِس طرف چلی آتی ہے اِس کا سن تخمیناً اٹھارہ برس یا اس سے کچھ زیادہ ہوگا، وزیرن نام تھا اور بی جان کی بیٹی تھی قصائی والے پُل پر مکان تھا۔"

اِس سے نگاہ چار ہوتے ہی عشق کا تیر جگر کے پار ہو گیا لیکن ہم چشمون کی صحبت تھی، اِس سبب سے مین کچھ کہہ نہ سکا دونون ہاتھون سے دِل تھام کر اور ایک آہ سرد کھینچکر رہ گیا قریب تھا عالم بیخودی مین بیتابانہ داستان عشق شروع کر دون مگر حجاب مانع ہوا اتنی دیر مین اُسنے (وزیرن) ناچنا گانا شروع کیا۔؎

حُسن کیا کم تھا جو آئینہ کی کھولی قلعی
ایک حیرانی زیادہ ہوئی حیرانون پر

وہ اُدہر ناچ رہی تھی ادھر میری آنکھوں سے مسلسل اشک جاری تھے آخر مین مجھ مین تاب ضبط باقی نہ رہی اُسی حالت مین مین نے محفل برخاست ہونیکا حکم دیا"

"دوسرے دن پھر اُس پری پیکر نے بزم مذکور مین آکر داد عشوہ و نازدی اور مجھ مہجور کو خنجر ابرو سے ایسا مجروح کیا کہ بے طاقت ہوکر خواب و خور حرام ہوگیا اور اُسکی ناوک مژگان سے دِل دو نیم ہوکر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا"

اُسی زمانے مین نجم النساء بیگم مرحومہ میرے محل مین داروغگی کے عہدے پر سرفراز تھین یہ (نجم النساء بیگم) نواب خاص محل کی نسبتی چچی اور علی نقی خان پسر محمد علی خان ابن علاء الدولہ بہادر میرے چچیا خسر کی نسبتی بہن۔ یہ ۴۵ یا ۴۶ برس کی مُسن عورت نہایت ہی خلیق و عقیل اور دوست پرور تھین۔ سبحان اللہ"مرتے دم تک مثل پروانہ شمع کے مجھ پر نثار رہین میری اِس قدر مزاج دان ہوگئی تھین کہ میرے مُنھ سے پوری بات بھی نہ نکلنے پاتی تھی کہ وہ فوراً اُس کی تعمیل کردیتی تھین میرے روپے پیسے کو اپنی جان کے برابر رکھتی تھین۔ انھین میری خوشنودی مزاج اپنے تمام عیش و آرام پر مقدم تھی اور نہایت نفیس مزاج و طرحدار و خوش پوشاک تھین، ذراسی آراستگی مین پری معلوم ہوتی تھین اِنکی رنگت گندم گون مائل بسرخی تھی اور رُخسارے پر ایک سیاہ تل تھا قد اور تمام اعضائے جسم سن کے موافق مناسب تھے اور یہ نہایت ہوشیار و سمجھدار عورت تھین"

"انکے گھرانے مین اِنکا قدیمی نام پیارے صاحب تھا جب میرے یہان داروغگی کے عہدہ پر ممتاز ہوئین تو داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ خطاب پایا اور دِن رات میرے گرد ہالے کی طرح رہتی تھین اور جو میرے دل مین ہوتا تھا اُسے وہ میری آنکھوں سے سمجھ جاتی تھین"

"اِنھون نے اٹھارہ نفر اسامیان جو زبردار عورتین ایسی شوخ و طناز نوکر رکھوائین تھین جن مین ہر ایک اپنے عشوہ و انداز و دلربائی مین ایک دوسرے سے علاحدہ تھی جو کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہونگی"

"الغرض نجم النساء بیگم صاحبہ مرحومہ نے جو دیکھا میری جان ہی پر بنی ہوئی ہے قوت صبر و تحمل باقی نہین تو فرط محبت سے ضبط نہ کرکے ایک روز بیتابانہ میرے قدمون پر گر کر عرض کی اے جان عالم میری جان آپ پر فدا ہوگیا ایسی فکر لاحق ہوئی ہے جو خود کو معرض ہلاکت مین ڈال رکھا ہے اور کیون بندگان عالی کا چراغ راحت صرصر غم کے جھوکون سے بجھا ہوا ہے"

خدا کی قسم اگر رات کا دن اور دن کی رات یا اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے جب بھی یہ کنیز حضور کی اطاعت و فرمان برداری سے سر نہ اُٹھائے گی"

"انھین دنون مین میر محمد مہندی میرے یہان بعہدہ داروغگی معین و ممتاز ہوئے تھے۔ یہ میر محمد مہندی امین الدولہ امداد حسین خان کے متوسلین مین سے تھے اور یہ امین الدولہ نواب امداد حسین خان میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کے عہد حکومت مین وزیر اور مدار المہام اور میرے اُستاد بھی تھے، اِنھون نے مجھے میزان و شرح اسباب کا سبق دیا تھا"

"میر محمد مہندی مرد سادات اور اس سے قبل میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کے زمانے مین ایک تمن کے تمندار اور پندرہ روپیہ ماہوارانہ پاتے تھے"

"یہ نہایت پاک باطن و صاف دِل آدمی تھے مگر اس کے ساتھ مغرور و متکبر بھی تھے جو اسی رعونت اور نخوت کی وجہ سے اپنے عہدے سے علٰحدہ کیے گئے ورنہ اِنکا معزول ہونا امر محال تھا انکی عمر تخمیناً ۲۳ برس یا اِس سے کچھ زیادہ ہوگی قد و قامت مناسب رنگت سُرخ و سفید ذرا ظہور لکھے پڑھے بھی تھے"

"انکو (میر محمد مہندی) امین الدولہ امداد حسین خان نے ازراہ دوستی میری سرکار مین بعہدہ داروغگی ملازم رکھوایا تھا کیونکہ امین الدولہ امداد حسین خان کا اِس زمانے مین بہت قوی درجہ تھا لوگ پروانون کی طرح اُنکے گرد پھرا کرتے تھے لیکن میر محمد مہندی داروغہ حال سے کسیطرح میرا دل ربط نہ کھاتا تھا اسو جہ سے دوسرے لوگ اسکے متعلقہ کاروبار مین دخیل ہوتے تھے اِسکی دلی خواہش تھی کہ مین کسی طرح اِن لوگون سے میل جول پیدا کر کے باہم شیر و شکر ہو جاؤن"

پس اِسنے اسواقعہ سے زیادہ اور اور کوئی ذریعہ نہ پا کر اِس کام مین اپنا ہاتھ ڈالنا چاہا اور ایکدن نہایت منت و لجاجت سے عرض کی لے جان عالم مین دیکھتا ہون حضور کے دشمن ہر روز غمگین و مضطر منہ لپیٹے ہوئے پلنگ پر پڑے رہتے ہین اور راگ و رنگ کی صحبتین بھی یکقلم موقوف ہین اِس کا کیا باعث ہے"

اسی زمانے مین کو دو عورتین گانیوالی امن و امان جو میری سرکار مین ملازم ہونے کے پیشتر رئیس فرخ آباد کے یہان اسی پیشہ کی بدولت عزت و افتخار حاصل کر چکی تھین خدا جانے اب کس طرح وہان نکل کر میری ملازمی مین سرفراز ہوئین تھین اور انھین سرور محفل و الیان خطاب دیا گیا تھا۔ یہ دونون حقیقی بہنین تھین انکی مان کا نام مجو باپ نتھو بھائی غلام رضا

نسبتی بھائی کُھمّن، چچا غلام نبی، اور ماموں کا نام غلام حیدر تھا"

"اِن لوگوں کا تذکرہ اپنے موقع سے کسی مقام پر آئے گا فی الحال آگاہی ناظرین کیلیے صرف نام لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں"

"ازبسکہ میرے ساتھ امّن و امامن سچے دل سے محبت رکھتیں اور ہمیشہ داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ کے ہمراہ خلوص دل سے میری خدمت گذاری میں مصروف رہتی تھیں"

"میں نے بھی اُن دونوں (امّن و امامن) کو اپنی زبان سے بہن کہا تھا اور اُنھوں نے خوش سلیقگی و حُسن خدمت سے میرے دل میں اسقدر رسوخ پیدا کر لیا تھا کہ بغیر اُن تینوں عورتوں (امّن و امامن داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ) اور انکے مشورے کے مجھے ایک گھڑی قرار نہ آتا تھا اور میں ہر گھڑی اور ہر ساعت اِس رازِ سربستہ (وزیرن کا معاملہ) کی جدوکد میں رہتا تھا اور جب آتش عشق اُس گلِ نوخیز بوستان محبوبی (وزیرن طوائف) کی میرے دل میں شعلہ زن ہوتی تو یہ لوگ نغمۂ عشق انگیز و غزلیات محبت آمیز گا کر اُسے ٹھنڈا کرتے تھے"

اُس زمانے سے مجھے ٹھمریاں تالیف کرنے کی مشق بہم پہونچی منجملہ اُنکے ایک ٹھمری کا بسرا آستائی یہ ہے۔ "سُن او گوئیاں سیّاں رہے وا ہو دیس" آخر کار ان تینوں عورتوں نے نہایت دلجوئی و رفاقت سے میرے عشق کا کُل حال دریافت کر لیا اور باہر دربار میں داروغہ میر محمد مہدی بہ ہزار دلدہی و جانفشانی پوچھا کرتا تھا"

ایک روز داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ مرحومہ کسی حیلے حوالے سے بی جان کے گھر پہونچیں اور آنکھوں ہی آنکھوں میں وزیرن کے مزاج کی کیفیت تاڑنا شروع کی تو اُن پر ظاہر ہوا وزیرن بھی میرا تیر عشق کھا کر مجروح ہو چکی ہے اور میری محبت کا دم بھرتی ہے اُسکے دونوں پاؤں میں میرے عشق کی زنجیر پڑی ہے جسکی وجہ سے سرگرم نالہ و آہ ہے اور اِس درمیان (داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ) کو نہایت بیچینی اور بیتابی سے مگر پوشیدہ اپنے بڑھتے ہوئے عشق کی خبر دیتی ہے۔

جب داروغہ نجم النساء بیگم صاحبہ مرحومہ نے سگی ماں کو دیکھا خونخوار شیرنی کے مانند اُنکی پس پشت بیٹھی ہوئی ہے اور وزیرن سے بات چیت کرنے کا کوئی موقع نہیں دیتی تو مجبور و ناچار واپس آئیں۔ اس طرف میں بیچارہ دلی صدمات و باطنی رنج کیوجہ سے اپنے بستر غم پر پڑا ہوا کروٹیں بدل رہا تھا اور دم بدم آہ جانسوز بھر رہا تھا چونکہ میرا دل ہی جانے آپکی طرح اُس

سرچشمہ محبت کی یاد مین مضطرب تھا"

"یہ اضطرار کی حالت دیکھکر داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ مرحومہ اور اتن و امن مجھ مہجور و تفتہ جان کے قدمون پر گر پڑین اور نہایت الحاح و زاری سے کہنے لگین حضور کو بیتاب ہوکر اسقدر رونا دھونا نہ چاہیے کیا نہین سُنا ہے" ؎

مُشکلے نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہراسان نشود

"اگر خدا نے چاہا تو حضور کی معشوقہ پریچہرہ و صاحب جمال کو لاکر حضور کے پہلو مین بٹھا دینگے لیکن تھوڑے دنون تک ضبط و تحمل ضرور چاہیے ایسا نہو اُس کی مان داد و فریاد کرے اور یہ پرچہ حضور کے والد ماجد حضرت جنت مکان کی خدمت مین گذرے تو بنا بنایا کام بگڑجائے مین غمزدہ ہمیشہ اُس مکان مین جس کا نام خاص مکان ہے بستر غم پر مُنھ لپیٹے پڑا رہتا تھا اور شب و روز اُسکی محبت مین گھُل گھُل کر نحیف و زار ہوتا جاتا تھا، کبھی ایسا ہی دم اُلٹا تو ستار بجا تا یا پردر دغزلین گا کر دل مضطر کو تسلی دیتا تھا کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا تھا"

"ایک شخص جس کا نام غلام علی تھا میرا قدیمی مصاحب اور رفیقون مین سے تھا جواب بھرماروں کی پلٹن مین کمیدانی کے عہدہ پر ممتاز ہے جس کا خطاب بہاء الدولہ ہے، اور دوسرا شخص میر اکبر علی یہ بھی میرے پُرانے مصاحبون مین سے ہے اور اب دیوان خانہ سلطانی کا پیش کار اور اکبر الدولہ خطاب ہے۔ تیسرا شخص میر محمد مہندی داروغہ حال جو بالفعل اِس خدمت سے موقوف ہے لیکن بخطاب امیر الدولہ بہادر سرفراز ہے"

اِن تینون آدمیون نے چاہا کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ اُس معشوقہ طناز سے جلد ملاقات ہو چونکہ اُس کی مان علامہ دہر تھی کوئی تدبیر اُنکی پیش نہ گئی ایک روز پھر داروغہ نجم النسا بیگم اُس کے گھر گئین تو دیکھا وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی رو رہی ہے داروغہ مذکورہ نے چاہا رمزو کنایہ سے اُسے تنہائی مین لیجاکر کلمات ضروری و محبت آمیز میری طرف سے اُس سے کہے ناگاہ اسکی بیرحم مان نے غل و شور مچانا شروع کیا داروغہ سرکاری کو رنڈیون کے مکان پر آنے کی کیا ضرورت ہے ہمین اون سے کوئی تعلق نہین ہمارے گھر مین نہ آیا کرین نہین تو مین ڈیوڑھی دولت پر حاضر ہوکر دوہائی دون گی یہ شور و غل سُنکر داروغہ نجم النسا بیگم بعجلت تمام اُس کے مکان سے نکلکر مجبور و ناچار میرے پاس آئین مین نے دیکھا اُنکے چہرے سے

رنج کی علامتین نمایان ہین اور بات چیت سے غصہ ظاہر ہوتا ہے ہاتھ پاؤن کانپ رہے ہین مین نے سبب دریافت کیا تو انھون نے اُسکی مان کے شور و غل مچانے کا حال بیان کیا یہ واقعہ سُنکر مجھے نہایت غیظ آیا اور اُسی وقت میر محمد مہدی کو جو امین الدولہ کے متوسلین مین سے تھے بُلاکر کہا جبتک میری محبوبہ نہ آئے گی یقین جانو مجھپر خواب و خور حرام ہے بلکہ کیا عجب ہی جو مین اپنی جان دیدون پھر اُسوقت تمھین بجز کف افسوس ملنے کے کچھ بن نہ پڑیگا لہذا تم کو لازم ہی جسطرح ممکن ہو جان فشانی کا طریقہ اختیار کرو۔ اور اُسے میرے پاس لے آؤ۔ اُنھون نے تھوڑی فکر کرنیکے بعد عرض کی اُس کا آنا تو امر دشوار نہین مگر حضرت جنت مکان سے یہ راز پوشیدہ کرنا مشکل ہی اِس اثنا مین اُسکی جدائی کو ایک ماہ کی مدت گذر گئی لیکن میری تمنائے دلی پوری ہونے کی کوئی صورت نہ نکلی اگرچہ مین نے اِس مقدمہ خاص کے بارے مین کچھ پیام بھی امین الدولہ کے پاس بھیجے اور عورتون کو جو میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کے ملازم تھین مثلاً مصاحب السلطان انتظام السلطان جو اُس زمانے مین حضرت جنت مکان کے یہان محل مین داروغہ تھین بُلایا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور میرے رنج و آلام اُسی طرح روز بروز بڑھتے رہے"

ایکدن مین اپنے مکان مین جسے بادشاہ منزل کہتے ہین ایک تینچہ لیکر اُس کی چھت پر جسکا نام گلزار منزل ہے چڑھ گیا اور اوس کے دروازے اندر کیجانب سے بند کر کے چاہا اُس تینچہ کی گولی سے اپنا کام تمام کر کے گلزار منزل کو خون بے گناہ سے رنگین کرون۔ ع

نے رستم اِس زمانے مین نے سام رہ گیا

مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

"داروغہ نجم النساء بیگم نے جو یہ حال دیکھا اپنا سر دروازے پر دے مارا اور کہنے لگی اے جان عالم خدا اور رسول کا واسطہ میری ایک بات سُن لیجئے مین نے اندر سے آواز دی کیا ہی کون سی بات کہنا چاہتی ہو اُنھون نے عرض کی اگر مین اُس کے لانے مین قاصر رہون تو پھر جو آپ کا دل چاہی کیجئے گا لیکن جب حضور کا مدعائے دلی حاصل ہوا چاہتا ہی تو اِس حالت مین جان دینا عقلمندون کا فعل نہین"

مینے انکی عرض قبول کی اور اِس حرکت سے دست بردار ہوا۔ اُسیوقت شیخ غلام علی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اُس کے گھر گیا مین نے اِس طرف اپنے مکان کو طرح

طرح کی آرائشون سے آراستہ کیا۔ نہر کے درمیان مین جسکے چارون طرف فوارے چھوٹ رہے تھے اپنی سیج بچھوائی، بجز میر محمد مہدی کے کوئی دوسرا وہان نہ تھا مین حسب الحال یہ شعر کہے

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

"فرط خوشی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا یہانتک بہر رات گذر گئی یکایک مینے دیکھا اُس ماہوش کے پرتو جمال سے مکان روشن ہوگیا، مین نے فرط بیخودی سے دوڑ کر اُسے گود مین اُٹھالیا، اور رات بھر اُس کے شمع جمال پر مثل پروانہ نثار ہوتا رہا الغرض تمام شب شکوہ وشکایت رازونیاز مین بسر ہوئی"؎

گہ خندم وگہ گریم گہ آہ جگر سوز

"القصہ سحر نے غازہ نور اپنے مُنھ پر مَلا۔ آواز نوبت وگجر اور صدائے مرغ واللّٰہ اکبر نے میرے مرغ روح کو عین وصال مین ہجر کی چھری سے حلال کر ڈالا۔ ناگاہ پس در سے میر محمد مہدی نے آواز دی "ظلمت شب ہر طرف ہوئی اب صبح کا نور چارون سمت پھیل رہا ہے حضور کو رخصت کرنا چاہیے" اُنکی آواز سُنکر میرے چہرے سے رنگ اور دل سے صبر وقرار جاتا رہا، بیتاب ہوکر اُٹھا اور بہ ہزار بلا گردانی اُسے رخصت کیا"؎

مژدہ وصل ہے کل رات کی نیت ہے حرام
دین اگر طالع برگشتہ نہ تقدیر پلٹ

"ایک مہینے تک یہی سلسلہ آمد ورفت جاری رہا، آخر کار ایک روز مینے اُس ماہ برج حُسن کو جانے نہ دیا، اور اپنے گھر بٹھالیا اور امین الدولہ کو اس خدمت کے صِلے مین پانچ پارچہ کا خلعت مع لبادہ ومندیل کے مرحمت کیا"

اُس کے عشق کی ایک حکایت یہ بھی ہے، "ایک روز وہ اپنے گھر مین تھی جو قیصر بانی والے باغ مین واقع تھا جس کا تذکرہ مین اوپر کرچکا ہون اور اُسکو اِس قدر بخار چڑھا ہوا تھا کہ آنکھین کھلنا دشوار تھا، اور یہان مین اپنے دل مین اُسے یاد کر رہا تھا جونہین مجھے اُس کا خیال آیا واللّٰہ مین نے دیکھا وہ اسی بخار کی حالت مین ایک سفید چادر مین لپٹی ہوئی ننگے پاؤن اپنے مکان سے جس کا بُعد ایک کوس سے زائد ہوگا گرتی پڑتی میرے پاس آکر موجود ہوئی تو مین نے اُس سے سوال کیا کیا سبب ہے جو تم اِس حالت مین یہان چلی آئین اُسنے

جواب دیا اسوقت شاید آپ نے مجھے دل سے یاد کیا تھا، اتنا کہکر بے ہوش ہو گئی مطلق تمیز
نہ رہا غور کا مقام ہے، اس طرح کی باتین قصہ کہانیون مین سُنی جاتی ہین لیکن واللہ مین نے
اپنی آنکھون سے دیکھا"

"القصہ جسدن وہ محبوبہ میرے گھر بیٹھی تو فرط خوشی سے مطربان خوش گلو اور مغنیان پری
رو نے اُس حور کی محفل کو رشک سلیمان بنا دیا - ہر طرف سے صدائے مبارکباد آنے لگی، چارون
طرف سے نوبتون کی آوازین گونجنے لگین" مین نے خوشی مین حضرت مشکلکشا کا دسترخوان
کیا" ملازمون نے نذرین گذرانین اور حسب مراتب سرفراز کیے گئے علی الخصوص دو اونہ
نجم النساء بیگم امتن وا امامن پروانے کی طرح اوسپر نثار تھین، اُس کی مان بی جان حسب
ایمائے امین الدولہ مقید کی گئی - دو تین ماہ کا زمانہ گذرنے کے بعد میری رائے سے رہا ہوئی
اور اُسکی لڑکی کی طرف سے دو ہزار روپیہ نقد مع خلعت اور دو شالہ و رومال عطا ہوا مینے
ہر چند چاہا وہ اپنی لڑکی کے پاس رہے لیکن اُسنے پیشہ حرام ترک کرکے اپنی لڑکی کے ہمراہ
رہنا قبول نہ کیا - بدینوجہ وہ گل نخل جوانی یعنی میری دوست جانی وزیرن بھی اپنی مان سے
ناراض رہین، الغرض نفیس نفیس جواہرات بے بہا اعلیٰ اعلیٰ ظروف نقرئی و طلائی عمدہ
عمدہ ملازم اُنھین عطا کیے گئے اور بہت بڑے خطاب سے سرفراز کی گئین جسکا آخری
خطاب ملکۂ عالم نواب نگار محل صاحبہ ہے"

ایک برس تک انکا نجم اقبال بڑے کر و فر سے چمکتا رہا اُس کے بعد بوجوہات چند در چند بُجھ
گیا، انکی طبیعت مین اِس قدر تلون پیدا ہوگیا تھا جس بات کا رات کو اقرار کرتی تھین صبح کو
بالکل بھول جاتی تھین میرا منشا نہ تھا کہ وہ میرے دوسرے محلات سے رابطۂ دوستی پیدا کرین
لیکن اُنھون نے مطلق لحاظ نہ کیا، اور اُن سب سے شیر و شکر کی طرح مل گئین" اسی حرکت نے
میری طبیعت کو افروختہ کیا - غور کا مقام ہے مین تو یہ چاہتا تھا کہ انکے مقابل کوئی دوسرا نہو
مگر اُنھون نے دوست دشمن مین امتیاز نہ کرکے میری دلجوئی پر التفات نہ کی اور اپنی سوتون نواب خورشید
محل عمدہ بیگم صاحبہ اور نواب نشاط محل نھنی بیگم صاحبہ سے میری رائے کے خلاف سلسلۂ دوستی
پیدا کیا، میری تو یہ خواہش تھی یہ ان دونون محلون سے ممتاز و ممتاز رہین" جبکہ یہ اُن سے
شیر و شکر ہوگئین تو پھر اُن پر فضیلت اور فوقیت کہان اور بھی چند در چند وجوہ پیدا ہو گئے
مثل اِس کے کہ بے پرواہ رہنا کھانے پینے کا انتظار نہ کرنا عشق و محبت کو لڑکون کا کھیل سمجھنا

اسی طرح سینکڑون باتین ہین جس کی وجہ سے یہ نوبت پہونچ گئی۔

بیان سترہوان حضور والیون کا نوکر ہونا اور پھر چند وجوہ سے برطرفی

"چونکہ اب اس مہ جبین کا حال تمام ہو الہذا دوسرا ذکر شروع کرتا ہون جب اُس محبوبہ کی ناانصافی سے میرا دل ہٹ گیا اور رقیب اپنی کوششون مین کامیاب ہوئے تو اُس زمانے مین میری عمر بائیس برس کی تھی انھین دنون مین اٹھارہ نفر اسامیان چنور بردار و روفہ نجم النساء بیگم کی معرفت ملازم ہوئی تھین وہ سب پرگوئے سبقت لے گئین اور انھین حضور والیون کا خطاب مرحمت ہوا۔ مین دو برس تک ہزارون جعل فریب کیساتھ ہر ایک سے محبت کرتا رہا چونکہ یہ سب عورتین بدکار اور بداطوار تھین اور آٹھ روز بیان رہ کر چوبیدا کرتی تھین آٹھ دن اپنے گھر مین رہ کر غیرون کو کھلاتی تھین اور پھر میری معشوق و دم ساز بنتی تھین"

"اسی زمانے مین بشیر و فیروز دو خواجہ سرا حضور جنت مکان نے مجھے عنایت فرمائے تھے مینے فیروز کو نعمت خانے کی داروغگی پر اور بشیر کو نظارت کے عہدہ پر سرفراز کیا یہ دونون خواجہ سرا حبشی قوم کے تھے بشیر پچاس برس اور فیروز چالیس برس کا تھا، یہ دونون غلام جانباز تھے گو بشیر مین رشک کا مادہ بہت تھا مگر آدمی دُنیادار عاقل متحمل مزاج تھا۔ اور فیروز پُر غصہ اور جاہل" آمدم بر سر مطلب، جب دونون اپنے اپنے عہدون پر ممتاز و سرفراز ہو چکے تو بشیر نے جو دُنیادار آدمی تھا یہ کوشش شروع کی کہ اطاعت اور خدمت گذاری مین مثل داروغہ میر محمد مہدی کے ہو جائے اور رات دن اسی فکر و جستجو مین رہتا تھا لیکن میر محمد مہدی کے آگے اس کا افسون کارگر نہ ہوا، اسی کا دست ہوس شل ہو گیا علاوہ برین داروغہ نجم النساء بیگم سے بھی نفاق رکھتا تھا"

"رفتہ رفتہ اس کا تیر و عا ہدف مراد پر پہونچا یعنی مین ایک ماہ تابان کے تیر محبت کا گھائل ہوا اور اسنے مشاطہ گری شروع کی کیونکہ بغیر اس کے عروج دشوار تھا۔ المختصر جب بشیر نے دیکھا میرا دل حضور والیون کی طرف مائل ہے تو اسنے وہی طریقہ اختیار کیا کبھی تو اُنکے محسن کی تعریف و توصیف کرتا اور کبھی اُنکی بے وفائیون سے ڈراتا، یہ صحبت داروغہ نجم النساء بیگم کی آراستہ کی ہوئی تھی اور یہ اول سے تعرض نہ رکھتا تھا۔ چاہتا تھا کسی طرح اندر باہر کی

داروغگی مجھے ملجائے" بقول ؏

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

"یہ وہی بشیر ہے جو حضرت خلد مکان کے یہان خواجہ سراؤن کے زمرہ مین تھا اور انکی وفات کے بعد ولایتی محل کے یہان جو حضرت خلد منزل کا محل تھا نظارت کے عہدے پر سرفراز تھا اور نصیر الدین حیدر خلد منزل کے انتقال کے بعد میرے دادا حضرت فردوس منزل کے محل ملکہ جہان کے یہان بعہدہ خدمتگاری معین رہا، پھر حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ کے عہد مین خلعت کیدانی عطا ہوا، اور کھوپری والی پلٹن کا کیدان ہوگیا۔ بعد ارتحال حضرت فردوس منزل حضرت جنت مکان امجد علی شاہ کے تصرف مین آیا، اور حضرت اعلیٰ نے از راہ شفقت مجھے رحمت فرمایا مین نے بکمال شفقت و پرورش اپنے محلات کی نظارت کا خلعت عطا کیا"۔

"ایک روز محفل عیش و نشاط جمع تھی اور مین حضور والیون کی محبت کا دم بھرتا تھا اور ان مین سے ہر ایک عشوہ و ناز کر رہی تھی، اسی ضمن مین حیدری خانم نے جو اسی عہدہ یعنی حضور والیون مین تھی اپنے گھر جانے کی اجازت طلب کی"۔

"بشیر نے عرض کی پیرو مرشد یہ حضور سے بعد جعل و فریب روپیہ اور جواہرات لیتی ہین اور اپنے عاشقون کو دیدیتی ہین، اس قدر سخاوت کہانتک ہو سکتی ہے اور داروغہ نجم النساء بیگم تو یہ چاہتی ہین حضور کا زر و جواہر تلف ہو جائے لہذا جو شخص حضور کے یہان رہنا پسند کرے اُس سے زر و جواہر اور اسباب وغیرہ مین دریغ نہ کیا جائے، ہان جو حضور انور سے لیکر اپنے گھر چلی جاتی ہین اور اپنے یارون کو تقسیم کرتی ہین اُنھین دینے سے حضور کو کیا فائدہ نہ ضرورت نہ سیرت، مین نے ارشاد کیا یہ سب جان نثار ہین اگر میرا اشارہ پائین اسیوقت اپنا سر کاٹ کر بادولت کے سامنے حاضر کرین"۔

کبوتر با کبوتر باز با باز

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

"ہما کو کوے کی صحبت سے فیض نہین پہونچ سکتا اور کوے کو ہما کی صحبت سے نقصان ہوتا ہے جب مین نے بشیر کو یہ جواب دیا تو اُس نے عرض کی حضور ہنوز عورتون کے مکر و فریب سے کمسنی کے سبب سے واقف نہین مین نے ارشاد کیا تمھارا خیال غلط ہے مین ابھی اُن لوگون سے یہان رہنے کو کہتا ہون لیکن جب حضور والیون سے اور مجھسے یہان رہنے کی بابت گفتگو ہوئی

تو بقول بشیر سب نے حیلہ و حوالہ کیا اور آجکل کہکر ٹالا ایک نے کہا ہم اپنا ہمیشہ کا گھر کیونکر چھوڑ دین ایک نے کہا میرے بچے ہین ایک نے کہا مین خدمتگذاری کو حاضر ہون، غرض گنجفہ کے پتون کی طرح سب تتر بتر ہو گئین۔ جب مین انکے مکر و فریب سے تمام و کمال آگاہ ہوا تو دل پر سخت چوٹ لگی۔ افسوس! اٹھارہ عورتون مین ایک نے بھی میری محبت کا خیال نہ کیا، اُسیوقت اِس جلسہ سے میرا دل اُچاٹ ہو گیا اور مینے اپنے دل مین خیال کیا بعورتون کی غور و پرداخت کرنا سانپ کا پالنا ہے۔ بہتر ہے مین ان سے علٰحدہ ہو جاؤن اور ایک مرتبہ سب کو اپنے مکان سے نکالدیا وہ مجمع مثل ذرات صحرا اور درخت خزان رسیدہ کے پتون کی طرح درہم و برہم ہو گیا، ہر چند چار پانچ عورتین رہ گئین، لیکن پھر ان کی توقیر نہ ہوئی اگرچہ اُنھون نے بہت کچھ عذر و معذرت بھی کی مگر قبول نہین کی گئی ؎

کیا مٹے گا داغ دل یہ نقش خاتم ہو گیا

الغرض یہ تمام دفتر گاؤ خوردہ ہو گیا گو حضور والیون مین سے دو ایک کی محبت کا داغ سیو لپیدہ گیا۔

بیان اٹھارھوان ملازم ہونا قطب علیخان ستار باز کا

معبرائے رفع ملال قطب علی خان ستار باز جسکی ستار بجانے مین شہرت تھی اور اِس سے قبل مختارالدولہ ابن ناصرالدولہ مرحوم کے یہان ستار بجانے مین ملازم تھا اور اِس کے آبا و اجداد شہر بریلی کے قوم راجپوت سے تھے اور راجہ جگت دیو کی نسل سے تھے اِسکی عمر ۳۰ برس یا اِس سے کچھ زیادہ تھی گندمی رنگ مونچھین نکلی ہوئین تمام سر پر بال لکھنے پڑھنے مین پوری پوری مہارت رکھتا تھا، ستاری مین شہرۂ آفاق فیجے بدل اور شاعر بھی ہے فن موسیقی مین مشہور و معروف ہے بلکہ اُس فن کو اسقدر جانتا ہے کہ اٹک بیجو نائک گوپال اور تان سین وقت ہے اسے مین نے فن ستار بازی مین اپنا اُستاد مقرر کیا اور اُس سے یہ فن اِس قدر حاصل کیا کہ محفلین و مجالسین حیران ہو گئین۔ وہ سننے مین لوگ رو دیتے تھے اور رونے مین ہنس دیتے تھے، کیونکہ مین نے اِس علم کو باقاعدہ سیکھا تھا۔ پیارے خان میری تعریف کرتا تھا اور وجد کرتا تھا کبھی خود قطب علیخان میرے ہاتھ چوم لیتا تھا، الغرض مین نے قطب علی خان سے اِس فن کو درجہ کمال تک پہونچا دیا اور اسیوقت سے وہ میرے رفیق و دلسوز ہو گئے لیکن لامذہب تھے، روزانہ دو تین پہر میری انکی صحبت رہتی تھی، ایک دن تاج محل کی ملاقات کا پیغام میرے پاس لائے تھے جو حضرت نصیرالدین حیدر خلد منزل

کا محل تھیں بلکہ اُنھوں نے اپنی مغلانی کو بھی برائے سوال وجواب میرے پاس بھیجا تھا لیکن اُدھر اپنے چچا کے لحاظ وادب کی وجہ سے صاف جواب دیدیا گیا۔ قطب علیخان بھی آدمی محبت پسند عاشق تن ہے بھوین جُٹی رنگ گندمی نمکین فارسی دان عربی شناس اُستاد بےبدل بذلہ سنج معنی فہم دوربین میرا مونس وہمدم الحاصل ایک ماہ حضور والیون سے ترک ملاقات کو گذرا تھا کہ مجھے خیال پیدا ہوا یہ صدمہ حسرت وافسوس کبتک مناسب ہو اپنی حالت پر غور کرکے اور دو چار معشوقون کو بُلانا چاہیے تا حضور والیون کا رنج وغم دفع ہو"

بیان اُنیسوان یاسمن پری کو گھر ڈالنا

"ناچار نہایت جستجو اور بڑی دوڑ دھوپ سے ایک عورت دستیاب ہوئی اُسے یاسمن پری کے نام سے مخاطب کیا گو مین نے بہت چاہا کہ بطور خود اُسے اپنے دام محبت مین تسخیر کرون لیکن اس کی ناواقفی سے میرا افسون کارگر نہ ہوتا تھا"

بیان بیسوان سلیمان پری کو گھر بٹھانا

"تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ دوسری عورت کو اپنے گھر بٹھایا اور اُسکا نام سلیمان پری کھا۔

بیان اکیسوان عزت پری کو گھر ڈالنا

"اِس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور عورت دستیاب ہوئی چونکہ اُسکی خواہش تھی اور اُسنے میرے گھر بیٹھنے کا وعدہ بھی کیا مین اِس امر پر بخوشی رضامند ہوگیا اور اُسے عزت پری خطاب دیا چونکہ میری طبیعت عالی ہوگئی تھی اور آپنے اُستاد قطب علی خان کی صحبت سے ہزارون طرح کے حظ نفس اُٹھا چکا تھا بغیر گانا بجانا سُنے میرا دل نہ بھرتا تھا اور جو عورت اِس فن سے ناواقف ہوتی تھی وہ نظرون مین نہ سماتی تھی اور یہ تینون عورتین اِس فن سے محض انجان تھین۔ مین چاہتا تھا اگر کوئی ناچنے گانے والی میرے ہاتھ لگے تو اِس سے بہتر ہوگا یہی وجہ تھی جو میری محبت اُنسے نہین بڑھی"

بیان بائیسوان، سلطان پری کو گھر بٹھانا

"اخترالامر حیدری دلبر طوائفان جو لکھنؤ بھر مین گانے ناچنے مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین اور دلبر حیدری کی بڑی بہن میری خدمت سے شرف یاب ہونے کا بار اپنی گردن پر رکھتی تھی اسیوجہ سے اپنی چھوٹی حقیقی بہن کو بطور نذر میری حضور مین گذرانا جسکی عمر گیارہ برس کی تھی اور تھوڑا بہت گانا ناچنا بھی جانتی تھی، مین نے اُسے قبول کیا اور اُس کا خطاب سلطان پری رکھا، یہ بشیر خواجہ سرا کے ذریعہ سے یاسمن پری میر اکبر علی کے وسیلے سے سلیمان پری نواب خاص محل صاحبہ کے ذریعہ سے عزت پری داروغہ نجم النسار بیگم کی معرفت مجھ تک پہونچی تھین"

بیان تئیسوان، حور پری کو گھر بٹھانا"

"اس واقعہ کو تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ داروغہ میر محمد مہدی کے ذریعہ سے ایک عورت جسکا نام نجبہ تھا اور گانے بجانے مین مہارت رکھتی تھی۔ یہ امیرن ڈومنی کی لڑکی تھی اور آخر مین کسب کا پیشہ اختیار کیا تھا، میرے گھر پڑ گئی مین نے اُسکا نام حور پری رکھا"

بیان چوبیسوان، گھر بیٹھنا ماہ رخ پری کا اُس کے ایک عزیز کا نالش کرنا اور فیصلہ کرنا

"اس کے بعد داروغہ ارباب نشاط نے جسکا نام مہدی تھا اور جنت مکان کے عہد مین اسی عہدے پر ممتاز تھا، محبوب جان نامی زن کسبیہ کو جو سرود بجانے اور ناچنے مین شہرہ آفاق اور یکتا تھی زبردستی حیلے سے میرے گھر بھیجا ازبسکہ ہر زمانہ مین داروغاؤن کا یہی طریقہ رہتا تھا کوئی فرقہ ان سے راضی ہو خواہ ناراض انکو اُن بیچارون کے خورد برد کرنے سے سروکار۔ مین نہین جانتا وہ خدا کے سامنے کیا جواب دین گے، انھون نے جب دیکھا ولی عہد کا حکم گانے والیون کو لانے اور اپنے گھر بٹھانے کیواسطے عام ہی تو خیال کیا میری بہتری اور بہبودی اسی مین ہے کہ کسیکو زبردستی حیلے سے میری حضوری مین حاضر کرے آخر وہی کیا ایک مسماۃ ناراض کو حیلے سے بلاکر میری سرکار مین بھیجا جب مینے اُس سے استفسار حال کیا اور اپنے گھر مین رہنے کو کہا تو اسنے انکار محض کیا اور عرض کی مجھے حیلے سے بلایا ہی۔ جب مینے دیکھا اسکا دل میرے یہان رہنے کو نہین چاہتا اور میری طرف سے متنفر رہے تو فرمایا اے نیکبخت بخوشی خاطر اپنے گھر جاؤ خدا تجھ

اور دیدے گا - اس خوشخبری کے سنتے ہی وہ میرے قدمون پر گر پڑی اور عرض پرداز ہوئی اے جانِ عالم
مین آپ کے قربان ہو جاؤن، اب مین ان قدمون کو چھوڑ کر کہان جاؤنگی امیدوار ہون پریون کے
زمرے مین شامل کیجاؤن اُس کی عرض کے موافق عملدرآمد کیا گیا اور اسے ماہ رخ پری خطاب دیا،
ایک روز اُس کے عزیزون مین سے ایک عورت نے خود کو میری بگھی کے گھوڑون کے پاس ڈالدیا
اور داد بیداد کرنا شروع کی، اُس زمانے مین حضرت جنت مکان کے سامنے قلمدان کی خدمت
میرے سپرد تھی اور مین اپنے والد کے مجرے کے واسطے دربار مین جا رہا تھا، اسکی داد بیداد کا
شور و غوغا سُنکر سخت پریشان ہوا اور دیکھا ایک عورت رو رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے مین نے
دریافت کیا تو کون ہے اُسنے عرض کی داد خواہ ہون، داروغہ ارباب نشاط نے میری لڑکی
کو زبردستی بندگان عالی مین بھیجدیا ہے امیدوار ہون اپنی داد کو پہنچون مین اسیوقت
اس عورت کو اپنے ساتھ لے گیا اور ماہ رخ پری سے کہا تم اسکو پہچانتی ہو اسنے کہا ہان اُسکو
آپ میرے روبرو طلب کرین مین اپنے طور پر سمجھا دونگی، الغرض مین نے پانچ سو روپیہ ماہ رخ
پری پر تصدق کر کے اُس عورت کے حوالے کیا - اور وہ راضی نامہ لکھکر خوش و خرم اپنے گھر
گئی - سبحان اللہ اس طرح کی نیک طینت عورت میرے ملاحظہ مین نہین آئی"

بیان پچیسوان[۲۵] محفل رقص و سرود مین مرزا اسکندر حشمت کا آنا اور وزیرن طوائف کا اس مجمع مین میرا ہاتھ پکڑنا

"اس عرصہ مین وزیرن نامی طوائف جو نصیر الدین حیدر کے محل مین گانیوالیون مین تھی و جنکو
بالا بیانون مین اسکا حوالہ ہو چکا ہے - یہ وہی عورت ہے جو اب شیدی احمد کے گھر مین پڑی ہوئی ہے -
جس نے ایک عالم کو اپنی کمند زلف مین اسیر کر رکھا ہے اور اب مجھسے محبت کرنا شروع کی ہے
گیہوے رنگ کی عورت ہے اس زمانے مین اسکی عمر ۲۰ برس کی تھی ہاتھ پاؤن بلحاظ تناسب اعضا
مناسب اور خوش اسلوب تھے، بھوین اور آنکھین خوبصورت شوخ مزاج تھی پہلے میرے بھائی مرزا
سکندر حشمت اسکے دام تزویر مین گرفتار تھے اور اسنے ہزارہا روپیہ اُن سے پیدا کیا تھا،
اکثر میرے ساتھ بھی ناز و غمزے کیا کرتی تھی کبھی داروغہ نجم النسا بیگم کو درمیانی قرار دیتی تھی
کبھی امتن و امامن سے پیغام سلام کرتی تھی کبھی اپنی اُنگلی کے خون سے محبت نامہ پر مہر کرتی
تھی اور ہزارون خطوط عشق آمیز اور عرضیان محبت انگیز ہر روز ایک نہ ایک کے ہاتھ بھیجا کرتی

تھی، اس کی ایک ادنیٰ محبت یہ تھی کہ میرے درگاہ جانے کے دن وہ چھپی بانار سے درگاہ حضرت
عباس تک مجھے دیکھتی ہوئی جاتی تھی، المختصر ایک روز مین نے اُس سے کہا تو میرے بھائی سے
بھی اپنی محبت جتاتی ہو اور میری بھی خواہش کرتی ہو چیڑی اور دوگود و کیونکر ہو سکتا ہو یہ سنتے ہی
اسنے قسم کھائی مجھے تمھارے بھائی سے کوئی تعلق نہین، ایک روز کا ذکر ہو محفل عیش و طرب
آراستہ تھی چاندنی کھلی ہوئی تھی خوش گلو گانے والیون کی آوازین عاشقون کے دلون پر
نشتر کا کام کر رہی تھین رنگ برنگی مردنگیان اور کنول شیشہ آلات موقع موقع سے سجائے
گئے تھے، جس سے محفل چوتھی کی دُلھن کی طرح آراستہ تھی، باغبانون نے نفیس نفیس پھولون
کے گلدستے جا بجا قاعدے سے چن دیے تھے جس سے وہ بزم رشک وہ باغ ارم بن گئی تھی،
میرے رفیق و مصاحب دونون جانب صف بستہ بیٹھے اور قسم قسم کی نقل و حکایات و صفت
و ثنا کر رہے تھے، اسوقت میرے بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر بھی اِس محفل مین شریک تھے مینے
اُنسے پوچھا وزیرن سے تم سے ملاقات ہو یا نہین اُنھون نے جواب دیا وہ اکثر خطوط عاشقانہ
میرے عشق مین اپنی تباہ حالت کے اظہار مین میرے مصاحبون کے ہاتھ میرے پاس بھیجا کرتی ہو
جو ابھی تک میرے پاس موجود ہین، مین نے جواب دیا اُسنے میرے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار
کیا ہو، آخر الامر یہ بات طے پائی کہ اِس محفل عیش و انبساط مین جہان سینکڑون آدمی با وضع
اور شریف مجتمع ہین ہم دونون شخصون مین سے جسکا ہاتھ وزیرن پکڑ لے وہ اُسی کی سمجھی جائے
پھر دوسرے کو شکوہ و شکایت کا موقع نہ رہے الحاصل اُس بے مثل رقاصہ نے ایکدفعہ ناچ
مین پیش قدمی کر کے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مجھے سکندر حشمت بہادر سے کوئی واسطہ نہین
ہو مین نہین جانتی یہ کون ہین، اُسوقت مطربان خوشنوا نے خوشی کے آوازے بلند کیے
اور تمام محفل مین قہقہون کی صدائین بلند ہوئین میرے بھائی اِس زن فاحشہ کی بیوفائی
و کج ادائی سے محجوب و شرمندہ ہو کر فوراً بادل برخاستہ اپنے گھر چلے گئے اور محفل عیش و
طرب برخواست ہو گئی لیکن مجھسے وزیرن سے ملاقات رہی چونکہ مین خیال اور تماشے کا
شوق بہت رکھتا تھا، اس لیے مین نے اِس سے اقرار کیا کہ مین فلان روز گولہ گنج مین
عظیم اللہ کمیدان کے گھر پر انشاء اللہ ضرور آؤنگا، تمھاری بھی وہان اکثر آمد و رفت رہتی
تھی انشاء اللہ تم بھی وہان آنا اُسنے بھی آنے کا پختہ وعدہ کیا اگرچہ اُسے اپنے یہان بلانا کوئی
مشکل نہ تھا لیکن یہ اِس وجہ سے کہا گیا کہ اسکو میری محبت کا خیال زیادہ ہو گا

بیان چھبیسواں عظیم اللہ کمیدان کے یہاں جانا، وزیرن اور علی نقی خان ابن محمد علیخان ابن مدار الدولہ سے ملاقات کرنا

آخر روز معینہ اس معشوقہ طناز کی یاد مین رات کو عظیم اللہ کمیدان کے یہان جانیکا قصد کیا
اور ایک معمولی محفل آراستہ کرکے حواشی اور خدمت گذارون کو مکان معمولی سے رخصت کیا
اور دروازے پر دوسرے آدمیون کے آنے جانے کی روک ٹوک کے لیے پہرا مقرر کر دیا اور
مین نے خوشرنگ ریشمی انگرکھا، اور ایک پائجامہ جسمین کنگرے والے تاج بنے ہوئے تھے زیب بر
کیا اور ایک زر ٹوپی آرٹی سر پر رکھکر جھلّے دار فنس پر سوار ہوا، اور داروغہ نجم النسا بیگم اور
دو مشعلچی ہمراہ لیکر پہر رات گئے مع الخیر عظیم اللہ کمیدان کے مکان پر پہونچا، عظیم اللہ کی عمر
برس کی تھی اور قوم کا شیخ تھا، لیکن خفقانی آدمی تھا، جو ہین اُسنے مجھے دیکھا بیتاب ہوکر کھڑا
ہوگیا، سلام و مجرا ادا کیا، اور ایک کرسی بچھا کر عطر و پان وغیرہ پیش کیے جسے مین نے بخوشی قبول
کیا، اس صحبت مین علی نقی خان میرے چچیا خسر بھی شریک تھے، سُنا جاتا ہے یہ مدار الدولہ مرحوم
کی اولاد مین سے صحیح النسب سادات ہین مونچھین بڑی بڑی، قد لانبا دُبلے پتلے نہایت
سمجھدار ہوشیار مجلس رس قیافہ شناس دوست گیر نمک خلیق بطریق امیرانہ اپنی زندگی بسر کرتے
تھے، ۳۰ برس کے قریب عمر تھی وہ بھی آداب تسلیمات بجالانے مین اُن سے بغلگیر ہوا جب
ان باتون سے فرصت ہوئی اور دیکھا تو مکان بہت چھوٹا تھا لیکن وہ معشوقہ وہان نہ تھی
مینے عظیم اللہ سے پوچھا وہ شخص کہان ہے اسنے عرض کی ابھی حاضر ہوتا ہے اسکے آنے تک
بڑے کر و فر سے ستار کی صحبت جاری رہی، اسکے بعد وہ گلبدن بھی وہان آئی اور باہم مصافحہ
اور معانقہ ہوا لیکن وہ کبھی تو روتی اور کبھی ہنستی تھی چونکہ برسات کی فصل تھی چارون طرف
کالے کالے بادل گھر آئے مجھے خوف ہوا کہ مبادا ایسا نہ ہو پانی زور سے برسنے لگے اور گھر جانا
مشکل ہو جائے آخر بصد حسرت و افسوس مین اُس سے رخصت ہوا- علی نقی خان سے بھی ابھی دن
ملاقات ہوئی تھی گھر پہونچکر دیکھا مکان بدستور اُسی طرح آراستہ ہے پلنگ پر آکر لیٹ رہا تھوڑی
رات باقی تھی آرام کیا، داروغہ نجم النساء بیگم بھی اپنی خوابگاہ مین جا کر سو رہین الحاصل
وزیرن بھی میری محبت کی تیر خوردہ تھی اور مین بھی اُسکی تیغ ابرو کا گھائل کبھی وہ مجھکو
زخمی کرتی تھی اور کبھی مین اُسے مجروح کرتا تھا!!

بیان ستائیسوان[۲۷] پریونکی تعلیم کے لیے بہار محفل والون کا ملازم ہونا

مجھکو جلسہ کی ترتیب دینے اور گانے والیون کے جمع کرنیکا بہت خیال تھا اِس سبب سے سازندے
اور علم موسیقی کے کاملون کی تلاش بہت تھی کہ پریون کی تعلیم دیجائے اور اُنکی مشق ترقی پذیر ہو
ایک روز اسی تلاش و جستجو مین امتن و امامن دونون بہنون نے عرض کی میرے عزیز و
ولواحق اِس علم مین اپنا جواب نہین رکھتے ہین مین نے اُنکو حاضر ہونے کا حکم دیا، ایک
دن ایک محفل مثل عروس و ماہ شب چہاردہ آراستہ کرکے خاص مکان کے صحن کی چلمنین
چھوڑکر اُنکے عزیزون کے آنے کی انتظار مین مع اِن دونون بہنون کے ستار لیکر بیٹھا کہ ۴
شخص ایک اُنکا باپ جسکا نام نتھو خان تھا دوسرا اُنکا چچا غلام نبی تیسرا اُنکا برادر نسبتی لچھمن
جان، چوتھا اُنکی مان کا بھائی غلام حیدر نے آکر مجرا کرنا اور سرود بجانا شروع کیا اور چلمن
کے پیچھے مین بھی ستار بجانے مین مشغول تھا، واقعی اِسوقت ایسا سمان بندھا تھا کہ
در و دیوار اور انجم و ماہ متحیر تھے۔ ہر ایک کی زبان سے صدائے واہ واہ جاری تھی اُنکا گانا
اس قدر پُرتاثیر تھا کہ مین نے اپنا منھ چلمن پر رکھدیا، آخر اِس فن مین اُنکے باپ اور برادر
نسبتی کو ملازم رکھا اور وہ دونون حورپری اور سلطان پری کی تعلیم کے واسطے مقرر ہوئے اور
بھی صدہا قلتبان اور ناچنے والے اِس فن کے کامل ملازم ہوئے، کنا ثابت علی اور چھجو خان
دونون حقیقی بھائی سازندون مین دوسری پریون کے لیے نوکر ہوئے ہر روز جلسہ عیش و طرب
ہوا کرتا تھا خاص مکان کی چلمنین چھوڑ دیجاتی تھین اُسکے باہر رقص و سرود کی تعلیم ہوا کرتی تھی،
مین بھی نتھو خان کے شاگردون کے گانے مین رہتا تھا تھوڑے عرصہ مین اِس فن کی اسقدر
مشق کروائی کہ اپنے اُستاد سے بہتر ہو گیا۔ اسی زمانے مین غلام رضا میر نوکر ہوا اُسکا ذکر حوالہ
قلم کر چکا ہون، اسکا سن ۳۶ برس کا تھا پستہ قد کسی قدر فربہ اندام آنکھین خوشنما لطیف
طبع خوش مزاج صاحب طاقت آدمی تھا، ایک روز ہرن کے سینگ اپنی قوت سے توڑ
ڈالے تھے اِس کی اطاعت و فرمان برداری سے میرے دل مین بہت گنجائش ہو گئی تھی
یہی وجہ ہے جو اُسے رات دن حاضر باشی کا حکم دیدیا تھا۔

بیان اٹھائیسوان ۲۸ پریخانہ کا آراستہ ہونا

"اسی درمیان مین ایک مختصر مکان برائے تعلیم قواعد علم موسیقی تجویز کیا گیا فرش وفروش مع پردہ اور دیگر سامان آرائش وزیبائش وغیرہ کے اچھی طرح سجکر پریخانہ کے نام سے موسوم کیا گیا جو پریون اور سرودیون کے قبضہ مین رہتا تھا صحن مکان مین سفید سنگ مرمر کا فرش کیا گیا اور اسپر چینی کے نفیس نفیس گلدستے قاعدے سے جابجا رکھے گئے جگہ بجگہ تختون کے چوکے اور پلنگ وغیرہ بچھائے گئے دروازہ مکان پر ترک سوارنیون کا پہرا مقرر کر دیا تھا اور تاکید تھی کہ سوائے داروغہ نجم النسا بیگم اور امتن واامامن یا پریون اور سرودیون کے دوسرے لوگ اندر نہ جاسکین، یہان ہر روز دو دو تین تین پہر غلام رضا لچھمن جان چھجو خان ثابت علی وغیرہ سے صحبت عیش ونشاط گرم رہتی اور پریون کی تعلیم ہوا کرتی تھی مین بھی قواعد علم موسیقی کے حاصل کرنے مین بدل مشغول ومعروف رہتا تھا"

بیان انتیسوان ۲۹ ممتا کا گھر پڑنا اور وزیرن سے ترک ملاقات

"اسی طرح تھوڑا زمانہ گذرنے پر میرے دل مین خیال آیا جس قدر گانے بجانیوالی عورتین مل سکین اپنے گھر مین ڈالنا چاہیے اور ہر ایک شخص سے یہی فرمائش تھی جو اس قسم کی عورتین حاضر کرتا تھا وہ لفظ معروضہ سے عرض کرتا تھا۔ یعنی فلان معروضہ حاضر ہے کیا معنی کہ فلان ناچنے یا گانے والی عورت حضور کے گھر پڑنے پر راضی ہے یہ اصطلاحا لکھا گیا اگر کسی مقام لفظ معروضہ آئے تو اس سے یہی معروضہ مراد ہوگی اور اگر لفظ عرضی یا عرضداشت آئے تو اسکا مفہوم وہی ہوگا جو اسکے اصلی معنے ہین الحاصل ایک روز کا ذکر ہے امتن واامامن اور داروغہ نجم النسا بیگم نے عرض کی حضور عالی کے لیے ایک معروضہ ہم لوگون نے تجویز کیا ہے جو بیمثل ونایاب زمانہ ہے یقین ہے ایسی صورت کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی نہ کبھی فرشتون کے کانون نے سنی ہوگی گانے بجانے مین بھی وحید الدہر ویکتائے روزگار ہے رعنائی وزیبائی مین یکتائے جہان ہے سترہ اٹھارہ برس کا سن ہے، ایک روز حضور کو راہ مین دیکھ لیا تھا بس اسی روز سے خواب وخور حرام ہے اسکی خواہش ہے مین پریون کے زمرے مین منسلک کیجاؤن، ممتا نام ہے جب مینے اسکے خاندان کو دریافت کیا تو معلوم ہوا وزیرن کی بہن کی لڑکی ہے لیکن اپنی خالہ سے

پوشیدہ حضور کے وصل کا ارادہ رکھتی ہے اور نہایت ہی شکیلہ و جمیلہ ہے یہ سُنکر میرے ہاتھون سے
عنان صبر و طاقت چھوٹ گئی۔ اُس پری پیکر کے اشتیاق مین رات دن اور دن رات ہو گیا
یہانتک یہ خبر رفتہ رفتہ وزیرن کے کانون تک پہونچی کہ یہ میری بھانجی کی محبت مین گرفتار ہین
یہ سُنکر وہ نہایت بیقرار ہوئی زندگی ناگوار معلوم ہونے لگی اور از حد چراغ پا ہوئی انجام کار
اُسنے مُنا کی ملاقات سے مجھے ڈرانا شروع کیا لیکن میرے عشق کی آگ بھڑکتی ہی جاتی تھی،
آخر انھین تینون عورتون کے ذریعہ سے ایک روز شب کو وہ میرے گھر آئی اور وہ رات عیش و
عشرت مین بصد عیش و مسرت بسر ہوئی، لیکن صبح کو اِس جرم کی پاداش مین ارباب نشاط
کی کچہری سے اُس بیچاری کو قید ہو گئی مگر قید خانے مین بھی اُس کے دل سے میری یاد نہ
گئی کبھی تو میری پُرسان حال ہوتی تھی کبھی زار زار روتی تھی۔ آخر الامر میر محمد مہدی کی
سعی بلیغ اور کوشش سے اُسنے قید سے نجات پائی اور میرے گھر بیٹھ گئی، میرے دلمین اسکے
عشق کی آگ روز بروز تیز ہوتی گئی جب اسنے دیکھا یہان معشوقون کا مجمع ہے تو یہ گوارا نہ کرکے
آتش رشک سے جلنے لگی اور اِس جلاپے سے بچنے کی تدبیرین کرنا شروع کین، وزیرن نے
بھی اسی کی وجہ سے مجھسے ترک ملاقات کر کے حکیم نواب مرزا اور علی بخش خان حبشیون کے
رسالدار سے محبت کا آغاز کیا پھر انکو بھی بالاے طاق رکھ کے حاجی خانم کے بھائی شیدی احمد
کے گھر پڑ گئی۔ جسکا تذکرہ مین پہلے کر چکا ہون اور ابھی تک اُنھین کے گھر مین تنگ و
ترشی بسر کرتی ہے۔ شیدی احمد پچاس برس کی عمر کا آدمی ہے لیکن وہ خدا جانے کیون ایک
سن ورسیدہ مبتذل کے گھر بیٹھی ہے،، لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؂

بیان تیسوان ۳۰ مُنا کا فریب سے اپنے گھر جانا اور چھوٹے خان طبلیے کا ملازم ہونا

،، اُسی عرصہ مین ایک طبلیا چھوٹے نامی جو اِس فن مین مثل و نظیر نہ رکھتا شاہ جہان آباد سے
اس شہر مین روزگار کی تلاش مین وارد ہوا اور شیخ غلام علی کے ذریعہ سے طبلہ بجانے والون
مین میرے یہان ملازم ہوا، اِس کا سن ۳۵ برس کا تھا رنگ سرخ و سفید اور کسی قدر تیار
تھا خوش طبع و خوشرو طاقت در اور ارغد تماشبین تھا اکثر رنڈیان اسیر جان دیتی تھین اور
اسکے خنجر ابرو سے ایک عالم گھائل و بسمل تھا اور فن مصاحبت مین کمال رکھتا تھا عاشق تن
معشوق مزاج تھا اپنی قدر دانی کیوجہ سے میرا ملازم ہوا رفتہ رفتہ مع ہمراہیان بہار محفل کے

خطاب سے معزز و سرفراز ہوا، اور مجھسے اتحاد قلبی حاصل کرکے ہمسر غلام رضا ہو گیا اُسے منا یعنی امتیاز پری کے عشق کا بھی کسی قدر خیال تھا۔ ایک روز امتیاز پری نے رشک جلاپے کیوجہ سے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا لیکن مین مانع ہوا، اُسنے عرض کی اِسوقت ایک گھنٹے کیواسطے مین جانا چاہتی ہون ابھی ابھی حاضر ہونگی۔ مین اس کے دام تزویر مین آگیا اور اسے جانے کی رخصت عطا فرمائی تا اینکہ اس کے وعدے سے دُو روز زیادہ گذر گئے اور مینے بیقرار و پریشان ہوکر داروغہ نجم النساء بیگم سے یہ حال بیان کیا وہ اُس کے گھر گئین مگر وہ بسبب شک میرے یہان آنے پر راضی نہ ہوئی جواب صاف دیدیا، داروغہ نجم النساء بیگم نے کل واقعہ موبمو مجھسے آکر بیان کیا مجھے نہایت غصہ آیا اور اپنے دانتون سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگا۔"

بیان اکتیسوان امتیاز پری کو امین کے گھر مین بُلانا اور محمد حسین خان کی باریابی پر دور کرنا، امتیاز پری اور اسکا انتقال

"اس زمانے مین فیروز خواجہ سرا کی معرفت ایک دوسرا خواجہ سرا محمد حسین نامی ملازم ہوا یہ اسکے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی زوجہ کے یہان نوکر تھا ۲۵ سال کی عمر کا نوجوان آدمی تھا بیحد متدین امین و جان نثار خیر اندیش سرکار بے عیب و باصواب آدمی تھا جسکا اسوقت تک مین ممنون و مشکور ہون یہ خدمت گذاری مین نہایت سرگرمی و جانفشانی سے مصروف رہتا تھا الغرض جب مین نے امتیاز پری کا یہ حال داروغہ نجم النساء بیگم سے سُنا تو غصہ سے آگ بگولا ہو گیا، اور محمد حسین علی خان کو حکم دیا اسیوقت اُسکو کھینچتے ہوئے میرے یہان لے آؤ کیونکہ مجھے اُسوقت نہایت درجہ غصہ تھا، المختصر خان مذکور نے بمجرد حکم اسکی بجا آوری مین کوئی تجاہل و تساہل نہ کیا اور امتیاز پری کی فریاد و زاری کا کچھ خیال نہ کرکے اوسے کھینچتا ہوا میرے گھر لے آیا مین نے جب اُسے دیکھا تو اُس کے منھ پر تھوک دیا اور کہا لعنت خدا کی اسی منھ پر محبت کا دعویٰ تھا، اب یہ نوبت پہونچی الغرض ایک یا دُو روز مینے اُسے اپنے گھر مین رکھا، لیکن جب دیکھا وہ میری دشمن ہو گئی ہے اور اسکا دل اپنے گھر جانے کے واسطے مچھلی کی طرح تڑپتا ہے تو ایک انگوٹھی ہیرے کی اپنی نشانی دیکر بہزار رنج والم اپنے سے علاحدہ کرکے اُسے اُس کے گھر بھجوادیا۔ پھر کبھی نہ بُلایا لیکن اِس واقعہ کے ایک برس بعد وہ بقضائے الٰہی مدقوق ہوکر مرگئی، خس کم جہان پاک۔"

بیان تئیسواں ''چینی طوائف موسوم بہ دلربا پری کا آنا پھر اپنے تصفیہ کو حضرت جنت مکان کے پاس جانا اور راضی نامہ داخل کرکے میرے گھر آبیٹھنا

''مین امتیاز پری کو نکال کے دوسری پریون کے ناچ گانے سے حظ اُٹھاتا رہا، تمام دن روز عید اور تمام رات شب برات کی طرح گذرنے لگی، ایک مرتبہ اکبرالدولہ بہادر کے وسیلے سے چینی نامی ایک طوائف میری محفل مین مجرا کرنے کے لیے حاضر ہوئی۔ مین اُسکو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اُسنے اُسیوقت اپنا کُل زیور اُتار کر اپنی مان فیقنو چونے والی کے حوالے کیا اور کہا اب مین یہان سے نہ جاؤنگی، وہ روتی پیٹتی رخصت ہوئی اور اُسنے اپنے اوپر سے تصدق کرکے مبلغ دو ہزار روپیہ اپنی مان کے حوالے کیا، اسپر اُسنے خوشی خوشی راضی نامہ لکھدیا، اور اپنے گھر چلی گئی، اور اسکے مین نے دلربا پری کا خطاب مرحمت فرمایا، مخبرون نے اِس مضمون کی ایک عرضی لکھکر میرے والد ماجد حضرت جنت مکان کی حضور مین گذرانی وہان سے دلربا پری طلب ہوئی مین بہت مغموم و رنجیدہ ہوا مگر اُسنے عرض کی حضور والا پریشان نہ ہوان مجھے وہان بھیجدین مین خود اپنے ہاتھ سے اپنی مان کا لکھا ہوا راضی نامہ بادشاہ کی خدمت مین پیش کرون گی کہ مین نے کسی کے جبر و ظلم سے یہ فعل نہین کیا، آخر بہ مجبوری مین نے اُس کی درخواست قبول کرکے میر محمد مہدی داروغہ کے ساتھ شاہ جم جاہ حضرت جنت مکان کے حضور مین بھیجدیا، جب یہ وہان پہونچی تو عرض کی مین بادشاہ سلامت سے عدل و انصاف چاہتی ہون مجھکو حرام کاری سے نجات۔ ملے لونڈی بلطیبہ خاطر ولی عہد بہادر کے گھر بیٹھنے پر راضی ہوئی ہے بلکہ میری مان کا لکھا ہوا راضی نامہ بھی میرے پاس موجود ہے، ارشاد ہوا راضی نامہ گذرانا جائے اُسنے پیش کیا۔ بعد ملاحظہ راضی نامہ ارشاد ہوا اسی طرح بہ محافظت تمام ولی عہد کے مکان پر پہونچا دیجائے اُس کے اس احسان سے میرا سر نہین اُٹھتا، اِس عورت کا سن ۲۰ برس کا سن تھا گیہوان رنگ پیشانی کشادہ اعضا قد کے مناسب ناچ گانے مین زمانے کا گرم و سرد دیکھے ہوئے تھی۔ المختصر وہ پریون کیساتھ گانے بجانے کی تعلیم مین مشغول ہوئی۔ اسکی محبت روز بروز میرے دل مین بڑھنے لگی۔ مین نے اپنی پریون کے لیے رنگ برنگی لباس تیار کرائے تھے اور اِس کے انتظام کے لیے نواب خاص محل کو مقرر کیا تھا، انھون نے بڑی مستعدی و جانفشانی سے تمام کاروبار متعلقہ انجام دیے کئی لاکھ روپیہ سالانہ ان اشغال و افعال مین صرف ہوتا تھا''

بیان تینتیسوان "سرفراز پری کا گھر پڑنا"

"ایک روز ایک زن کسبیہ جسکا نام گنا تھا اور اب اِس پیشہ سے توبہ کرکے اپنی ماں کے رشتہ دارون مین سے ایک کے ساتھ عقد شرعی کر لیا تھا، مجھے خواب مین دیکھکر دیوانون کی طرح خواب سے بیمار ہوئی، اسیوقت سے میری محبت کا تیر اسکے جگر مین پیوست ہو گیا اسکی عمر ۱۹ برس کی تھی چیچک رو چشم و ابرو خوبصورت پائے تھے قد خوشنما تھا، آخرالامر شیخ غلام علی کمیدان کے ذریعہ سے فیروز خواجہ سرا کے ہاتھ پریون مین شامل ہونے کا پیغام میرے پاس بھیجا، مین نے قبول تو کیا لیکن وہ شوہر دار تھی اِس سبب سے انکار کر دیا اسنے اسیوقت جناب مجتہد العصر والزمان قبلہ و کعبہ کے یہان جاکر طلاق حاصل کیا اِس کے بعد مین نے اسکو اپنے گھر بٹھا لیا اور سرفراز پری خطاب دیکر معزز و ممتاز کیا سب سے زیادہ اسکی محبت نے میرے دل مین جگہ کی یہ عورت نفیس و خوش پوشاک و طرحدار ہے"

بیان چونتیسوان "حیدری بیگم کا زہر کھانا پھر اسیوجہ سے معطل ہونا"

"اِس زمانے مین حیدری بیگم مرثیہ خوان جو میرے یہان ملازم اور نہایت ہی نیک بخت و عفیفہ تھین اور انکی محبت بھی میرے دلمین جگہ کیے ہوئے تھی۔ ایک روز داروغہ نجم النساء بیگم کے وسیلے سے میرے پاس آئین تھین، جب وہ چلی گئین تو انکی یاد بھی میرے دل سے محو ہو گئی وہ خواستگار تھین کہ محلون مین میرا اسم ہو جائے لیکن یہ مجھکو منظور نہ تھا، آخر ایک روز انھون نے اِس غم مین شیشہ کوٹ کر کھا لیا جب مین اِس حال سے آگاہ ہوا تو والد ماجد کے خوف سے اسکو اسکے مکان بھجوا دیا اور اپنی ملازمت سے برطرف کر دیا"

بیان پینتیسوان "پیارے صاحب کا میرے گھر پڑنا"

"اسی زمانے مین امن و امامن کی معرفت ایک زن کسبیہ مجوبہ طوائف کی لڑکی جسکی عمر گیارہ برس کی تھی اور اِس کمسنی پر بھی رنگ نہایت سرخ و سفید بڑی بڑی آنکھین ابرو خوبصورت تھے بطور نذر میری حضور مین حاضر ہوئی ازبسکہ وہ تعلیم کی خواستگار تھی اسے تعلیم بھی دیگئی اور سردار پری خطاب بھی مرحمت ہوا"

بیان چھتیسوان ۳۶ - عجائب خانم کا گھر پڑنا

"اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک طوائف جو ناچ گانے مین بےمثل تھی میرے گھر پڑی جسکو عجائب پری خطاب دیا گیا"

بیان سینتیسوان ۳۷ - پریون کا حضرت عباس کی درگاہ جانا

"ایک روز ان پریون کو عمدہ عمدہ لباس مرصع زیورات سے آراستہ کرکے پرتکلف فینسون اور نفیس نفیس پالکیون مین نہایت کروفر سے سوار کرکے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برائے زیارت درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ماہ رجب المرجب کی نوچندی مین بھیجا۔ اُنکی ہمراہی مین داروغہ میر محمد مہدی داروغہ نجم النساء بیگم بھی تھین، واللہ مین نے سُنا تمام بازار والون اور تمام اُن لوگون کی جو درگاہ مین تھے نظرین اسی طرف تھین بلکہ اسی رات کو حیدر حسین خان سے نظارہ بازی کی بابت درگاہ مین ایک جھگڑا بھی ہوگیا لیکن میر محمد مہدی نے رفع شر و فساد کردیا پھر رات گذرنے کے بعد یہ سب لوگ مع الخیر درگاہ سے واپس ہوکر داخل دولت سرا ہوئے اور میرے نہایت ممنون و مشکور ہوئے لیکن حضرت جنت مکان نور اللہ مرقدہ یہ خبر سُنکر سخت برہم اور آشفتہ مزاج ہوئے اور اس امر کے بارے مین نہایت تاکید و قدغن فرمایا۔ مردون کے بیچ مین ہوکر ان لوگون کے درگاہ جانے کا یہ سبب تھا کہ مین نے تین محل کیے تھے اور انکو پردے مین بٹھایا تھا لیکن اس پردے کی وجہ سے مین پریشان تھا، ایک روز میرے دل مین خیال آیا کہ طرف ثانی کو جبر سے محبت نہین ہوتی تاوقتیکہ اون لوگون کو خود مختار نہ کیا جائے اُنکی محبت کا اندازہ کرنا دشوار ہے اسیوجہ سے مین اُنکے سوال کو رد نہ کرتا تھا۔"

بیان اڑتیسوان ۳۸ - سلیمان پری کا محل ہونا اور نواب نشاط محل صاحبہ کے بطن سے سپہر آرام شہزادی کا پیدا ہونا

"جب تھوڑا زمانہ اسی طرح گذرا تو مین نے سُنا نواب نشاط محل نبھی بیگم صاحبہ اور سلیمان پری حاملہ ہین یہ خبر فرحت اثر سُنکر مین نہایت خوش ہوا، اور تہنیت و مبارکباد کے نعرے فلک الافلاک تک جانے لگے۔ مین نے اُسیوقت سلیمان پری کو محل مین داخل کیا اور سلیمان

محل صاحبہ خطاب عنایت فرمایا عمدہ عمدہ چیزین نفیس نفیس لباس جواہرات کی کشتیان مع دیگر
سازو سامان کے مرحمت کین اور اسی دن سے انکو پردے مین بٹھایا الغرض خدا کے فضل و کرم
سے بعد انقضائے ایام حمل ان ہر دو صاحبات محل سے ماہ و مشتری طالع ہوئے کہ تمام عالم
کو اپنے نور سے منور کردیا، نواب نشاط محل صاحبہ کے بطن سے مرشد زادہ والا دودمان پیدا
ہوا اُس کے دادا نے اسکی مان کو خلعت خوشی اور نیگ و بدہنی سے سرفراز فرمایا اور اسکو مرزا
سپہر قدر خطاب دیا اور نواب سلیمان محل صاحبہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی جسے اسکے دادا نے
سپہر آرا اکبر ابیگم صاحبہ کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا۔ الحمد للہ۔

بیان ۳۹ اونتالیسوان۔ حضرت جنت مکان کا سپہر آرا بیگم صاحبہ کو میری نسبتی بہن کی گود مین دینا اور اُسکا پرورش کرنا

"اب سُننا چاہیے میری بہن جو میری نسبتی چچا منیر الدولہ کے بھائی کے بیٹے سے منسوب ہین
جن کا خطاب سرفراز الدولہ ہے انکے یہان کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا آخر میری والدہ کی صلاح
سے حضرت جنت مکان نے میری دختر سپہر آرا اکبر ابیگم صاحبہ کو طلب کرکے اُنکی گود مین ڈالا
اور بطریقہ کفالت و پرورش انکو دیا کبھی کبھی سپہر آرا اکبر ابیگم صاحبہ میرے اور اپنی والدہ کے
دیکھنے کے لیے یہان آتی تھین اور ایک رات رہکر چلی جاتی تھین اگرچہ یہ امر مجھے بہت
گران گذرتا تھا اور انکی جدائی مین متفکر و پریشان رہتا تھا لیکن بسبب اطاعت والدین
زبان نہ ہلاتا تھا اور بجا آوری ارشاد پر مستعد تھا"

بیان ۴۰ چالیسوان۔ مرزا بیدار بخت مرحوم کا نواب خاص محل صاحبہ کے بطن سے پیدا ہونا

"چند روز بعد نواب خاص محل صاحبہ کے حاملہ ہونیکا مژدہ جان بخش سُننے مین آیا۔ مین نے
سجدۂ شکر ادا کیا، ایام حمل گذرنے کے بعد ایک لڑکا مثل ماہ درخشان پیدا ہوا اُسکے دادا نے
گیارہ ضرب مبارکبادی کی سرکاری خواصون اور مصاحبون نے موقع موقع سے مبارکباد ادا کی
زرین گذرانیین، اس تہنیت مین ایک جشن جمشیدی منعقد کیا گیا محفل نشاط آراستہ ہوئی
پریان جواہرات سے نفیس نفیس پیشوازون و نیز کارچوبی پردون سے گویا پرزر قباؤن جون
سے الامال ہوئے سبحان اللہ ایک عید تھی ایسا جشن تھا کہ دوسرا دنیا جشن نہین ہوا آخر اُسکے دادا نے

اُسے مرزا بیدار بخت خطاب عنایت فرمایا اور وہ اناؤن کی گود مین پرورش پاتا رہا"

بیان اکتالیسوان۔ شمس آرا بیگم کا فرخندہ خانم کے بطن سے پیدا ہونا

"کچھ روز کے بعد مخبر فرخندہ فال نے فرخندہ خانم کے حاملہ ہونے کی خبر محبت اثر میرے گوش گذار کی (یہ عورت میرے اسامیون مین تھی) مین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اسے پردے مین بٹھایا لیکن محل کا افتخار نہ بخشا، محض فرخندہ خانم صاحبہ کے خطاب پر اکتفا کی، الحاصل بعد گذرنے مدت معینہ کے خانم صاحبہ مسطور کے بطن سے ایک دُختر نیک اختر پیدا ہوئی اُسکے دادا نے اُسے بخطاب شمس آرا بیگم صاحبہ معزز و ممتاز فرمایا۔

بیان بیالیسوان۔ شہنشاہ پری کو گھر ڈالنا

"اس زمانے مین فیروز خواجہ سرا داروغہ نعمت خانہ اور شیخ حسین علی کی معرفت ایک عورت مسماۃ پیاری عمدہ آبادی والی میرے ملاحظہ سے گذری مین نے اسے بھی پریون کے زمرہ مین منسلک کیا اور شہنشاہ پری خطاب دیکر مطابق دستور رقص و سرود کی تعلیم دلوانا شروع کردی"

بیان تینتالیسوان۔ معشوق پری کو گھر ڈالنا

"چند روز بعد جہانی ڈومنی کی لڑکی مسماۃ پیارے صاحبہ محمد حسین علیخان خواجہ سرا کے وسیلے سے میرے ملاحظہ سے گذری اور میری پسند خاطر عاطر ہوئی، مین نے اُسے گھر بٹھا کر معشوق پری خطاب عنایت فرما کر گانے بجانے کی تعلیم کا آغاز کر دیا۔

بیان چوالیسوان۔ حضرت پری کا گھر پڑنا

"کچھ روز بعد امن و امان کے ذریعہ سے ایک عورت خانگی پسند خاطر ہو کر میرے گھر پڑ گئی حسب معمول مہک پری خطاب دیکر تعلیم رقص و سرود مین مشغول کر دی گئی"

بیان پینتالیسوان۔ دلدار پری کا گھر پڑنا

"تھوڑے دنون بعد ایک عورت مسمی بندی جان، الٰہی جان چاندنی والی شیخ محمد حسین علی

خواجہ سرا کی معرفت میری نظر سے گذری پسند ہمایون ہوکر دلدار پری کے خطاب سے سرفراز ہوکر حسب ضابطۂ سلسلۂ تعلیم رقص و سرود مین شامل کردی گئی۔"

بیان چھیالیسوان۔ حضور پری کا گمڑنا۔

"اسی زمانے مین داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کی معرفت بدیہیہ طوائف کی حسینی آئی اور بعد ملاحظۂ طبع ہمایون کی پسند ہوئی اسنے صرف تعلیم قواعد موسیقی مین افتخار حاصل کیا وہ بھی کسی قدر اور حضور پری خطاب پایا۔

بیان سینتالیسوان۔ معشوقہ خاص کا گمڑنا۔

"اب سننا چاہیے نواب نشاط محل صاحبہ کے یہان سپہر قدر کی تولد کی بزم مین جبکہ اور رقاصان زہرہ جبین و مطربان خوش آئین رقص و سرود کی داد دے رہے تھے اسی ذیل مین ایک طوائف مسمی اچھے صاحب بیاد والی بھی شامل تھی ایسی صورتین بھی کم دیکھنے مین آتی ہین سراپا کیا تھا خدا کی قدرت تھی حسین مہجبین خوشرو خوش گلو برق رفتار صبا کردار پریچہرہ سیم تن نازک بدن خوش اندام سرو قد لالہ رو سمن بر غنچہ دہن گلبدن پری تمثال حور مثال اپنی ہر عشوہ و ادا سے ناظرین کے دلون کے ٹکڑے کرتی تھی۔ اس کے حسن زاہد فریب کے نظارے سے ملانے کا عبادت بھول جاتے تھے۔ سبحان اللہ اُس کے رُخسار سبزہ رنگ طوطی کے پرون کے موافق تھے، انکی ملاحت دل صدچاک عاشق پر نمک چھڑکتی تھی اور اپنی خوشخرامی سے عالم کو پامال کرتی تھی۔ ہنسی مین مُنھ سے پھول جھڑتے تھے جب مین نے اُس سنگین دل ستمگر عربدہ جو کو دیکھا عنان اختیار ہاتھون سے چھوٹ گئی۔ اسوقت مین گلزار منزل کے بالاخانے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس جانگداز نظارہ سے کم طاقت ہوگیا۔"

"اُس روز ٹڈیان بکثرت آئی ہوئی تھین اور ابر اُلفت و سحاب محبت میرے دل ناصبور پر برس رہا تھا۔ اگرچہ مین بھی اُس زمانے مین بتون کے مانند شوخ و شنگ تھا اور میری جادو بھری آنکھون سے سامری کو گوئے اسبقت لیجانا محال اور یوسف کو باین قد و قامت میرے حضور مین آنا دشوار تھا۔ میری زلف پُر پیچ رشک دہ مشک تاتار تھی نادک مژہ سینۂ اغیار مین چبھتے تھے حسن و خوبی و لطافت میرے غلام تھے۔ ادا و ناز میری کنیز تھین آہ وہ ان بھرا

میری چشم پر فریب سے رام ہو جاتے تھے۔ سنبل میرے دام زلف کی اسیر تھی میرے رخسار آئینہ حلب کے مانند میری ٹھوڑی مثل سیب سرخ کے تھی میری آنکھیں ناتوانوں کو قوت دیتی تھیں میرے پستہ لب روح افزائے معشوقان تھے۔ میرے ابرو کمان کیانی کی طرح میری پیشانی ماہ کے مانند درخشان تھی۔ حلقہ گیسو کمند بلا تھے جس مین سیکڑوں دل شیفتہ ہوکر مبتلا ہو گئے تھے میرے نیزۂ مژگان عاشقون کے دلون کو زخمی اور تیغ ابرو معشوقونکی جان کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھی زلفین مثل شب تیرہ وتار اور صبح رخسار صبح وصال تھی جو آئینہ کو محو جمال و حیران بنانے مین ید طولی رکھتی تھی۔ میرے ہونٹ عقیق یمنی و ندان در عدنی تھے بینی الف کے مانند تھی قد و قامت سرو آزاد کی طرح نازک مزاج معشوقون کے دل بہزار مکر و فریب چھین لیتے تھے اور طاؤسان گلبدن کو دیوانہ بنا کر داغ بر داغ دیتے تھے الغرض وہ معشوقہ بہزار آرزو و تمنا میری طرف دیکھتی تھی اور مین بھی بے اختیار و بیقرار ہو رہا تھا۔ وہ ہر مرتبہ ناچنے مین میرا ہاتھ پکڑ لیتی تھی اور مین بھی چھیڑ چھاڑ کرتا تھا۔ یہانتک کہ وہ صحبت پر لطف برخواست ہوئی اور وہ اپنے گھر چلی گئی لیکن میرے تیر محبت سے مجروح ہو چکی تھی اس واقعہ کو بھی تین چار ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اس درمیان مین دو چار مرتبہ اُس سے ملاقات ہوئی لیکن وہ اپنی مان کے خوف سے اپنے دل مین پیچ و تاب کھایا کرتی تھی۔ اکثر اپنی مان سے لڑتی جھگڑتی تھی کبھی مجبور ہوکر بے اختیار رونے لگتی تھی۔ کبھی میر اکبر علی کو پیام دیکر میری خدمت مین روانہ کرتی تھی۔ آخر اسی زمانے مین مین نے ایکدفعہ پھر مجرے کو بُلا کر۔ اور والد ماجد اور والدۂ معظمہ کے خوف سے رخصت کر دیا کیونکہ ان ہر دو صاحبان کی سخت ممانعت تھی بلکہ اُسکے گھر بٹھانے کا خیال تک دل مین نہ لایا۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے میر اکبر علی کی معرفت وہ میرے گھر مین داخل ہوئی اور مبلغ چھ ہزار روپیہ اپنے سر سے اُتار کر اپنی مان کے حوالے کیا۔

دوسری زمانے مین یاسمن پری جس کے گھر پڑنے کا ذکر پہلے مفصل طور سے کر چکا ہون تعلیم رقص و سرود حاصل کرکے نادر روزگار اور حسین لاثانی ہوئی چونکہ مجھے اُس سے پہلے ہی سے محبت تھی لیکن بسبب الھڑپن کمسنی علم موسیقی حاصل کرنے کی وجہ سے اُسنے چھوڑ دیا تھا لیکن کچھ زمانے کے بعد خدا کے فضل سے وہ پری کی طرح ہو گئی۔

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم

"میں نے خدائے بزرگ کا شکر کر کے اس سے محبت کی ابتدا کی وہ بھی میری شیفتہ و فریفتہ تھی آخرکار یہانتک نوبت پہونچی کہ مجھے بغیر اسکے کھانا پینا دشوار ہو گیا اور وہ گھڑی گھڑی میرا دامن پکڑتی تھی جب وہ ناچتی تھی تو مین بصد ذوق و شوق اس کے دلفریب ادا ؤن کا معائنہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ ایک برس تک اُس کا اختر محبت میرے آسمان دل مین چمکتا رہا پھر چند در چند وجوہات سے رشتۂ اُلفت ٹوٹ گیا اور میرا دل سرفراز بیگم کی طرف مائل ہوا تو وہ رشک و حسد کی آگ سے جلنے لگی لهذا مجھے سوائے ترک محبت کوئی چارہ نہ ہوا۔"

"اسی زمانے مین بذریعہ مصاحب خاص غلام علی خان پدر غلام رضا خان غلام نبی خان اسکا بھائی اور غلام حیدر خان اسکی زوجہ کا بھائی اور چھوٹے خان کی معرفت اسکا بھائی کھیسٹے خان اور غلام احسن خان کے وسیلے سے اسکا نسبتی بھائی محمد حسن خان جو سارنگی بجانے والون کے فرقہ سے تھا مطابق پسند الٰہیا خان اور چھجو خان کی معرفت اسکے دو بھائی حیدر علی اور نثار علی اور قطب علی کی معرفت اسکا بھائی خواجہ بخش خان ملازم ہو کر بخطاب مصاحبان خرد ممتاز و سربلند ہوئے۔

بیان اڑتالیسواں۔ پیدائش مرزا فریدون قدر جنگ بہادر۔

"معشوق پری کی تعلیم موسیقی کو صرف تین ماہ گذرے تھے کہ قاصد خوش خصال نے اُسکے حاملہ ہونے کی خبر مسرت اثر پہونچائی۔ مین نے ایزد متعال کا شکر بجالا کر معشوق پری کو پردے بٹھا کر محل کے رتبہ پر فائق کیا اور زیورات و پارچہ جات تحفہ اور محلسرا ے مکلف براے بود و باش و استقامت تجویز کر کے حوالے کیے ایام حمل گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے نوین تاریخ محرم الحرام کو فرزند ارجمند طال اللہ عمرہٗ اس کے بطن سے پیدا ہوا اُس کے دادا یعنی حضرت جنت مکان نے مرزا فریدون قدر بہادر خطاب عطا فرمایا اور مجھے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اُنکو نواب معشوق محل صاحبہ خطاب سے ممتاز فرمایا۔"

بیان اُنچاسوان۔ پیدائش مہر آرا بیگم صاحبہ۔

"اس عرصہ مین پیک فرخندہ فال نے خبر تازہ اور مسرت بے اندازہ مشتاقون اور طالبون کے کان تک پہونچائی۔ یعنی عزت پری کے حمل کے آثار ظاہر ہوئے در حقیقت وہ بھی

حاملہ تھین مین یہ مژدہ سُنکر سجدۂ شکر بجالایا اور انھین پرے مین بٹھا کر عزت محل صاحبہ خطاب عنایت فرمایا۔ حسب دستور مثل دیگر صاحبات محل معزز و ممتاز کیا یہ اور نواب معشوق محل صاحبہ دونون ہمراہ حاملہ ہوئی تھین الحاصل مدت ایام حمل گذرنے کے بعد ساتوین محرم الحرام کو مولود نیک اختر مثل ماہتابان و درخشان پیدا ہوئی اُس کے دادا نے اُسے مہر آرا بیگم صاحبہ خطاب مرحمت فرمایا مرزا افریدون قدر بہادر اپنی ہمشیرہ مہر آرا بیگم صاحبہ سے صرف دو روز بڑے ہین ؎

بیان پچاسوان - داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کا انتقال پُر ملال

”راوی غم اندوز اور مؤلف دلسوز داروغہ نجم النسا بیگم صاحبہ کا تھوڑا حال قلم بند کرنا چاہتا ہے کہ سامعین خوش فہم اور باوضع نکتہ سنج کو راحت و خوشی کی حالت مین قضا کو نہ بھولنا چاہیے کیونکہ عالم فانی مثل نقش بر آب ہے اور ہر ذی حیات کو شربت مرگ چکھنا ضرور ہے اسی وجہ سے عاقلان دوربین اس دُنیائے دون کو پانی کا بُلبلا تصور کرتے ہین اور مثل سایہ درخت کے جانتے ہین اس لیے کہ تھوڑی دیر اس کے سایہ مین بیٹھنا پڑتا ہے اور جب کچھ دیر مین دھوپ سر پر آجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہان کبھی سایہ بھی نہ تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اور بموجب آیۂ کریمہ کُلُّ نَفسٍ ذائقۃ الموت اور دوسری کُلُّ مَن عَلَیہا فَانٍ وَیَبقیٰ وَجہُ رَبِّکَ ذُوالجَلَالِ وَالاِکرَام لازمی و ضروری ہے اسی بنا پر اپنے آنسو اپنی آستین ناامیدی اور ہر اس سے پاک کر کے سامعین کیخدمت مین بصد رنج و ملال عرض کرتا ہون۔ داروغہ نجم النسا بیگم جو داروغہ زنان خانہ اور میری مشفقہ و انیسہ و جلیسہ و رفیقہ و ہمدمہ و محبوبہ بے ریا تھین اور میرے گرد مثل پروانہ نثار رہتی تھین ناگاہ اُنکو پیک قضا قاصد ہوش رُبا یعنی ملک الموت نے پیش قدمی کر کے اُس مونسہ دلنواز کو پیغام وصال دیا اور مجھ مہجور فراق سے جدا کر کے خالق بیچون کی نذر کے واسطے سرا پردۂ بقا مین پہونچایا۔ یعنی اُس کا طائر جان دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف اُڑ گیا۔ جب یہ خبر ہوشربا میرے کانون تک پہونچی از خود رفتہ و دیوانہ ہو گیا اور بستر غم پر گر کے دل پُر درد سے آہ سرد کھینچنے لگا۔ آخر بہ مجبوری و ناچاری سینہ پر صبر کی سِل رکھکر اُس مرحومہ کے لیے دعائے بخشش کرنے لگا“

بیان اکیاون ۵۱ - امیر پری کا گھر پڑنا۔

"اس زمانے مین نواب نشاط محل صاحبہ کی معرفت ایک طوائف جسکا سن تقریباً اٹھارہ برس یا کچھ زیادہ ہوگا جو کرم بخش والی کے نام سے مشہور و معروف تھی میرے گھر مین داخل ہو کر امیر پری کے خطاب سے ملقب ہوئی اور حسب دستور قدیم پریون مین شامل ہوگئی اور علم موسیقی کی تعلیم کا آغاز ہوا لیکن وہ قبل ہی سے اس فن کو حاصل کر چکی تھی سکھانے کی احتیاج نہ تھی لیکن اس خیال سے کہ بے پرواہ رہنے مین گانا بجانا فراموش نہ ہو جائے سلسلۂ تعلیم جاری رہا"

بیان باون ۵۲ - وزیر پری کا گھر پڑنا۔

"اسکے بعد فیروز خواجہ سرا اور نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک مسماۃ جو سنگھ بدن نامی کے نام سے موسوم کیجاتی تھی فصل گرما مین میرے یہان آئی اور ایسا اچھا ناچی گائی کہ مجھے از حد پسند آئی مین نے اُسے اپنے گھر مین ڈال لیا۔ اور وزیر پری خطاب سے ملقب و مفتخر کر کے حسب دستور تعلیم دلوانا شروع کی"

بیان ترپن ۵۳ - محفل عیش مین امراؤ و عمدہ خانم والی کا مجرا اور اُسکا عشق۔

"ایک روز مطربان نغمہ سرا ساقیان پیمان شکن بکمال ناز و انداز سے چارون طرف ساغر بدست تھے عندلیبان زمزمہ سنج طوطیان شیرین دہن ہر طرف ترانہ سنجی مین مشغول تھے نکہت گل چارون طرف روش گلزار مین اپنی خوشبو سے مشام جان کو معطر کر رہی تھی صبا اپنے دامن مین بصد نزاکت گل مراد چین کے حاضرین محفل پر نثار کر رہی تھی قصر خاقان عروس کے مانند آراستہ پیراستہ تھا ہر شمع و مہر و تنگ معشوق اصلی کا تصور پیدا کرتی تھی حلبی آئینہ دل کے پردون کو دکھا رہا تھا بلوری جھاڑ اور گلاس کے درختون نے ہر مقام پر روش بنائی گئی تھی بادشاہ و سلاطین کے مرقع ہر موقع سے دیوارون مین نصب تھے نفیس سُرخ بانات کا فرش بچھایا

گیا تھا، آئینہ خوش قطع و شفاف جا بجا لگے ہوئے تھے علی الخصوص راحت منزل نور کا
عالم دکھا رہی تھی، حضرت باغ کی نہر کا سمان دل عالم کو بحر حیرت مین غرق کر رہا تھا مرد نگیان
چشمۂ شیرین کے چارون طرف لگائی گئین تھین انگریزی لیمپون کے اوپر شیشہ کے کنول
نصب کیے گئے تھے باغبان سلیقہ شعار درختون کی خدمت کے لیے ہر جگہ موجود تھے
باغ کی روشین تختۂ نشیب کی طرح صاف و شفاف تھین خصوصًا قصر الخاقان کے درمیان
مین ایک بہت بڑی نفیس میز بچھائی گئی تھی جس پر قسم قسم کے انگریزی کھانے نہایت خوش ذائقہ
میوے شیشے و پتھر و چاندی اور سونے کے ظروف مین چُنے گئے تھے، رنگ برنگی گلدستے
اعلیٰ اعلیٰ مرتبان رکھے گئے تھے انگریزی چُھری کانٹے جو بھوکون کے واسطے نشتر سے
کم نتھے، ہر برتن پر مُرغ روح شکار کے لیے رکھے ہوئے تھے اور نیا خواجہ سرا محمد حسین خان
اِس کے انتظام مین مصروف تھا، باورچی سہیل کے مانند اِس ماہ اغذیا کے گرداگرد تھے،
بلور کی رنگین اور مینائی صُراحیان، لیمونیڈ، فالسہ کے آب شورے سے بھری ہوئی جگہ بجگہ
موجود تھین اِس میز کے چارون طرف نفیس و نازک کُرسیان محبوبان وگلرخان پری
صورت کے بیٹھنے کے لیے بچھی تھین اور ہر ایک پری چُھری کانٹا ہاتھ مین لیے ہوئے کُرسی پر
جلوہ گر تھی۔ میرے واسطے ایک سونے کی کُرسی جواہر نگار بچھائی گئی تھی، اُس روز مین نے
بھی خود کو مثل دولھا کے آراستہ کیا تھا موتیون کا تاج اور قبائے ولیعہدی پہنے ہوئے
تھا۔ موتیون کے مالے گلے مین نورتن بیش بہا بازوؤن پر بندھے ہوئے تھے دست بند آٹھ لڑا
نہایت گران بہا ہاتھون مین سُرخ اطلس کا پائجامہ جس کی ہر سیون پر موتی ٹکے تھے
اور جامہ مطلا جس پر مروارید بیش قیمت کے چاند بٹے ہوئے تھے زیب جسم تھا تیغ آبدار
ہاتھ مین تھی، حنا کا عطر لگائے ہوئے، میرے ماتھے سے عالم جوانی نمایان آنکھون سے
شباب کا خمار ٹپک رہا تھا، انگریزی باجے والے انگریزی باجون کو درست کر کے بجانے مین
مصروف تھے۔ زہرہ جبینان خوشنوا میرے سامنے اپنی دلکش آوازون سے گاتین اور
ناہید فریب اداؤن کے ساتھ ناچتی تھین یہ جلسہ پندرھوین ماہ شعبان کو جس روز امام
ہمام الف الف تحیۃ الثنا کی پیدائش کا روز ہے منعقد ہوا تھا اِسوقت مین نے اپنی زلف
پر پیچ کی لڑیان مُنھ پر چھوڑ لین تھین، ناگہانی ایک معشوق پری تمثال شوخ غمزہ
پرداز عربدہ جو دل آزار و دلفریب سمن بر سرو قد غنچہ دہن سامنے آئی اسکی مژگان

نشتر کا کام کرتی تھین، آنکھین زہر ہلاہل پلانے کو تیار تھیں ابرو مرد بان جاہ و تجمل تھے،
کان حسن کے گوش وارے تھے اِس کا کتابی چہرا مضمون عشق یاد دلاتا تھا، بینی شاہد
انگشت شہادت تھی اُس کے عارض ورق گلستان جبین ہم خیال بوستان تھی اسکی
آنکھون کی سیاہی رشک وہی مشک تاتار اور دونون رُخسارے آئینہ چینی گیسوئے دلاراستم
کے گلے کے کمند تھے۔ اس کی جعد مشکین پر سنبل زہر کھائے ہوئے اُس کے خوشرنگ
لب جنت کے خرمے دانت بہشت کے شیرینی تھے، اِس کی زبان خامہ حسن و مسّی مالیدہ
لب ابر سیاہ تھے اِس کے ہاتھ مثل برق بجلی کے تھے، اگر عاشق کی نظر اُن ہاتھون پاؤن پر
پڑجائے تو یقین ہے اُسکے قدم بھی لڑکھڑا جاتین اس کے ساعد سیمین اپنی خوش اسلوبی مین
رشکِ شمع طور اور صفائی مین قوت بازو دے حسن و جمال حور تھی اسکا پورا سراپا بتناسب
اعضا ایسا تھا جیسے معشوق دلفریب جلوہ دکھائے اِس کا سن تقریباً ۱۵ برس کا تھا حُسن و جمال
مین موجودہ زمانے کے تمام حسینون سے سبقت لے گئی تھی اِسکا نام امراؤ عمدہ خانم والی مشہور
اِس کے حُسن دلفریب کے تیر سے ایک عالم کے دلون مین ناسور پڑ گئے تھے، جب ہم
دونون نے ایک دوسرے کو دیکھا تو باہم اپنے چمن حُسن سے گل عشق چُننے لگے اِس اثنا
مین ہنگامہ رقص و سرود گرم ہوا، اس جلسہ مین ایسا لُطف آیا کہ اِس سے پیشتر کبھی ایسا
خط نہ آیا تھا، الغرض دوسرے روز اُس معشوقہ عاشق صفت نے اپنے عشق کے جوش و
ولولہ سے از خود رفتہ ہو کر بے اختیار اپنی زبان سحر بیان سے عرض کی کہ تمھارے جذبۂ محبت
نے مجھے اپنی اصلی حالت پر نہین رہنے دیا، میری طاقت طاق ہو گئی۔ ؎

اے صبح بتاب بر شب من　　کز جان رمقی است بر لب من

سیرم ز نعمت ز زندگانی
دادم خبرت دِگر تو دانی

"کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جو یادگار زمانہ ہو جب تک مین زندہ ہون آپکی تابعدار ہون مجھ
آپ کے پہلو سے اُٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ مجھے اُسکی اِس پُر تاثیر گفتگو سے نہایت
خوشی ہوئی اور قبولیت کا ہاتھ آنکھون پر رکھ لیا چونکہ مجھے اپنے والد ماجد طاب اللہ ثراہ کا
بیحد خوف تھا بدین وجہ اِس راز کو اپنے ہمنشینون پر ظاہر کیا، آخر شش سبھون مین یہ رائے
قرار پائی کہ پہلے حد بانہ وار شریعت کی رو سے اس امر مین مدد اور ہدایت مجتہدین سے جو شرع

میں کے حامی ہیں لینا چاہیے یہ سُنکر میں نے میر محمد مہدی کو جو میری سرکار میں داروغہ ہیں طلب
کرکے اُن سے اس بارے میں گفتگو کی اور سید ابراہیم علی خان کا (جواب سید ابراہیم
علی خان بہادر کے خطاب سے سرفراز ہیں) حیلہ پکڑا کہ مصلحتاً انھوں نے اس نازنین سے
متعہ کیا، اور ایک عرضداشت متضمن ترک و فسق اور آمادگی نکاح لکھا مع سید ابراہیم
علی اور اُس نازنین کے محکمہ شرعیہ میں مجتہدین کی خدمت میں بھیجدیا میر محمد مہدی داروغہ
نے اس امر میں نہایت کوشش کی جس سے مطلب براری ہو گئی۔ اس کے بعد سید
ابراہیم علی نے محکمہ شرعیہ سے واپسی کے وقت اثنائے راہ میں اس نازنین کو طلاق
دیدیا اور وہ میری نازنین مجھے مل گئی۔ میں نے اُسے جیبتہ السلطان مکرمتہ الزمانی
سکندر بیگم خطاب دیکر معزز و ممتاز فرمایا حق یہ ہے وہ عورت صاحب حیا تھی کہ اسکے بعد
اس سے پھر کبھی کوئی امر خلاف وقوع پذیر نہیں ہوا چند روز بعد عمدہ خانم نے ناچ کے
بہانے سے محل میں داخل ہو کر میرے والد ماجد کے سامنے جاکے فریاد کی کہ میری لڑکی
امراؤ کو صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر نے جبر و ظلم سے اپنے گھر ڈال لیا ہے میں انصاف
کی اُمیدوار ہوں۔ میرے والد ماجد نے جو عدل و انصاف میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے
تھے یہ سُنکر فوراً اس حال کے تفحص کے لیے اُس کے حاضر ہونے کا حکم نافذ فرمایا
میں نے والدہ ماجدہ سے خود عرض کی کہ وہ نازنین میری ممتوعہ و مرغوبہ ہے۔ میں نے
ظلم و تعدی سے ہرگز یہ فعل نہیں کیا بلکہ اُسکی خوشی خاطر سے اس امر کا مرتکب ہوا ہوں
اور وہ مایہ ناز و وفا نہایت ہراسان اور خوفزدہ ہو کر دیکھیے اب کیا ظہور میں آتا ہے۔
رنجیدہ خاطر مثل ماہی بے آب تڑپتی اور روتی ہوئی گئی۔ مجھے اُسکا فراق اس قدر شاق
ہوا کہ ایک مقام پر بیٹھ نہیں سکتا تھا کبھی اپنے حال زار پر روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی سر راہ
ٹہلتا تھا، کبھی دروازہ بند کرکے بیٹھتا اور کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیتا۔ کبھی فاختہ کی
مانند ہر سرو شمشاد کے آگے کوکو کرتا پھرتا تھا، کبھی بلبل کی طرح شوق گل میں نالہ
کشی کرتا تھا، الغرض وہ گل رعنا جسوقت میرے والد مکرم کے سامنے پہونچی تو عمدہ خانم
بھی حاضر ہوئی بعد رد و قدح کے اُس نے عرض کی اگر کنیز کو فعل شنیعہ کی اجازت ہو
تو اس مکارہ یعنی عمدہ خانم کے ساتھ جائے اور اگر فعل حسنہ کا حکم ہے تو میں سید ابراہیم علی
کی ممتوعہ ہوں اس پر حکم عالی ہوا اپنے شوہر کے پاس جائے اور عمدہ خانم اپنے گھر جائے

آئندہ کبھی ایسی نالش نہ کرے اگر ایسی نالش کی مرتکب ہوگی تو مع جرمانہ سخت سزا کی مستوجب قرار پائے گی"........

بیان چونّ - اماّمن ہمشیرہ امن کا انتقال اور اُسکے حال پر افسوس

"جب ساغر گلرنگ بادۂ گلرخان سے لبریز ہوا تو ناگاہ میری پیر بہن مونسہ و انیسہ اماّمن کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر میرے کانون تک پہونچی - مین نے خود کو بیتابانہ بحر غم و اندوہ مین ڈالدیا اور ایک رنج تازہ پیدا ہوا، اُس مونسہ کے ارتحال پرُ ملال کے غم کا کانٹا میرے دل مین کھٹکنے لگا اور وہ محفل عیش جو خاص اُن لوگون کے دم سے زندہ اور قائم تھی مُردہ ہو گئی، اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعون - ۶

این ماتم سخت ہست کہ گویند جوان مرد

بیان چھپنّ - نوکر رکھنا محمدّی کہاری کا

"ابتدائے ولی عہدی ہی مین مینے ایک عورت جو قوم کی کہاری تھی اپنی خدمت اور دیگر کاروبار کے واسطے نوکر رکھتی، چونکہ یہ عورت نمکین اور تند و شوخ تھی اور اُسکے قبل مرزا نصیر الدین حیدر بہادر مرحوم کے یہان کہاریون کے زُمرہ مین ملازم تھی - مین نے چاہا اُسے اپنے معرف مین لاؤن اور اُسنے وعدہ و اقرار بھی لیا، اگر مہری گری کا عہدہ مجھے عطا ہو تو مین حضور کا فرمان منظور کر لون - مین نے یہ سوال قبول کر لیا دوسرے روز اِسکو بہتر النساء خانم صاحبہ خطاب دیکر مہری گری کے عہدہ پر سرفراز و سربلند فرمایا، اِس کی محبت روز بروز میرے دل مین زیادہ ہوتی گئی لیکن جب اُس سے گھر پڑنے کو کہا تو اسنے قبول نہ کیا اور جب مین ترک ملاقات کا پیغام دیتا تھا تو روتی تھی بلکہ ایک روز مجھے زیادہ غصہ آگیا اور اُسے گھر نہ پڑنے کی علت مین نوکری سے برطرف کر دیا اسنے اِس قدر فیل مچایا اور اپنا حال تباہ کیا کہ مین نے خوف زدہ ہو کر پھر نوکری پر بحال کر دیا، الغرض نوکری کرتی تھی اور میری محبت کا دم بھرتی تھی، لیکن گھر نہین پڑتی تھی، اور مین نفیس نفیس چیزین اور لباس وغیرہ اسکو دیا کرتا تھا کیونکہ مجھے بھی اُس سے محبت تھی اسی وجہ سے اِس کی خاطرداری اور رضاجوئی مین رہتا تھا وہی مجھکو دونون وقت خاصہ نوش کراتی تھی"

بیان چھپنؔ۔ شاہ بخش کا گھر بیٹھانا۔

"اس زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت سترہ برس کی میرے گھر پڑکر خواصون اور خدمتگذارون کے زمرے مین سرفراز ہوئی اور شاہ بخش خطاب دیا گیا یہ بھی ایک عورت چست و چالاک تھی لیکن مین اِس کا فریفتہ نہ تھا اسی وجہ سے اسے سامنے بیٹھنے کی اجازت نہین دی گئی صرف اپنے مقررہ عہدہ پر معین تھی"

بیان ستاونؔ۔ الطاف بخش کا گھر پڑنا۔

"اس کے بعد پھر نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت سترہ برس کی بہت خوبصورت میرے گھر پڑی، خواصون اور خدمتگذارون کے زمرے مین سرفراز ہوکر الطاف بخش کے خطاب سے منسوب ہوئی، اگرچہ یہ عورت بھی بہت خوبصورت اور چست و چالاک تھی لیکن مین اسپر فریفتہ نہ تھا، اسے بھی میرے سامنے بیٹھنے کی اجازت نہ تھی فقط اپنے مقررہ عہدہ پر ممتاز تھی یہ تعلیم موسیقی سے بھی بہرہ ور نہ ہوئی"

بیان اٹھاونؔ۔ شیرین جبشن کا گھر پڑنا

"اسی زمانے مین محمد حسین علی خان کی معرفت ایک جبشن میرے گھر بیٹھی۔ جس کا نام شیرین تھا، خواصون کے عہدہ پر ممتاز ہوئی۔........

بیان اُنسٹھؔ۔ فضہ جبشن کا گھر پڑنا

"اسی زمانے مین شیرین جبشن کی معرفت فضہ جبشن میرے گھر پڑی اور خواصون کے عہدے پر مفتخر ہوئی"

بیان ساٹھؔ۔ لیلی جبشن کا گھر پڑنا

"اسکے بعد پھر شیرین جبشن کی معرفت لیلی جبشن میرے گھر پڑی اور خواصون کے سلسلہ مین شامل ہوئی"

"

بیان اکسٹھ[۶۱]۔ حضرت جنت مکان کا چھ کنیزین بھیجنا اور ان مین سے دو کا میرے مصرف مین آنا۔

"اسی زمانے مین ضبطیٔ بادشاہ محل سے جو ایک پردہ گیان عصمت آنجہانی مرزا نصیر الدین حیدر مرحوم سے تھین اُنکی وفات کے بعد میرے والد ماجد کی ضبطی مین چھ لونڈیان آئی تھین جو اُنھون نے ازراہ شفقت مجھے مرحمت فرمائین ہین نے اُن مین سے ۲ اپنی خدمت کے لیے لے لین اور باقی کی شادیان کردین جو میرے تصرف مین آئین، اُن مین سے ایک فرخندہ بخش اور دوسری شاہ بخش کے نام سے منسوب کی گئین۔ اسی فرخندہ بخش کے بطن سے ایک دختر نواب شمس آرا بیگم پیدا ہوکر فوت ہوگئی تھی اسی سبب سے وہ اسامیون کے زمرے مین شامل کرکے فرخندہ نام صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی اور پردے بٹھائی گئی تھی لیکن اُسکا اختر طالع نحس تھا اسوجہ سے اُسکی لڑکی نواب شمس آرا بیگم فوت ہوگئی اور یہ محل کے رتبہ تک نہ پہونچی، صرف اسامیون کے زمرے مین شامل رہی، ورنہ یقین تھا اگر اُسکی لڑکی زندہ رہتی تو ہرگز اسامیون کے زمرے مین نہ رہتی۔"

من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

بیان باسٹھ[۶۲]۔ نواب خاص محل سے پریخانہ نکلکر محمد حسین علیخان کے ہاتھ مین آیا۔

"جب بفضل واہب العطایا عنایت پروردگار کونین کہ زمین و زمان اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے اس مجمع پریخانہ نے جیسا چاہیے ویسا جلوہ حاصل کیا تو اُنکا ناچ و گانا دل مین اختلاج اور مشتاقون کے کانون مین گرمی پیدا کرتا تھا رفتہ رفتہ فن موسیقی مین اسقدر کمال حاصل کیا کہ راجہ اندر کو کوہ قاف کی پریون کے مقابلے مین انکی چستی و چالاکی پر رشک و حسد ہوتا تھا۔ اُن مین سے ہر ایک کا عشوہ و انداز و ادا انسان کا دل ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا، یہ تمام جلسہ عشق باز و معشوق مزاج میری نظر مین تھا، اگر ایک کے فریب سے چھوٹتا تھا تو دوسرے کے جعل مین گرفتار ہوجاتا تھا، ہمیشہ اور ہر گھڑی خواب و خورنا و نوش گفتگو و حکایات سیر و تماشہ بغیر ان پریون کے ہرگز اچھا نہ معلوم ہوتا تھا، ان مین سے اکثر حاملہ ہوکر محل کے رتبہ پر فائض ہوئین اور اکثر ناز و ادا سے گوئے سبقت لے گئین، بہتون نے کمند فریب مین

اسیر کیا، الغرض میرے دل کو گل تازہ کی طرح گیند دہر کا کر رکھا تھا کبھی رنج والم کی صورت میرے سامنے نہ آتی تھی، صرف دو تین سانحہ گذرے، دائہ وغنہ نجم النسا بیگم کا انتقال میری رفیقہ اماّمن کی رحلت دختر کا ارتحال سمع خراش والا ہوا ورمین نہین جانتا غم وملال کیسا ہوتا ہی اس رابطہ محبت کو دیکھکر دیکھکر دیگر محلات خصوصًا نواب خاص محل صاحبہ نے اپنے کشت دل مین خارِ الم بونا شروع کیا۔ اور دربردہ آتش رشک شعلہ پذیر ہوئی ہر ایک سے چشمک زنی طعنہ زنی اپنا شعار کر لیا، کبھی انکی ترتیب پوشاک مین قصور کرتی تھین کبھی آراستگی زیور مین فتور کرتی تھین غرض نہایت رشک وحسد سے اُنکی خدمت مین مشغول تھین کبھی کسی سے لڑائی کا ارادہ کرتی تھین کبھی کسی کو تنگ وعاجز کرتی تھین اسی طرح اور صاحبات محل جو پردے مین بیٹھتی تھین اور مجھکو نہین پاتی تھین از حد رشک وحسد کرتی تھین، اسی وجہ سے اُنکی آراستگی اور اہتمام مین فرق آنے لگا، آخر مین نے ناچار ہوکر اُنکی آراستگی وپیراستگی کی خدمت صاحبات محل سے لیکر بخوشی ورضا محمد حسین علی خان کے سپرد کر کے اُسے محمد معتمد علی خان کا خطاب عنایت فرمایا چنانچہ وہ نہایت خواہش وآرزو اِس خدمت مین سرگرمی کرتا تھا، اسی سبب سے میری الطاف عنایت کا مستحق ہوا، اور اُس وقت سے اسوقت تک کوئی خطا اس سے سرزد نہین ہوئی بجز ایک قصور کے جس کا ذکر موقع سے کسی مقام پر آئے گا؛؛

بیان ترسٹھ - ریحان خواجہ سرا کا نوکر ہونا۔

"ایک روز محمد معتمد علی خان خواجہ سرا کی معرفت ریحان خواجہ سرا جو اسکے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی بیوی کے یہان خواجہ سراؤن مین نوکر تھا، یہ خواجہ سرا حبشی نژاد چالیس برس یا اس سے کچھ زیادہ دُبلا پتلا متدین مگر گو درست زبان غرور ونخوت سے خالی تھا، مینے نوکر رکھکر اور محمد ریحان علی خان خطاب سے سرفراز فرما کر اپنے اخبار نویسی کی خدمت سپرد کی اسنے اُس خدمت مین نہایت کوشش وجانفشانی کی اور میرے الطاف وعنایت کا مستحق ہوا۔

بیان چونسٹھ[64] ۔ حاجی شریف کا نوکر ہونا اور ترک سوارنیون کا اسکے حوالے ہونا۔

"اسی زمانے مین محمد معتمد علی خان کی معرفت حاجی شریف نامی حبشی جو اس سے قبل سیف الدولہ میر ہادی کی بیوی کے پاس خواجہ سراؤن کے زمرے مین ملازم تھا، میرا نوکر ہوا، اسکا سن بھی تقریبًا ۴۵ پینتالیس برس کا تھا یہ بہت ہی نیک مزاج وصلح کل آدمی تھا کہ کبھی کوئی امر خلاف طبع مابدولت واقبال اس سے وقوع مین نہین آیا، جو مینے ارشاد کیا فورًا اسکی تعمیل کی گئی، مینے اسے حاجی محمد شریف علی خان خطاب دیکر زنان خانہ کے عملہ کی داروغگی عطا کی اسنے بخدمت نہایت دلجوئی اور جانفشانی سے انجام دی اُس زمانے مین میری طبیعت سپاہیون کے فرقہ کی نگاہداشت کیجانب زیادہ متوجہ اور مالوف تھی لیکن قلت آمدنی وکثرت خرچ اور ممانعت والد ماجد کیوجہ سے انکی نگہداشت کی نوبت کہان" ناچار تیس عورتین زنان خانہ کی چوکی پہرہ کے واسطے ملازم رکھی تھین جنھین روزمرہ فارسی زبان مین قواعد تعلیم کیا کرتا تھا، الحق تھوڑے ہی عرصہ مین وہ قواعد کے کام مین ایسی مشاق وہوشیار ہوگئین کہ قواعد انگلشیہ میری نظر مین نہ سماتی تھی، اور ان مین ہر ایک صفائی وشفافی سلاح مین رشک فوج انگریزی تھی اور پچاس نفر ترک سوار بھی مین نے ملازم رکھے تھے انھین بھی فارسی زبان مین ایسی ہی تعلیم دی تھی کہ درحقیقت رشک وہ فوج انگریزی تھے الغرض ان دونون فرقون کی افسری حاجی محمد شریف علی خان کو عنایت فرما کر جانباز سرکار عرزا ولیعہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علی خان کے خطاب سے ممتاز وسربلند فرمایا، واللہ کرنیل مذکور اسقدر سعی وکوشش سے قواعد سکھاتا تھا کہ قواعد کے گھوڑے آہنی دیوار معلوم ہوتے تھے سپاہیون سے کبھی ایک حبہ بطور رشوت نہ لیتا تھا، اس کا حکم فوج پر ایسا تھا کیا مجال جو میدان مین قواعد سیکھنے کے وقت ایک سے ایک سپاہی بات کرسکے"

بیان پینسٹھ[65] ۔ برائے زیارات عتبات عالیات حاجی بلال کا رخصت طلب کرنا اور اسکے ہمراہ تین پریون کا رخصت مانگنا یہ امر خلاف طبع ہوکر انکا معتوب ہونا اور معافی۔

"اب سُننا چاہیے کہ میرے والد ماجد جنت مکان نے فیروز علی خان اور محمد بشیر علی خواجہ سرا کے ساتھ تیسرا خواجہ سرا بلال نامی بھی مرحمت فرمایا تھا جو کسی خدمت پر مامور نہ تھا اسنے

ایک روز بذریعہ عرضی براے زیارات عتبات عالیات رخصت طلب کی مین نے مبلغ دو ہزار روپیہ نقد برائے زادراہ دیکر رخصت عطافرمائی پھر سُنا یاسمن پری اور ماہرخ پری اور سردار پری زیارات عتبات عالیات کے واسطے روتی ہین چونکہ مین نے انکو ہزار دن خرابیون اور جستجو سے جمع کیا تھا بہت ناگوار گذرا، اور اِس خبر کا یقین نہ آیا کہ وہ یہ بات گوارا کرین گی، لیکن جب اپنے سامنے بُلاکر دریافت کیا تو صحیح تھا، اُنکی اِس بیوفائی سے مجھے نہایت صدمہ ہوا، اور ہر ایک سے شکوہ و شکایت کی آخر کار پرُ غضب ہوکر انکی سکونت کے لیے دوسرا مکان تجویز کیا اور بسبب آشفتگی کے سامنے نہ بُلایا لیکن اِس امر کا از حد ملال تھا، اِس مدت مین بلال حج اور زیارت سے مشرف ہوکر واپس آگیا چھہ ماہ قیام کرنے کے بعد پھر کربلائے معلی جانیکا ملتجی ہوا تو مین نے بخوشی دو ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور اُن تینون پریون کو بھی تہ دل سے کربلائے معلی جانے کی اجازت دی، بلکہ ۴ ہزار روپیہ راہ خرچ بھی عنایت فرمایا، اور خیال کیا اب انکا گھر مین رکھنا خلاف عقل ہی، لیکن خدا جانے اسوقت ان پریون نے کس وجہ سے کربلائے معلی جانے مین پس وپیش کیا، بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہی پہلی مرتبہ کے خوف سے دوسری دفعہ ڈر کر انکار کیا، آخر بلال خواجہ سرا دوسری مرتبہ تنہا روانہ ہوا، اُس روز ان تینون پریون سے نفرت ہوگئی اور انکی قدر و منزلت میرے دل سے جاتی رہی پھر ان کے ساتھ طریقہ اُلفت برتنا ناگوار تھا، اسکے بعد ہر چند اُنھون نے چاہا جل و فریب سے مجھے پھر اپنے دام مین پھنسائین لیکن مین نے کسی طرح قبول نہ کیا، صرف وہ لوگ تعلیم خ نے مین برائے تعلیم مقرر تھے اگرچہ انکا مرتبہ دوسری پریون کے برابر تھا لیکن میری طبیعت دوسری پریون کی جانب راغب تھی اور ان کی بیوفائی کی وجہ سے مجھے نفرت ہوگئی تھی، یہ وہی یاسمن پری ہی جسکے اشتیاق اور عشق اور گریہ و زاری کا ذکر قبل کرچکا ہون، آخر مین اُس کے دل کی یہ نوبت ہوگئی لیکن اِس زمانے مین سردار پری صرف تیرہ ۱۳ برس کی تھی اس کی طرف میرا یہ خیال تھا کہ یہ اُن دونون پریون کے بھڑکانے سے خراب ہوئی ہے حقیقت مین اس کا کوئی قصور نہ تھا وہ اس زمانے مین حالات زمانہ سے محض ناواقف تھی اور مردون کی بُو سے بھاگتی تھی۔ مجھے گمان تھا جب میری بُو اس کے دماغ مین جائے گی اور اس کا شباب آئے گا تو بلا شبھہ یہ میری عاشق و شیدا ہوگی، لیکن ماہرخ پری اور یاسمن پری سے بالکل نفرت ہوگئی تھی، یہ لوگ جوان بھی تھین اور اپنی خوشی سے میرے گھر بیٹھی تھی،

سابق کا ذکر ہے ماہرخ پری نے صرف میری وجہ سے اپنے ایک عزیز کو کیسے کیسے جواب دیے تھے کہ اُسنے مجبور ہو کر راضی نامہ لکھدیا۔ مگر آخر مین اسکی تلون مزاجی اِس حد تک پہونچ گئی"

بیان چھیاسٹھ۔ امیر پری کا گھر پڑنا اور میری اجازت سے زیارات عتبات عالیات کو جانا۔

"اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت میرے گھر پڑی اور نور افشان پری کے خطاب سے معزز و ممتاز کی گئی پھر میری اجازت سے زیارات عتبات عالیات کو روانہ ہوئی"

بیان سرسٹھ۔ مصاحبون کا مذہب امامیہ اثنا عشریہ قبول کرنا۔

"چونکہ مجھسے غلام رضا وغیرہ امن کے عزیز و اقارب سے روز بروز ملاقات و ارتباط بڑہتا جاتا تھا اور یہ سب سُنّت جماعت تھے اور قطب علی خان میرے اُستاد بھی سُنی المذہب تھے۔ مجھکو رات دن یہی فکر و تشویش رہتی تھی کسی طرح یہ لوگ میرے مذہب مین آجائین، جب اِس امر مین ان لوگون کا اندیشہ لیتا تھا تو انھین ناراض پاتا تھا۔ آخر ایک روز برسات کی فصل مین مین نے نہایت دلجوئی اور منت و سماجت طمع دیکر اُن لوگون سے پھر تبدیل مذہب کے لیے فرمایا چونکہ اس امر خیر کا انجام میرے ہاتھون ہونا تھا سب نے منظور کیا۔ مین نے اُسیوقت سوار کروا کے سبھون کو سُلطان العلما مولوی سید محمد مجتہد وقت کی خدمت مین بھیجدیا اور وہان یہ سب بصدق دل مذہب امامیہ سے سرفراز ہوئے اور سلطان العلما کا مُہری خط ان لوگون کا دین مُبین سے مشرف ہونے کا میرے ملاحظہ سے گذرا تا۔ مین بہت خوش ہوا اور سب کو خطابون اور خلعت سے سرفراز فرمایا چنانچہ قطب علی خان کو غلام ید اللہ خان نتھو خان پدر غلام رضا خان کو غلام حسن خان خطاب مرحمت فرمایا۔ اُنھون نے بھی اقرار کیا ہم لوگ حضور کے غلام ہو گئے ہین، اُمیدوار ہین زندگی بھر قدوم میمنت لزوم سے جدا نہ ہون۔ مینے فوراً دست قبول سینہ پر رکھا اور ان لوگون کا پاس و لحاظ ہر وقت و ہر لحظہ رہتا تھا اپنی دانست مین کسیطرح اُس روز سے آجتک ان لوگون کی مروت و عنایت مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا، جزاکم اللہ فی الدارین خیرا۔

بیان آٹھواں۔ فلک سیر بنگلے مین بہروپیہ کا بصورت زخمی شمشیر برہنہ لیے ہوئے آنا اور مجھ پر حملہ کرنا مصاحبون کا سینہ سپر ہونا پھر اسکے صلہ مین پلنگ کے پہرہ پر سرفراز ہوکر جوانان پہرہ خطاب پانا۔

"ایک روز ابرکرم حضرت باغ مین چارون طرف آب پاشی کر رہا تھا گلہائے زنگارنگ چمن مین کھلے ہوئے تھے تختۂ گل شبو اپنی خوشبو سے مشام جان معطر کر رہا تھا۔ اسوقت شاید دو یا ایک گھڑی دن باقی ہے۔ مین فلک سیر بنگلے مین بیٹھا ہوا ہون مصاحب و رفیق مثلاً غلام رضا خان، جھجو خان، ثابت علی خان غلام ید اللہ خان بھی حاضر ہین، ہر ایک حکایت عجیب و لطیفہ رنگین سے میرا دل خوش کر رہا ہے۔ اِس عرصہ مین بیٹھے بیٹھے مینے اپنے دلمین خیال کیا اگر اسوقت ان لوگونکے دلون کا امتحان لیا جائے تو بہت خوب ہے۔ یہ تجویز کرکے ایک آدمی کو بلا کر اُسکے کان مین چپکے سے حکم دیا، بہروپیہ کو بصورت زخمی شمشیر برہنہ لیے ہوئے میری طرف بھیجدے اور تو چھپ رہ مین دیکھونگا یہ لوگ کیا کرتے ہین۔ آخر حسب الارشاد اُسنے تعمیل حکم کی دفعتہً بہروپیہ ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے تمام جسم سے خون جاری زینے کی راہ سے اوپر آکر مجھپر حملہ آور ہوا مین دانستہ بیقرار و مضطرب ہوا۔ میری بیقراری کی وجہ سے ان تمام آدمیون سے غلام رضا نے اُٹھکر اُسکا ہاتھ اور جھجو خان نے جھپٹ کر اُسکی کمر پکڑ لی اور چاہا اُسی تلوار سے اُس کا کام تمام کردین۔ اِس عرصہ مین مین نے باآواز بلند کہا ٹھہرو یہ بہروپیہ ہے اور اُسنے بھی فریاد کی مین نقال ہون۔ اِن لوگون نے یہ سُنکر اُسے چھوڑدیا لیکن اُس کے شدید ضرب آئی۔ مین نے بہروپیہ کو اُسی وقت انعام دیکر نوکر رکھ لیا اور ان لوگون کو گلے لگاکر پانچ پانچ سو روپیہ انعام ہر ایک کو عنایت فرمایا، اور ایک ایک تلوار ایک ایک ڈھال ایک ایک ہفت فیر تمنچہ ایک ایک بندوق مرحمت فرماکر مصاحبان خاص و جوانان پہرہ خطاب عنایت فرماکر اپنے پلنگ کے پہرے کی عزت بخشی اُس وقت سے جب مین آرام کرنے لیٹتا تھا مصاحبان خاص پہرے کے واسطے حاضر ہوتے تھے، اگر کبھی محل مین آرام کرتا تھا تو وہان مردانہ ہوجاتا تھا اور مصاحبان خاص برائے پہرہ طلب ہوتے تھے۔"

زید اللہ مدارجہم

۶۹

بیان اُنہتروان۔ پیدائش مرزا برجیس قدر اور دھنک پری کا پردہ نشین کرنا۔

اُنھین ایام فرحت انجام مین صباے خوش رفتار و قاصد لیل و نہار نے خبر آمد آمد گل تر باغ ہستی سے چمن نیستی مین میرے کانون تک پہونچائی یعنے دھنک پری کے حاملہ ہونے کا مژدہ مین نے سُنا ہزار ہزار سجدۂ شکر درگاہ قاضی الحاجات مین ادا کیے اور دھنک پری کو پردے بٹھاکر افتخار النساء خانم صاحبہ خطاب عنایت فرمایا الغرض بعد انقضائے ایام مقررہ فرزند ارجمند لخت جگر اسکے بطن سے پیدا ہوا لڑکے کے دادا یعنے حضرت جنت مکان طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ نے بصد ہزار خوشی و خورمی گیارہ ضرب توپ سلامی اور مبارکباد چھٹوائین اور لڑکے کو مرزا برجیس قدر بہادر خطاب مرحمت فرمایا۔ مین نے جشن نو آراستہ کیا اور ساقیان سیمتن زہرہ جبینان خوش آئین نے رقص و سرود کی داد دی، اس بزم نونہال گلشن دولت مین ہر ایک پری نے خود کو مثل عروس آراستہ کیا تھا اور ہر ایک پری ناچتی تھی اور صدائے عیش و طرب بلند تھی۔" طال اللہ عمرہٗ وزاد اقبالہٗ"

بیان ستروان۔ فضہ حبشیہ کے بطن سے جہان آرا بیگم صاحبہ کا پیدا ہونا اور فضہ کا پردے بیٹھنا

"قاصد فرخندہ فال ہُدہُد صبا کردار نے عین انتظار و خواہش مین گل بوستان کی مدآمد کا مژدہ میرے کانون تک پہونچایا یعنے فضہ حبشیہ کے حاملہ ہونے کی خوش خبری سُنائی کارساز حقیقی کی درگاہ مین سجدۂ شکر ادا کرکے خواص مذکور کو پردہ بٹھایا بعد مدت مقررہ گوہر بےبہا پیدا ہوئی لڑکی کے دادا نے اُس کا نام جہان آرا بیگم صاحبہ رکھا۔ طال اللہ عمرہٗ"

بیان اکہتروان۔ یاسمن پری اور سرفراز پری پر احتمال حمل ہونا اور انکا پردے بٹھانا پھر ثبوت حمل نہ پاکر انھین باہر لاکر مصروف تعلیم رقص و سرود کرنا۔

"اس زمانے مین یاسمن پری اور سرفراز پری پر احتمال حمل ہوا مین نے حسب دستور انھین پردے بٹھلایا لیکن چند روز کے بعد معلوم ہوا یہ صرف دھوکا تھا آخر مینے انھین باہر لاکر رقص و سرود کی تعلیم مین مشغول کردیا۔

بیان بہتروان ۔ پسر خام کا حور پری کے بطن سے پیدا ہونا۔

"اس عرصہ مین حور پری کے حاملہ ہونے کی خبر میرے کانون تک پہونچی مین بہت مسرور ہوا چونکہ ایک مرتبہ یاسمن پری اور سرفراز پری سے دہوکا کھایا تھا اس لیے تیقین نہ آیا پانچ ماہ گذرنے کے بعد مین نے اُسے پردے بٹھلایا ہرچند اسے پردہ مین بیٹھنا بہت شاق ہوا لیکن مینے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ سواے گریہ وزاری کے دوسرا کام نہ جانتی تھی مجھے خیال تھا شاید میری جدائی کیوجہ سے روتی ہے لیکن اس امر سے غافل تھا۔"

مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

"کبھی مین اُسے سمجھاتا تھا کبھی تشفی دیتا تھا لیکن وہ کہتی تھی مین ہرگز ہرگز پردے مین نہین رہونگی بلکہ کیا عجب جو اپنا حمل گرادون جب اس سے یہ باتین سنین تو پھر سمجھایا، ایک بندۂ خدا کا خون کرنا بیحد گناہ ہے ایسا کام ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ الغرض ۶ مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا چالیس روز زندہ رہکر مرگیا مین نے اُسے ماتم پرسے کا خلعت دیکر حسب دستور ناچ گانے کی تعلیم مین شراکت کرنے کی اجازت دی لیکن وہ ظاہر امردون کا سامنا کرنے سے روتی اور باطن مین باہر آنے سے خوش تھی لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

بیان تہتروان ۔ حیدری کنیز داروغہ نجم النسا بیگم مرحومہ کا حاملہ ہونا

"جب داروغہ نجم النسا بیگم نے انتقال کیا تھا تو دو کنیزین چھوڑی تھین مینے ایک کا نام ممّن اور دوسری کا نام حیدری رکھا۔ ممّن کا عقد غلام حیدر کے ساتھ حیلے سے کردیا تھا اور حیدری کو اپنی خواصون کے زمرے مین داخل کیا تھا، اسے آثار حمل نمایان ہوئے مجھے اس جرم سے سخت حیرت ہوئی اور فرط غضب سے کوڑا ہاتھ مین لے کر دریافت حال کے درپے ہوا لیکن وہ کبھی کسی کا نام لیتی تھی اور کبھی کسی کا نام لیتی تھی جب مینے تازیانے کی ضربت سے ڈرایا تو اُسنے اقبال کیا مجھکو ثابت علی خان کا حمل ہے۔ یہ سُنکر مجھے بہت غصہ آیا اور اُن چارون بھائیون کو طلب کرکے اُن سے استفسار حال کیا وہ میرے قدمون پر گرکر عرض کرنے لگے حضور کے سامنے اپنا سر کٹوانے کو حاضر ہین اگر یہ فعل ہمارا ثابت ہو لیکن خداوند ہم نہین جانتے یہ کس کا حمل ہے یہ ہمپر ناحق اتہام رکھتی ہے۔ آخر بعد غل و شور کے ان کی انکساری اور عاجزی سے آتش فساد

حیدری کے نکالدینے پر فیروہ ہونا قرار پایا، چونکہ اسکا بھائی حیدر نامی میرے یہان فراشون مین ملازم تھا اور دروغہ نجم النسا بیگم کا لے پالک بھی تھا مین نے حیدری کو اُس کے سپرد کیا اور ان چارون بھائیون کے قصور سے درگذر کی"

بیان چوہترواں - بلقیس پری کا گھر پڑنا اور چوری کی علت مین نکالے جانا۔

"اسی زمانے مین نواب خاص محل صاحبہ کی معرفت ایک عورت میرے گھر پڑی بیٹھنے پریون کے زمرے مین شامل کر کے بلقیس پری خطاب عنایت فرمایا لیکن اسکی طینت بدتھی ایک روز فرصت پاکر مرزا فلک قدر بہادر کے تعویز جو سونے چاندی مین منڈھے ہوئے تھے اور نواب خاص محل صاحبہ نے حفاظت جان کے لیے گلے مین ڈالے تھے چرالیے، اس بیہودہ حرکت کی بدولت نہایت ذلت وخواری کے ساتھ نکالی گئی گو میری سرکار سے معقول ماہواری دیجاتی تھی لیکن اپنی عادت کی سبب سے ذلیل ہوئی آخر سُنا گیا میرے ایک محل کے پاس ملازم ہوئی"

بیان پچہترواں - سرفراز پری پر عاشق ہونا اور اسکی بیوفائی۔

پڑا ہے پاؤن مین اب سلسلہ محبت کا
بُرا ہمارا ہوا ہو بھلا محبت کا

"راوئے باوفا مصنف باصدق وصفا اُس بیوفا کی کج ادائی کا حال یون حوالہ قلم کرتا ہے جب سرفراز پری میرے گھر پڑی تھی تو مین ہر روز اسکی تیغ ابرو کا کشتہ ہوتا تھا اور ہر لحظہ ناوک مژہ میرے جگر کے پار ہوتا تھا، اُسکی ایک ایک ادا پر ہزار ہزار سنگ رنج وغم اپنے سینہ پر رکھتا تھا، اُسکے ایک ناز سے ہزار طرح کا رنج والم میرے دل کو پہونچتا تھا، اُس کے ناچنے پر مین رونے لگتا تھا اور اُس کے گانے پر سرورگریبان ہوجاتا تھا جسوقت اُسکی تعلیم ہوتی تھی مین بے اختیار اسکی دلربائیون کا نظارہ کرتا تھا، جب وہ سوتی تھی تو مین تمام رات جاگتا تھا اور جب جاگتی تھی تو انصاف سے باہر ہوکر میرے عشق کا حوالہ دوسرون پر کرتی تھی، مین تمام رات اسکے پاؤن دبایا کرتا تھا، اور تمام تمام دن اُس کے حسن جہانتاب کا نظارہ کیا کرتا تھا اگر وہ اپنے معمولی کھانے مین سے مجھے کچھ دیتی تھی تو مین کھالیتا تھا، اگر نہین دیتی تھی تو نہین کھاتا تھا، جس جگہ وہ جاتی

تھی مین بھی اس کے پیچھے پیچھے رہتا تھا جس مقام پر وہ بیٹھ جاتی تھی مین کھڑا ہوکر اُسے دیکھتا رہتا تھا الغرض اُسنے ہزارون مکر و فریب سے مجھے اپنا عاشق بنالیا تھا وہ دن بھر مین کئی کئی لباس رنگ برنگی بدلتی تھی، ہر وقت حنا کا عطر لگائے رہتی تھی مسّی ملے رہتے تھی ہونٹون پر ہر وقت پانون کی سُرخی لگی رہتی تھی، اکثر اُسکے ماتھے پر افشان بھی چُنی ہوتی تھی ہر وقت اپنے بالون کو خوبصورتی کے ساتھ بنائے رہتی تھی کبھی گھونگھر والے کبھی سیدھے ہاتھون مین ہمیشہ مہندی لگائے ہوئے اور اُنگلیون کے پورون مین چھوٹی چھوٹی انگوٹھیان پہنے رہتی تھی، غرض ہزارون اداؤن سے میرا دل لُبھاتی تھی اور مین بے تکلف اُس کے بادۂ الفت سے سرشار تھا، جب وہ مجھکو اشارے سے بُلاتی تھی میری جان مین جان آجاتی تھی، اکثر علالت مین دور از حال اسکو رات بھر اپنے سینہ پر رکھتا تھا، جب وہ فصد لیتی تھی، مین بے اختیار روتا تھا اُسکی محبت مین تمام دُنیا فراموش کردی تھی اور اُس کی شراب اُلفت سے سرشار رہتا تھا، ایک روز داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ اور نواب خورد محل عمدہ بیگم صاحبہ اور نواب نشاط محل ننھی بیگم صاحبہ نے بالاتفاق مجھے علیٰحدہ شہنشاہ منزل کے کمرے مین بُلایا جب مین اُنکے سامنے گیا تو دیکھا وہ لوگ کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ مین نے پوچھا وہ کیا ہے۔ بیان کرو آخر اُنھون نے ہزارون قسمون کے ساتھ میرا سرفراز پری پر عاشق ہونے کا ذکر شروع کیا اور ہر مرتبہ یہ تینون صاحبان اپنا سر افسوس کے ساتھ ہلاتی تھین کبھی حسرت سے زانون پر ہاتھ مارتی تھین کبھی ہونٹون پر زبان پھیرتی تھین کبھی دست تاسف ملتی تھین جب مین نے ان لوگون کا یہ حال دیکھا بے اختیار ہوکر پوچھا خدا اور رسول کا واسطہ تم کیا کہنا چاہتی ہو جلد بیان کرو میرے دل کا اختلاج رفع ہو مین ہر چند تفحص کرتا تھا اور اس بیان کا درپے تھا لیکن وہ اُس کے بیان کرنے مین تکلف کرتی تھین، آخر مین نے تنگ ہوکر اپنے سر کی قسم دی تو داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ نے اس طرح بیان کیا۔ اے جانِ عالم آپ سرفراز پری کی محبت مین اس قدر اپنا حال تباہ کرتے ہین لیکن سرفراز پری کی عجیب عجیب باتین میرے سُننے مین آئی ہین مین نے کہا کچھ تو بیان کرو کیون مجھے خفقان مین ڈالے ہوئے ہو اُس کا مفصل حال کیا ہی، آخر داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ نے اُن دونون محلون کے ساتھ ہمزبان ہوکر عرض کی اے جانِ عالم آپ پر قربان ہوجاؤن تمام عورتون کی جنس مین بدی ہوتی ہی۔ انکے آب و گل مین بے مروتی ہے اگر آپ کو کچھ ملال نہ ہو تو عرض کرون،

سرفرازپری بظاہر آپ سے تپاک رکھتی ہے باطن مین آپ کا ذرا خیال نہین جب مین نے
سرفرازپری کا نام سُنا میرا رنگ اُڑ گیا۔ دونون ہاتھون سے دِل پکڑ کر لوٹنے لگا۔ اور رو رو کر
کہنے لگا تم سب دیکھتی ہو مین نے کبھی سرفرازپری کا کوئی قصور نہین کیا ہے مگر وہ مجھسے اسقدر
بیوفائی کرتی ہے لیکن پھر اپنے دل سے کہا چونکہ محلات سرفرازپری سے میری محبت کی وجہ
سے رشک کرتی ہین کیا عجب ہے جو یہ بات اس مادہ کی محرک ہوئی ہو کبھی اپنے دل سے
خطاب کرتا تھا اے دلِ نالان تو نے کیا قصور کیا ہے جو وہ تیرے ساتھ اس قدر بےاعتنائی
کرتی ہے آخرالامر مین نے اُن سے دریافت کیا اس کی کیا تدبیر ہے اُن لوگون نے جواب یا
بہتر ہے چندے تامل فرمائیے انشاءاللہ ہم اُس کی بیوفائیان دکھادین گے یہ کلمہ سُنکر میرے
دل پر ایسی چوٹ پڑی کہ بے اختیار مُنھ سے آہ نکل گئی، اور نہایت رنج وغم کے ساتھ بسر کرنے
لگا۔ ایک روز سب پریون کو جمع کرکے اُنکے سامنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے صاحبون
مین نے تم لوگون مین سے کسی کو جبراً اپنے گھر نہین بٹھایا ہے کوئی عاشق ہو کر آئی ہے کوئی
خواب مین دیکھکر عاشق ہوئی ہے۔ کوئی بازار مین دیکھکر فریفتہ ہوئی ہے کوئی گھر مین
شیدا ہوئی ہے کسی نے ناچ مین دل دیا ہے کسی نے گانے مین طوق اُلفت گلوگیر کیا ہے
لیکن اب متوحش خبرین میرے کانون تک پہونچتی ہین ایسا نہ ہو مجھے حسرت وافسوس کا
شکار بنا پڑے اتنا کہکر بے اختیار رونے لگا، پھر سرفرازپری سے مخاطب ہو کر کہا خدا کا واسطہ
میری تمام راحتین تمھارے ہاتھ مین ہین۔ مین نے تمھین قید نہین کیا ہے جس وقت
جس بات کو تمھارا دل چاہے بے تامل میری اجازت سے کر سکتی ہو مین تمھاری ہر آرزو
پوری کرنے کے واسطے موجود ہون جو خواہش ہو بیان کرو۔ مین سر آنکھون سے بجالاؤنگا
بہر نوع تم سب کا تابعدار ہون مگر للّٰلہ ایسی باتین نہ کرو جس کا انجام نمک حرامی کی طرف
منتقل ہو سب نے نہایت شدید وغلیظ قسمین کھائین ہماری آنکھین پھوٹین اگر سوا
تمھارے خوشی کے ہم لوگون کی کوئی اور غرض ہو خصوصاً حورپری اور سرفرازپری نے
سب سے زیادہ قسمین کھائین۔ مین روتا جاتا تھا، آخر میرے غم کی آگ تو فرو ہوئی لیکن
مین اس کی تحقیق مین ضرور رہا"

بیان چھبیسوان۔ مصاحبان خاص کو جمع کرکے نمک حرامی سے ڈرانا ان لوگونکی عذر خواہی اور میرا انکی طرف سے صاف ہونا۔

"ایک روز مینے اُسی غصہ و ملال کی حالت مین سب مصاحبون کو غمنشاہ منزل مین طلب کیا اور اپنی آشفتگی و ملال کو حالت اضطرار مین ان لوگون پر ظاہر کیا مجھسے ہو ہی نہ سکا کہ داروغہ نجم النساء بیگم کی عرض اور دونون محلون کے کہنے کے مطابق ضبط کرون حسب شعر ؂

جب کہ آنکھین دوچار ہوتی ہین
برچھیان دل کے پار ہوتی ہین

"اون لوگون نے غلیظ و شدید قسمین کھائین اور عرض کی پیر و مرشد بلا تحقیق ہماری نسبت گمان بد ہرگز ہرگز عائد ہو ہی نہین سکتا اور ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدمون پر نثار کرنیکو حاضر ہین۔ مین نے اسکے جواب مین کہا عزت و آبرو خداوند عالم کی بخشی ہوئی ہے ایسا نہو خدانخواستہ سیاہی کا داغ تمہاری پیشانی پر نمایان ہوکر منتقل بہ نمکحرامی ہو جب انھون نے مخبر کو پوچھا مین نے بسبب یکدلی بے تکلف ان صاحبون کا نام بتادیا اس دن سے آپس مین دشمنی کی بنا پڑگئی اور پھر مرتے دم تک یہ دشمنی نہ گئی آخر مین موافق اُنکی عذر خواہی کے ان لوگون کی تقصیر سے درگذر الیکن یوماً فیوماً میرے دل مین غم و الم ترقی پذیر ہوتا گیا افسوس مینے تامل نہ کیا ورنہ اپنی آنکھون سے ان لوگون کی بدعنوانیان دیکھ لیتا!

بیان ستائیسوان۔ میر احمد اور گوہر علی مرثیہ خوان کا ملازم ہونا۔

"اسی عرصہ مین میر احمد مرثیہ خوان اور اُنکا منھ بولا بیٹا گوہر علی جو جوہر یدگانے والون مین کمال رکھتے تھے میری سرکار مین ملازم ہوئے گوہر علی نے علم موسیقی مین میرے شاگرد ہونے کی وجہ سے میری سرکار مین بہت کچھ رسوخ اور عزت و افتخار حاصل کیا اور اسکی صحبت شب و روز بڑھنے لگی۔ یہانتک خلوت و جلوت مین بھی اُسکی روک ٹوک نہ تھی اور جو کچھ وہ چاہتا بے تکلف عرض کرتا تھا اور قبول ہوتا تھا ایک دن اسنے ایک عرضداشت پریون کے حال مین لکھکر مجھے معائنہ کرائی "اُسکا مضمون یہ تھا" جہان پناہ پیر و مرشد سلامت بعد جبہ ہ بوسی کے عرض پرداز ہون کہ پریون کا حال خانہ زاد کی آنکھون سے دیکھا نہین جاتا۔ امیدوار

ہون حضور معلیٰ اس حال کو دریافت فرمانے مین تامل نہ فرمائین یقیناً پھر حضور پر جزو وکل کیفیت منکشف ہوجائیگی - مجھکو فوراً غصہ آگیا کہ افسوس باوجود اس قدر عذر و معذرت کے پھر وہی ہے اور داغ کہن از سرِ نو تازہ ہوگیا جیسا مین نے اوپر لکھا ہے پریون اور مصاحبون کی محفل مین جسمین گوہر علی بھی شامل تھا مین نے بہت لعنت ملامت کی لیکن ان سب لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھے سرفراز پری اور حور پری نے عرض کی اگر کوئی شخص ہم لوگون کو حضور کا بدی خواہ دیکھے تو ہاتھ پکڑ کے حضور کو دکھادے پھر ہم اپنی زبان نہ بدلین اور اپنا قصور تسلیم کرلین - تاوقتیکہ حضور بچشم خود ہم لوگون کا حال مشاہدہ نہ فرمائین کس طرح یقین آسکتا ہے اگر کسی شخص کو ثابت کرنے کا دعوےٰ ہے تو اس کو لازم ہے حضور کو معائنہ کرائے مین خاموش رہ گیا - آخرالامر گوہر علی کو اسی وجہ سے اپنی نوکری سے برطرف کیا کہ شاید یہ شخص جعل ساز ہو لیکن میرا رنج و غم روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا چنانچہ اسی زمانے مین حضرت خفقان نے میرے حال زار پر نوازش فرمائی کہ دو دو تین تین پہر اختلاج سے میرا قلب ہلا کرتا تھا لیکن ایام شباب و موسم جوانی تھا اور دوسرے پریان مجھکو گانے بجانے مین مصروف رکھتی تھین اس سبب سے اس کا زیادہ اثر نہ ہوتا تھا لیکن ہر وقت بیدل رہتا تھا کیونکہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے اپنا درد دل بیان کرتا رفیق مرد اس طرح کے عورتین مونس ایسی مان باپ غافل - اور محلات سے شرم آتی تھی! ع

بر سر اولاد آدم ہرچہ آید بگذرد

بلکہ اسی زمانے مین اسقدر ناطاقت ہوگیا کہ اٹھنے بیٹھنے سے معذور تھا نماز بھی بیٹھے بیٹھے پڑھتا تھا تین مرتبہ ایسا بیمار ہوا کہ چھ مہینے تک اس سے نجات نہین ملی خدا رحم کرے!

بیان اٹھترواں - معشوقہ خاص پر عاشق ہوکر سرفراز پری کیطرف سے دل ہٹانا۔

جب سرفراز پری کی بیوفائیان حد سے گذرین تو میرے دل سے اسکی محبت کم ہونا شروع ہوئی لیکن مجھے کچھ ایسا غم لگ گیا تھا کہ مجنونانہ حرکتین کرتا تھا کبھی صحرا اور کبھی دریا کیطرف جاتا تھا طرح طرح کے خیالات گذرتے تھے اور مین داغ بسینہ وہان سے واپس آتا تھا - کبھی اس بیوفا کو یاد کرتا تھا کبھی اپنی صورت آئینہ غم مین دیکھتا تھا ایک روز رشک پری میری دلی کیفیت سے آگاہ ہوکر افسوس کرنے لگی دراصل اس نے میری بہت اطاعت کی خدا اس کو

خوش رکھے وہ مجھسے کہنے لگی اے جانعالم قربان ہوجاؤن آپ کیون اسقدر رنجیدہ
ہین میرا دل تڑپتا ہے مین نے جواب دیا اے معشوقہ باوفا سرفراز پری کا حال تو تم دیکھتی
ہو مجھسے کسقدر بیوفائی کرتی ہے اگر تمھین کچھ اسکے حال سے وقفیت ہو تو مجھے آگاہ کرو تاکہ میرے
زخم دل کا مرہم بنے یہ سنکر اُسنے قہقہہ مارکر کہا اے نادان مین اُس پُرفریب عورت کے
مکر سے بخوبی واقف ہون آپ کو رنج اپنے دل سے دور کرنا چاہیے اور اپنی جان کو مثل
گل تازہ رکھنا چاہیے اگر خدا کا فضل وکرم شامل حال ہے تو آپ اُسکی چالاکیان جو آپکے
فریب دہی کو ہوتی ہین۔ دکھا دونگی مین نے اس سے کہا اے معشوقہ باوفا جو کچھ تمھین معلوم
ہو اسی وقت تمام سرگذشت مجھسے بیان کرو چنانچہ معشوقہ موصوفہ نے بھی سرفراز پری کا
ہی حال بیوفائی مثل سابق کے بیان کیا اور زیادہ رنج وغم ہوا کہ یاالٰہی منھہ پر تو اسقدر دوستی
اور غیبت مین اسقدر بے کہی آخر اُسی جلسہ مین ہر ایک کا حال استفسار کرنا شروع کیا اُسنے
ایک ایک پری کا حال اپنی زبان سحر بیان سے بیان کیا اور مین آئینہ کی طرح اسکے
جمال جہانتاب اور تقریر پر تاثیر پر حیران تھا یہانتک کہ سب پریون سے میرا دل ناراض
ہوکر معشوقہ خاص کی طرف مائل ہوا اور اپنی مونسہ وشفیقہ سمجھکر ہر ساعت وہر لحظہ بھی
داستان غم اس سے پوچھتا تھا وہ کبھی اپنے رشک کے آگ مین جلتی تھی کبھی سرفراز پری
اور دوسری پریون کے رشک کی سبب سے مجھے جلاتی تھی مگر معشوقہ خاص کی محبت کا
جادو روز بروز مجھے زیادہ بسمل کرنے لگا۔ اور مین اسکی ایک ایک لفظ پر سو سو دل قربان
کرتا تھا نہایہ ہے مین اُس کا بلا گردان ہوگیا اور اُس سے کہا واللہ اے معشوقہ خاص
اگر یہ راز مجھپر منکشف ہوجائے اسیوقت سے تمھارا کلمہ پڑھنے لگون اسنے اقرار کیا اور
اس روز سے ہر ایک کی فکر وجستجو مین رہتی تھی۔

بیان اوناسی۔ دلدار پری کی زبانی سرفراز پری کا حال سُنکر اپنی ران پر گل دینا۔

دو ایک روز دلدار پری نے عین اختلاط مین سرفراز پری کی بیوفائیون کا ذکر چھیڑکر کہا اے جانعالم
آپ کسیقدر نادان ہین عورتین آپ پر سبقت لیجاتی ہین اور آپ انکی اطاعت مین غافل بیٹھے ہین خدا کے
خدا اس غفلت سے باز آئیے افسوس آپ کو اپنے گھر کا مطلق خیال نہین ہے اور لاکھون
روپیہ مفت برباد ہو رہا ہے اگر آپ مجھسے محبت کرتے تو کیون یہ حال ہوتا۔ آپ پر معشوقان

جفا پیشہ کا کچھ اثر نہیں ہو فی الواقع دلدار پری عورت ہی مریم صفات۔ فرشتہ خو سلیم گوہر ستا
سبحان اللہ ایسی ایسی عورتین بھی پروردگار عالم نے پردہ دُنیا پر پیدا کین ہین خلیق حسینہ
خوش نہاد۔ پاک طینت۔ صاف باطن۔ پری نژاد۔ رشک شمشاد۔ سمن بر۔ رشک قمر
خوش خصال۔ ماہ تمثال۔ زہرہ جبین۔ خجستہ آئین۔ حوربدن۔ گل پیرہن۔ سیم تن۔
سروتن۔ آئینہ جبین۔ قمر طلعت۔ مہر ضیا۔ شمس الضحیٰ۔ بدرالدجیٰ جسکے ایک ایک غشوہ
و انداز پر میرا دل فدا ہوتا تھا اور اسکی ناز و شوخی میری رگ جان پر نشتر مارتی تھی اُسکے
ابرو ہلال کی طرح کھیچے ہوے خمدار تھے اُسکے لب شیرین کے سامنے طوطی کی گویائی کچھ حقیقت
نہین رکھتی تھی جب مین نے دیکھا ایسی حورنژاد بے عیب میری طالب ہی بے اختیار قبول
کیا لیکن اُس بیوفائی زمانہ کے عشق مین بھی سرشار تھا مثل اپنے اس شعر کے'' ؎

یکایک عشق کیا نکلے کہ شہر حسن مین گھر ہے
فراق اس روح کو کیونکر گوارا ہوئے قالب کا

''میرا سینہ سرفرازپری کے غم سے چونے کی بھٹی کے مانند ہوگیا تھا ہرچند اس کی محبت روز
بروز کم ہوتی جاتی تھی لیکن اس کے رشک کی آگ دن بدن بھڑکتی جاتی تھی آخر ایک روز
مین نے بہ ہزار شکوہ و شکایت اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا اے یار جانی اے معشوق لاثانی تو عبث مجھ
مبتلائے آلام پر ظلم کرتی ہی یہ کیا ضرور ہی کہ اپنے عشق مین میرا دل جلانا اور مجھسے محبت
نہ کرنا یہ تو کچھ اچھا کام نہین ہی۔ تیری ان باتون سے مجھے سخت صدمہ ہی اسقدر بیوفائی کرنا
چھوڑ دے اور اپنے کیے سے باز آ'' ؎

پھر وہی شمع ہو تم پھر وہی پروانے ہم
پھر پری ہو وہی تم پھر وہی دیوانے ہم

''اس نے پھر اُسی طرح سخت سخت قسمین کھا کر اپنی راست بازی و محبت کا یقین دلایا
باتین کرنے مین کبھی رونے لگتی تھی کبھی ہنسنے لگتی تھی کبھی کہتی تھی تم میرے عاشق نہین ہو خوب
ہوا تمھاری یہی سزا ہی۔ کبھی کسی پری کو پان دیتی تھی اور مجھے دیکھکر آنکھین چرالیتی تھی آخر ایک
روز مین نے اس کے ہاتھ کی انگوٹھی لیکر اپنے تن زار پر گل کھانے کو تیار ہو گیا جب صبح کو نماز
کے واسطے بیدار ہو کر چوکی پر بیت الخلا کے لیے حقہ ہاتھ مین لیکر گیا تو چاہا اُس انگوٹھی
کو آگ مین ڈالدون اور گرم کرکے اپنے جسم پر رکھلون چونکہ وہ انگوٹھی اس بے وفا کی

ہاتھ کی تھی یہ میرے دل نے قبول نہ کیا کہا سے آگ میں ڈالوں آخر انگوٹھی تو اپنے ہاتھ میں پہنے دی اور حقہ کی جھال خوب گرم کر کے بائین ران مین آٹھ جگہ گل دیے جب بھی محبت کی آگ میرے دل سے کم نہین ہوئی ایک دن مین اُسکے پاس گیا اور اُس سے کہا اے جفاکار ستم شعار دیکھ مین نے خود کو تیری محبت مین جلالیا ہو یہ سُنکر وہ بہت کھل کھلا کر ہنسی اور ران کے گلون کو خوب چوما چاٹا لیکن اُسکی لاپروائی پہلے سے بدرجہا زیادہ ہوگئی کسی طرح میرے حال زار پر رحم نہ آیا"

بیان اٹھی۔ سرفراز پری کا مضراب سے گل دینا اور میرا متحیر ہونا۔

"تھوڑے دن بعد ایک روز اس بیوفا عربدہ جو عشوہ پرداز جفاکار ظلم شعار بدکیش نے جو اپنی صورت کی طرح مغرور تھی بصد ناز و انداز کہا اے جانعالم اے غمون سے بیخبر کچھ تمھین معلوم ہے مین نے بھی مضراب کا گل اپنی ران پر کھایا ہے یہ سُنکر مین زار زار رونے لگا جب دیکھا تو ٹھیک تھا مضراب کے گل سے اسکی تمام ران گل لالہ تھی مجھکو بہت حیرت ہوگی کہ اس کے حالات تو ایسے ہین پھر اسکی محبت اس طرح کیونکر ہو سکتی ہے لیکن بیٹے اسکو چوما اور اپنی آنکھین اُس گل پر مل کر کہا یہ میری نقل ہے تو اس نے جواب دیا یہ تمھارے گلون کے موافق گل نہین ہے بلکہ اس مصرع کے مطابق ہے"۔ ع

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

"مین یہ سُنکر چپ ہو رہا اس کے بعد شک پری اور دلدار پری کی زبانی معلوم ہوا یہ گل محض فریب دہی کے لیے کھایا ہے اور سچی نجبت کی جانب منتقل کرتی ہے مین پھر دریائے تحیر مین غرق ہو گیا اور ہر مرتبہ اپنی پشت دست دانتون سے کاٹتا تھا آخر پھر اس بیوفا سے جاکر سوال کیا اے بے مہر تو خواہ مخواہ یہ حال بنا کر محبت کا نام لیتی ہے دغا پیشہ تیری جلسازی ابھی تک نہین جاتی اسنے ہنسکر کہا کوئی بے کار اپنا جسم نہین جلاتا سوائے عشق کے اسکے اس کلمہ سے بھی بوئے عشق پیدا تھی پھر میرے دل پر چوٹ پڑی اور اپنا سر دروازے پر دے مارا اگر وہ مجھے نہ پکڑ لیتی تو میرے سر مین بہت چوٹ آتی الغرض اسی طرح شب و روز اس کے جعل و فریب اور عشق سے مین پریشان خاطر رہتا تھا اور اسی فکر کی جستجو میں تھا کسی طرح اس کا واقعی حال مجھپر ظاہر ہو جائے! ...."

بیان اسی۔ دلدار پری کا ران پر انگوٹھی کا گل کھانا۔

"چونکہ دلربا پری میری بحر محبت مین غرق تھی مینے بھی اسکی ایسی اطاعت کی تھی کہ بغیر اسکے کھانا تک نہین کھاتا تھا اکثر اسکے زانو پر سر رکھکے سویا کرتا تھا جب مجھے معشوقہ خاص اور سرفراز پری کے ساتھ محبت زیادہ ہوتی تھی تو اسکا بازار سرد پڑ گیا تھا لیکن یہ اکثر دھوے محبت کرتی تھی ایک روز بصد گریہ وزاری مجھسے کہا کچھ تمھین میرے حال کی بھی خبر ہو مین نے کہا مین خود ہی اپنے حال مین مبتلا ہون تمھارے احوال کی مجھے کیا خبر اس نے جواب دیا اے سنگدل بیرحم ناحق شناس مین نے تمھارے واسطے انگوٹھی کا گل کھایا ہے تمھین مطلق خبر نہین لازم ہی تھوڑا سا مرہم برائے اندمال زخم عنایت ہو جب مین نے دیکھا واقعی اس کی ران پر انگوٹھی کا گل موجود ہی تو کہا افسوس یہ کیا کیا اس نے کہا خوب ہوا تم رنجیدہ نہ ہو لیکن خدا جانے کیا بات تھی میرے اس کے درمیان مین ذرا بھی محبت نہ تھی نہ اسے میرا خیال تھا نہ مجھے اس کا خیال تھا۔

بیان بیاسی۔ معشوقہ خاص اور سرفراز پری سے لڑائی ہوکر معشوقہ خاص کا اپنے گھر جانا پھر خود ہی واپس چلا آنا۔

"جب خبر رسانون نے سرفراز پری کو یہ خبر پہونچائی تو وہ سانپ کیطرح پیچ کھانیلگی اور ہر ایک مخبر کی دشمن ہوگئی ہر محفل و مجلس مین نئے نئے افسون اور طعن و تشنیع کرنے لگی جب میرا خیال نواب معشوقہ خاص کی طرف زیادہ مائل دیکھا اور مین بھی عمداً اسکے جلانے کو اسی کی روبرو معشوقہ خاص کی طرف زیادہ مائل دیکھا اور مین بھی عمداً اسکے جلانیکو اسی کی روبرو معشوقہ خاص سے زیادہ ارتباط اور پیار واخلاص کرتا تھا آخر اس نے معشوقہ خاص سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا ایک روز ہشت مشت کی نوبت آگئی اسکے جھونٹے اسکے ہاتھ مین اس کے جھونٹے اس کے ہاتھ مین دوپہر تک لڑائی برقرار رہی مینے دیکھا اسکی لاتون سے معشوقہ خاص زیر ہوگئی ہے تو بے تابانہ دوڑکر معشوقہ خاص کا سینہ سپر ہوگیا اور بیچ بچاو کر لڑائی موقوف کرائی لیکن معشوقہ خاص نے اسیوقت میرے دست بگریبان ہوکر کہا تم اپنی معشوقون سے میری بے عزتی کراتے ہو مین ہرگز ہرگز تمھارے گھر مین نہ رہونگی ہرچند مین نے

اُسکی تسلی دلجوئی کی لیکن اُسنے غصہ کی حالت مین میری ایک بات نہ سُنی آخر مین ناچار ہو گیا اور معشوقہ خاص کے فراق مین اپنا کلیجہ دونون ہاتھون سے تھام کر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر اس کے سوار ہونے کے واسطے سواری طلب کی یہانتک کہ وہ سوار ہوئی "اور مین نے بے اختیار گریہ وزاری شروع کی ادھر تو والدین کا خوف اودھر معشوقہ خاص کا عشق عجب بلا مین مبتلا ہو گیا ناگاہ ایک آدمی نے آکر عرض کی معشوقہ خاص مرغ خانے تک جاکر واپس آئی ہین اور اپنی استقامت کی جگہ کو ٹھے پر چلی گئی ہین مین نے منعم حقیقی کا شکر کیا اور اسی وقت مثل گل خندان وشگفتہ ہو گیا"

بیان تراسی۔ معشوقہ خاص کے واپس آنے کی وجہ سے سرفراز پری کا سوار ہوکر اپنے گھر جانا اور پھر واپس آنا۔

"جب معشوقہ خاص معاودت کرکے میرے گھر مین داخل ہوئین مینے دیکھا سرفراز پری نے اسی وقت سوار ہونیکا قصد کیا اور بیتابانہ دوسرے ارادے سے بڑے کنوین تک چلی گئی کہ خود کو اس مین گرادے لوگون نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیے مین بے خود جاکر ہزار ہزار سمجھایا لیکن اُس پر مطلق اثر نہ ہوا اور وہ اپنے گھر جانے پر مستعد ہو گئی یہ دیکھکر میرا حال دگرگون ہوا لیکن ضبط کرکے کہا اس سے کیا ہوگا" ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

"کیون ڈراتی ہو چلی جاؤ یہ سُنکر وہ جفاکار سوار ہو کر چلی گئی مین نے یہان اسکی تصویر گلے مین ڈال کے جو دل خود کو ایک منزل مین بند کر دیا اور یقین کامل ہوا کہ یہ پہلے ہی سے بیوفا ہے اب مجھ تک کیون آنے لگی ور رونا شروع کیا کبھی مین اپنے گلون کے زخم دیکھتا تھا کبھی اس کی تصویر کے منھ پر منھ رکھتا تھا اسی طرح چار گھنٹہ گذر گئے ناگاہ کیا دیکھتا ہون وہ سامنے سے چلی آتی ہے مین نے بےتابانہ دوڑ کر اسے گلے لگالیا وہ بھی بغلگیر ہوکر رونے لگی مین پہر بھر تک فرط محبت سے عذر و معذرت کرتا رہا وہ کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی معشوقہ خاص اس واقعہ سے بہت چراغ پا ہوئی اور اسکے دل مین آتش رشک و حسد بھڑک اٹھی قبول شاعر

دونون طرح سے مشکل اللہ کی دوہائی

نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

بیان چوراسی [۸۴] ۔ سلطان پری کی بیوفائی کا۔

"چونکہ غیرون نے بسبب رشک سلطان پری کیطرف بھی بیوفائی و کج ادائی کا الزام لگایا تھا لیکن درحقیقت وہ میری شیفتہ و فریفتہ تھی جب یہ خبر اسکے کانون تک پہنچی تو وہ اسقدر روئی کہ دو تین روز مین ازحد دبلی ہوگئی اور غم و غصہ کی وجہ سے کچھ نہ کھایا پیا آخر ضبط نہ کرسکی اور میری لاعلمی مین میری ولیعہدی کی مہر کا نگینہ گرم کرکے اپنی ران پر تین جگہ جلالیا کہ تمام مہر کے حروف ران کی کھال مین پیوست ہوگئے اور لنگڑاتی ہوئی میرے پاس آئی جب مین نے حال دریافت کیا تو رو کر میری مہر میرے ہاتھ مین دیکر کہا اے جان عالم قربان جاؤن تم نے مجھے بے وفاؤن کے زمرے مین شمار کیا تھا اب دیکھو میرے پاؤن کا کیا حال ہے جب مینے دیکھا تو واقعی اسکی ران مین تین مقام پر مہر اتر گئی ہے اور میرے نام کے تمام حروف مثل آفتاب درخشان و تابان ہین مین شرمندہ ہوکر عذر کرنے لگا وہ میرے گلے چمٹ گئی اور اسکی طرف سے میرا دل بالکل صاف ہوگیا"!

بیان پچاسی [۸۵] ۔ امراؤ بخش کا گھر پڑ کر حاملہ ہونا۔

"اسی زمانے مین امن کی شعر گفت ایک مسماۃ امراؤ بخش جو تھوڑا بہت گانا جانتی تھی میرے گھر بیٹھی اور دو یا تین ماہ بعد حاملہ ہوکر پردہ نشین ہوئی"!

بیان چھیاسی [۸۶] ۔ علی نقی خان بہادر کی معرفت حضور باغ کا آراستہ ہونا۔

چونکہ میرا دل اکثر صفائی و پاکیزگی اور ایجاد مین یکتائے زمانہ تھا اس بنا پر آراستگی باغ کے لیے اور تیاری نہر جس مین ایک کا نام چشمہ شیرین رکھا گیا اور دوسری طرف جو نہر ہے اسکا نام چشمہ فیض رکھا گیا ہے علی نقی خان کو مقرر و معین کیا اور یہ نہایت نظم و نسق کے ساتھ اس کی تیاری مین مشغول ہوئے تھوڑے ہی عرصہ مین اس باغ اور دونون نہرون کو دولھن بناکے میرے ملاحظہ سے گذرانا مین نے باغ کا نام حضور باغ اور نہرون مین ایک کا نام چشمہ شیرین اور دوسرے کا نام چشمہ فیض رکھا اور حقیقت ایسا باغ اور نہرین اپنی رائے و پسند کے موافق پھر اس سلطنت کے کسی جگہ نہین دیکھین مکان علحدہ علحدہ

ہر فصل و موسم کے مطابق ہین چنانچہ شہنشاہ منزل جاڑون کے واسطے مزیب ہی نہایت
آرام سے اس مکان مین جاڑا بسر ہو سکتا ہی یہ ایک مختصر سا مکان ہی جسکے درمیان مین چھوٹا سا
حوض پانی سے بھرا ہوا ہی اور نہایت آراستہ و پیراستہ ہی اور گرمیون کے فصل کیواسطے
خاص مکان سے بہتر کوئی مکان نہین ہی فی الحقیقت اس مقام پر خدا جانے کہان سے ہوا
کا کرہ آگیا ہی جب آفتاب کی طپش تیز ہو اور آدمی ماہی بے آب کیطرح مضطرب ہو وہان
جا کر فوراً تسکین ہو جائے اس مکان مین سنگ مرمر کا فرش ہی سبحان اللہ برسات کی فصل
کیواسطے فلک سیر سے بہتر کوئی مکان نہین ہی یہ بنگلہ وسط حضور باغ مین تیار کیا گیا ہی یہان
چھت گرنے کا خوف نہین ہی اور اسقدر فرحت بخش ہی ہر طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہی
جب اس باغ کی آراستگی کی وجہ سے علی نقی خان مراحم و عنایات کے مستحق ہوتے تو اپنی
طرف سے ایک شخص جس کا مسعود علی بیگ نام تھا لا کر اسے اس باغ کی داروغگی کا خلعت
دلوایا اس باغ کی نہر چشمۂ شیرین چالیس گز کی ہے دوسری نہر چشمۂ فیض دس یا پندرہ
گز کی ہے اس کے گرد فوارے نصب کیے گئے ہین ان فوارون کی آب فشانی سے بارش
کا لطف آتا ہے جا بجا سفید سنگ مرمر کی چوکیان اور تصویرین نہایت پر تکلف نصب
ہین ہر چمن مین علیحدہ علیحدہ ایک قسم کے پھول ہین کیا مجال جو گلاب کے چمن مین
گل نسترن اور نسترن کے چمن مین گلاب ہو۔ میوے کے درخت جیسے نارنج ترنج کے
درخت کیا مجال جو مہندی کی روش سے زیادہ بلند ہون جگہ بجگہ چینی کے مرتبان اور
پتھر کے ترشے ہوئے گلدستے رکھے ہین جہان پر بڑے درخت لگائے گئے ہین وہ اسقدر
گنجان ہین کیا مجال جو پانی کا ایک قطرہ بھی اسمین سے ٹپک سکے انکے نیچے برائے استراحت
سنگ مرمر کی چوکیان بچھائی ہین باغ کے ہر کونے مین سرو اور چنبیلی کے پودے لگائے گئے
ہین جس طرح اکثر مرقعون مین ہوتا ہے چمن کے کونے پر مہندی کی روش کی حفاظت کے
لیے اکاسی کا کٹہرہ لگایا گیا ہے بڑے درختون مین خصوصاً شہتوت کا درخت اتنا بڑا ہی کہ
میری نظر سے نہین گذرا اسکے نیچے سنگ مرمر کا چبوترہ بنایا ہے تاکہ وہان برسات کے
موسم مین نشست ہو سکے ہر جمعہ کو اس درخت کے نیچے پریون اور گانے والون کا مجمع
ہوتا ہے طائر خوش الحان اور دوراسی درخت پر بیٹھا کرتے ہین یہان انھین شکار کرنیکی
[illegible] ہے اس [illegible] سبب سے اسکو گوشۂ [illegible] چونکہ خان مذکور نے [illegible]

کے سبب سے الطاف و عنایات کے مستحق ہو کر وزیر و زرا امورات جزوی و کلی مین دخل دینا
شروع کیا اور سوبات داروغہ میر محمد مہندی کے مزاج کے خلاف ہوئی اسی وجہ سے وہ انکا در پے
اور یہ اُسکے در پے تھے چونکہ علی نقی خان کے چندیا پر بال کم تھے مینے ایک روز مزاقاً کہا نواب
صاحب سر پر بالون کا کم ہونا وزارت کی علامت ہے انھون نے عرض کی حضور کے تصدق
مین یہ بھی ہو جائیگا یہ بات میرے دل مین چبھ گئی اور مین نے اپنے دل مین کہا پروردگار مینے
جھوٹ نہین کہا ہو اگر تو چاہے گا تو اپنے وقت پر اس کلمہ کا حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔!

بیان ستائیسواں۔ میرے جوگی اور معشوقہ خاص نواب سکندر صاحبہ کے جوگن ہونیکی تیاری۔

اس زمانے مین گانے والون کا مجمع پریون کا ہجوم میرے عشق کا ولولہ اور زمانہ شباب اسدرجہ
پر تھا کہ دن کی رات رات کا دن ہونا معلوم نہ ہوتا تھا خوش انداز گانے والے خوش رو بجانے
والون کے گانے بجانے کا شور ستار پکھاوج بجانیکی کثرت کا ہنگامہ میرے چار چار پانچ پانچ
پہر تک طبلہ بجانے کی صدا آسمان تک پہنچی تھی اور کوئی رنج و غم بجز معشوقون کے درد والم
نہ تھا معشوقون کو بھی سوا لہو لعب کے کوئی دوسرا کام نہ تھا بجز اس کے کہ عمدہ عمدہ کھانا کھانا لینا
نفیس نفیس پوشاک پہن لینا یا گانے بجانے مین مصروف رہنا خدا کے فضل سے رنج و غم کا
نام مثل عنقا کے تھا مین ہمیشہ شاہد عشرت سے ہم آغوش رہتا تھا فلک کینہ جو تنہائی
رشک و حسد سے حسرت کے آنسو ستارون کی آنکھون سے برساتا تھا حورین میری انجمن عیش و
عشرت کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتی نہین چارون طرف گھٹائین گھری ہوئی تھین بوندیون کے
موتی درختون کی پتیون کے سیپون پر لوٹ رہے تھے نسیم عنبر بو حضور باغ مین چارون طرف
پھولون کی خوشبو پہونچا رہی تھی عندلیبان غنچہ دہن طوطیان شیرین سخن گل سیوتی کی شاخون
پر چہچہا رہی تھین نو عمر باغبان بیلچے ہاتون مین لیے ہوئے چمنون کی آراستگی مین مصروف تھے
علی الخصوص کروندے کے درخت جو سر سے پانون تک پتیون اور پھلون مین لدے ہوئے
تھے اور سُرخ سُرخ پھل سبز سبز پتیون سے اپنا جلوہ دکھا رہے تھے گلاب کے تختون پر بھی
کیا خوب آب و تاب تھی درخت کی شاخون اور پتیونکی کثرت کا عجب حساب رکھا تھا چھوٹی
چھوٹی شاخین سر تا سر پتیون سے لدی ہوئی رنگترہ ہزارا کے درختون سے تمام چمن مین
آگ سی لگی ہوئی تھی کمرکھ کے درختون کا سایہ ظاہر کر رہا تھا جیسے سبز خیمہ باغ مین کھینچے ہوئے

ہین اِس باغ کے نو ایجاد چمنون مین سے ہر ایک مین ہزار ہزار درخت عجوبہ روزگار لگائے تھے جو ایک دوسرے سے جداگانہ تھا علاوہ انکے ایک چمن مین بالکل ناشپاتی کے درخت لگائے تھے ایک مین بالکل سیب کے درخت لگائے تھے جو معشوقون کے سیب زنخدان کو رشک کا داغ دیتے تھے ایک چمن مطلق شفتالو کے درختون کا تھا جسکے سامنے شیرین لبون کے آفتابی رخسارون کا بوسہ ہیچ تھا خاصکر ایک چمن کرندون کا جسکی پھل مثل معشوقونکے سیب زنخدان کی سفیدی اور سُرخی سے دو رنگی کا جلوہ دکھا رہے تھے ایک چمن امرود کا اور ایک نارنج ہزارہ کا تھا ایک نارنج ولایتی اور ایک شریفہ کا تھا جو معشوقون کے مِسّی آلود دانتون کے بوسہ کی شیرینی پر شرف لے جاتا تھا تعجب یہ ہے جملہ درخت باوجود مثل تاڑ کے تھے مگر ایک گز سے زیادہ بلند نہ تھے اور مہندی کی روش بھی نہایت خوش اسلوبی سے چمنون کے گرد لگائی گئی تھی ایک چمن ساونی کے پھولون سے بھرا ہوا تھا ایک چمن گل سیوتی کا تھا اسی طرح ایک نسرین کا جسکے سفید رنگ کے پھول سبز سبز پتیون اور شاخون مین آسمان کے ستارون کو رشک دینے والے تھے ایک تختہ چنبیلی کا تھا مثل عشاق کی شکستہ رنگین کے ایک چمن گل داؤدی کا جسکی زردی اور سفیدی مثل آفتاب و مہتاب کے سایہ کے جلوہ دکھا رہی تھی تمام باغ کے گرد ایک ہموار روش تھی جسپر تین بگھیان برابر گذر سکتی تھین اُسکے دونون طرف کیلے کے درخت جو مثل بیقرار مشتاقون کے اپنے بڑے بڑے پتون کے ہاتھ ایک دوسرے کی آغوش مین ڈالے ہوئے تھے اور اس روش پر اس طرح سایہ کر لیا تھا کہ اُسکا نام ٹھنڈی سڑک پڑ گیا خلاصہ یہ کیلے کے درختون نے پتون کے جھنڈ اس طرح سے آپس مین ملے ہوئے تھے کہ اُس مین دہوپ کا بالکل گذر نہ تھا اور اُسکے نیچے مین بیٹھا ہوا اُس یار گلعذار کے فراق مین اپنے دل پر داغ کو رشک لالہ زار بنائے ہوئے تھا اور مثنوی افسانہ عشق جو میری تصنیفات مین سے ہے میرے ہاتھ مین تھی یکایک جنون کے ولولے نے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجنونکی طرح عریانی مرغوب طبع ہوئی کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور اُسی حالت مین آئینہ دل کے جنون کو پُر گرد و غبار اور جگر و اغدار کو لالہ کی بہار کا رشک دینے والا بناکر سب کے سامنے نکلا سامان جو گیانہ کھلائے چمن کا رشک دینے والا جسم مین تھا جو داغہائے عشق سے سراسر آراستہ تھا موتیونکی خاک مثل سفیدی صبح صادق کے آفتاب رخپر لگی ہوئی تھی اور سیلی جو گیانہ جو شعاع

آفتاب پر طمانچہ زن تھی مع موتیون کے کنٹھے کے گلے مین تھی اور معشوقہ خاص نواب سکندر محل کا ہاتھ جو جوگن بنی تھین میری بغل مین تھا اور زیبا نعرہ ہوا تھا سبز رنگ کی بنارسی چادر دنکی گاتان جسم مین لپٹی ہوئی اور جلے ہوے معطر موتیون کی خاک چہرون پر ملے ہوئے بال پریشان کیے ہوئے جسکی خوشبو سے ہوائے باغ کا دامن معطر تھا گوشوارے اور موتیون کی لڑیان چاند سے رُخ پر چارون طرف پڑی ہوئی مثل ماہ وپروین کے جوگن کے ہاتھ مین ہاتھ گویا باغ حُسن کی بہار دو چمنون پر سایہ ڈالے ہوئے تھی اس محفل سرور کے حاضرین کیا مصاحب کیا ملازم کیا ارباب نشاط سب پر نشہ سرور نے ایسا اثر کیا دفعتہً ازخود رفتہ ہوکر سبھون نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اسی حالت مین تمام ساز کیا ستار درباب کیا سارنگی مردنگین طبلے سبھون نے بالاتفاق بجانا شروع کیے خوش آواز گانے والون نے اپنے نغمون کی صدا تابہ فلک پہنچادی جو لوگ وہان موجود تھے شدت سرور سے نقش بدیوار ہو گئے ہر ایک کی زلف جو اس پر پریشان تھی محفل کے رنگ نے کسی کے ہوش باقی نہین رکھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو روتہ رہی تھی اور کوئی دل ایسا نظر نہ آتا تھا جس سے حالت اضطرار مین بیتابی نہ ظاہر ہوتی ہو جوگی نے دوپٹہ زرنگار جنی مصالحہ دار اپنی کمر مین لپیٹا جسکے جلوۂ حُسن سے ایک تجلی ظاہر ہونے لگی جسوقت دوپٹہ کی گرہ کمر مین لگائی تو کمر کی باریکی نے جو تار نظر بلکہ اِس سے بھی سو درجہ زیادہ باریک تھی ماشاء اللہ چشم بددور سینہ اور شانونکی تیاری نے دوناکردیا رانون کی تیاری مثل سرو کے بلوارئی تنہ کے جلوہ گر تھی بس جوگی دونون جوگنون کے ہاتھ ہاتھ مین لیے ہوئے اُس محفل سے جہان ایک ہنگامہ مچ رہا تھا بسرعت تمام گذرگیا اور ہر شخص جو ہمراہ تھا اپنے آپ مین نہ تھا جو سامنے آیا ہوش باختہ ہوگیا ہر مرد و زن پر حالت خود رفتگی طاری تھی ہر در و دیوار قصر و بام بلندی درخت بلکہ دیکھنے والون کی نظر مین گویا عورت با جسم زار معلوم ہوتی تھی۔ ہر گلی و مکان ہر سمت و گوشہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی عورتون کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ تمام باغ پرستان نظر آتا تھا انیس الدولہ بہادر اور رضی الدولہ بہادر جو باغ کے دروازے پر آئے اِس عجیب تماشے کو چشم حیرت سے دیکھکر بیخود و متحیر ہو گئے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بدن و چہرہ پر خاک ملی اور ہمت باندھکر سامان جوگیانہ آراستہ کرکے با چشم گریان دل بریان قلب بیتاب پر ایک حالت طاری آنکھون سے آنسو بہتے

ہوئے جو ہاتھ مین لیکر دوڑے یہانتک کہ جوگی کے قریب پہونچکر دیکھا کہ راگ رنگ ہولے
برس رہا ہی جو دیکھتا ہی یہ خیال کرتا ہی یہ ایک پرستانی طلسم ہی پھر دن باقی تھا کہ سب اسی
حالت بیخودی مین باغ کے ایک سرے کیطرف قریب شام پہونچکر بیٹھے جادو آواز مغنیون
نے خیال (ناکر سانولا سے یاری ہین جوگن ہی رے) بھیرکی راگنی اور جنگلے مین گانا بجانا
شروع کیا اور خوب ہی گائے بجائے پھر جوگی ستون کی طرح بیراگن پر تکیہ لگا کر دہنا پیر
بائین ران پر رکھکر مثل دلیرون کے بلکہ شیر مست کے مانند بیٹھا ران اور سینہ کی
پہلوانی تیاری شانون کی سڈولی رخسارون کی چمک کیا بیان کی جائے جو دیکھتا تھا
بیخود ہو جاتا تھا دونون جوگنین جو انگور کے درخت کے پاس رقص مین مصروف تھین ایسی
ناچین گائین کہ گانے بجانے ناچنے اور دیکھنے والے سب از خود رفتہ و بیقرار ہوکر مصروف
اشکبار تھے ایسا سمان بندھا ہوا تھا کسی مین ہوش و حواس باقی نہ تھے شام کو جب
آفتاب غروب ہوکر چاند نکل آیا حضرت جوگی نے بے اختیار اپنے نشست گاہ سے اٹھکر
مع اس سامان پر فضا کے رفعت منزل مین بالائے نہر قیام کیا مہتابین روشن ہوگئین انار
گھن چکر ستارے تھپول ہوائی چرخی وغیرہ آتش بازی چھوٹنے لگی سامان برات کا سا
معلوم ہونے لگا۔ ہر شخص کے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کسی طرح حضرت جوگی کا جلوہ دیکھنا
چاہیے جو اس برات کا دولھا ہی تا آنکھون کا زیادہ حظ حاصل ہو ایک گھڑی رات گذری تھی
کہ حضرت جوگی پر کھنیا کی حالت طاری ہوئی جسکی پہلی جھانکی یا جھلک کی یہ ادا تھی دوپٹہ
چنپئی زرنگار مصالحہ دار لپٹا ہوا بغل کے نیچے سے لٹکتا ہوا داہنا ہاتھ سر پر رکھا ہوا
بایان ہاتھ خم کیا ہوا کمر پر ایک آنچل دوپٹہ کا منھ پر پڑا ہوا چونکہ دوپٹہ شبنم سے
بھی زیادہ مہین تھا جوگی کے پھول سے رخسارے اوسمین سے نمایان تھے جس سے دیکھنے
والون کا دل ہاتھ سے جاتا رہا دوسری جھانکی یا جھلک اسکے برعکس تھی ایک سرا دوپٹہ کا
داہنی جانب بغل سے لٹکتا ہوا بایان ہاتھ خم کیا ہوا سر پر داہنا ہاتھ خم کیا ہوا کمر پر ایک
سرا دوپٹہ کا اسی طرح رخسارے پر جو رشک مہتاب تھا اور اس سے جلوۂ رخ نمایان
جس سے شمع فانوس مثل تصویر کے آئینہ حیرت بن گئی تھی اسی طرح طرح طرح کے جلوے
نہایت خوبی سے اس طرح جلوہ نما ہوئے کہ دیکھنے والون پر حالت خودرفتگی طاری ہوگئی
جب جلسہ کا رنگ حد کمال تک پہنچ چکا حسینہ پری پیکر نے ناچنا گانا شروع کیا۔ اور

آدھی رات گذر گئی جہان کا رنگ بدل گیا مجلس برخاست ہوئی حیرت جاتی رہی دلون سے شعلے اُٹھنے لگے مہتاب نے اپنا رنگ جمایا ستارون نے اپنی آنکھین حیرت سے بند کرلین اب جو آنکھین کھولین تو آسمان نے دوسرا چکر کھایا تھا سچ ہے جہان کی نیرنگی ہمیشہ زمانے کا نیا رنگ رکھتی ہے کوئی حسب خاطر دم نہین مار سکتا چونکہ یہ رنگ طبع نو ایجاد کو بہت پسند آیا ہر سال ساون کے مہینے مین کئی سال تک یہی رنگ ہوتا رہا اور ہر مرتبہ ہی رنگ مچتا تھا"

بیان اٹھاسی۔ گولہ گنج چھوٹے صاحب طوائف کے مکان جانا۔

"ایک روز کا ذکر ہے مین پریخانہ مین بیٹھا ہوا تھا چھوٹے خان غلام رضا خان میری حضور مین حضوری کا شرف رکھتے تھے نجم النساء مرحومہ اور دوسری پریان رقص و سرود کی تعلیم لے رہی تھین ناگاہ آسمان پر ابر سیاہ نے گھیر کر تمام عالم کا محاصرہ کرلیا اور ایسا تیرہ و تار کردیا کہ اُس سیاہی سے شب دیجور رشک کرتی تھی اُسکے دیکھنے سے آدمیون کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے اور تمام جسم مین لرزہ پڑجاتا تھا آسمان کی سیاہی سے آنکھین بچی اور دلپر اختلاج طاری ہوتا تھا غلام رضا اور چھوٹے خان نے بر سبیل ذکر بیان کیا ایک عورت چھوٹے صاحب نامی گولہ گنج مین ہے جسکی صورت نہایت ہی پیاری ہے ڈیل ڈول بھی مناسب ہے مینے فوراً اشارہ کیا ہم تم ملکر اسیوقت بطور تفریح اُس طرف چلین غلام رضا اور چھوٹے خان نے عرض کی پیر و مرشد ملاحظہ فرمائین بوجہ تاریکی شب اسوقت سینہ مین دل بسمل کیطرح تڑپتا اور پریشان ہے اسوقت جانا مناسب نہین مین نے ارشاد فرمایا تم بڑے بزدل ہو انھون نے ناچار عرض کی بسم اللہ ہم دل و جان سے حاضر ہین اسیوقت تمام محفل جنھین میری حضوری کا شرف حاصل تھا رخصت ہوئے غلام رضا خان۔ چھوٹے خان۔ نجم النسا مرحومہ مع پریون اور بیگمون کے اس محفل مین حاضر رہی مین محل مین داخل ہوا پھر وہان سے دوسری راہ سے پریخانہ مین نزول اجلال فرما کر چوڑی دار تنگ پائجامہ اور انگرکھا بالا ئے چین کا پہنکر چادر لے کے ڈیڑھ گرہ کمر مین لٹکائی طپنچہ کی جوڑی زیب کمر کرکے اُسکا جھرمٹ نصف سر اور منھ پر ڈالکر دوپلی ٹوپی سادی کامدانی کی پہنی کہ ایک گوشہ بھون کا اس مین چھپا ہوا تھا تلوار بغل مین دبا کے داروغہ نجم النساء مرحومہ سے کہا میرے جانے سے کوئی آگاہ نہ ہو پس پریخانہ کی راہ سے اندھیری رات مین کھڑکی سے نکلکر گلی مین پہونچے جو خطرناک

مقام کی یاد دلاتی تھی پس دونون ہمراہیون نے عرض کی اس گلی کا بھیانک پن دیکھنے کے
قابل ہے اور روانگی عجب سامان کی تلوار ہاتھ مین انھین تذکرون مین مقام مقصود تک
پہونچے جو چھوٹے صاحب کی منزل کہلاتی ہے زینہ پر قدم رکھکر دو تین زینے طے کیے تھے اور
وہ دونون ہمراہ تھے کہ میری آمد آمد کی خبر وہان پہنچ گئی اس مطلوبہ کے مکان مین ہجوم عام تھا
بہت سے جوانان نو خیز ہر کارے شرارت انگیز وہان جمع تھے لیکن میرے دبدبہ و اقبال
سے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوئی اور اس جگہ ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر خود بخود دوسرے
زینے سے نیچے چلے گئے جو ہین ہم اُس مقام پر پہونچکر کرسیون پر بیٹھے کہ دونون ہمراہیون نے
انکے ساتھ اُس عورت سے کہا دھلی کے رسالہ دار یہی صاحب ہین اُس آفت جان نے
جو جلوہ جمال دیکھا ہزار جان سے فریفتہ ہوگئی عطردان کھولکر میرے عطر ملا پان کی گلوریان
اپنے ہاتھ سے بنا کر مجھے کھلائین مین نے ایک چالاک تماش بین کی طرح اُسکی نظر بچا کر وہ
پان جو اُسنے میرے منھ مین دیا تھا مُنھ سے نکالکر چھوٹے خان کے ہاتھ مین دیدیا اُسنے
دوسرا پان خاصدان سے نکالکر مجھے کھلا دیا اسکے بعد باپان مانگ کر اپنے ہاتھ سے بجانے
لگے اور اپنی تصنیف کی ہوئی غزل جھنجھوٹی مین خود گانا شروع کیا اُس پر ایک حالت طاری
ہوگئی کہ وہ اپنے آپ مین نرہی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اظہار تعشق کرنے لگی لیکن اس طرف
تساہل اور اغماز تھا اسکے گھر مین موتی نامی لی تھی مین اس سے اختلاط کرنے لگا ہرچند
اس طرف کمال بے تکلفی کا اختلاط مد نظر تھا مگر وہ نہایت منت و خوشامد سے کام لے رہی
تھی اسوقت ایک پہر سے زیادہ رات نہین گذرہی تھی لیکن مینے مصلحتاً دونون ہمراہیون
سے کان مین کہا جلدی میرے لیے چلنے کا کوئی مضمون تراشو جب یہ کلام اُن دونون
نے سُنا تو دونون طرف سے میرے ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا جب رخصت کا وقت ہوا تو وہ
دلبر دلدادہ بھی روتی ہوئی بادل بریان اُٹھی اور جینئی مصافحہ وار دوپٹہ اپنے سر سے
اُتار کر میری کمر مین لپیٹا اور ایک انگوٹھی اپنی ہاتھ کی دیکر کہا خیر اسوقت تو آپ میرے
دل کا خون کرکے جاتے ہین لیکن چاہیے ہے ؎

با شد کہ باز بینم آن ترک آشنا را

مین ہنوز بالاخانے پر تھا کہ عمر خان تھانے دار نے نیچے سر بازار آکر نئے اور قرنے کی آوازسے
اپنے آنیکی خبر کی لیکن اُس عورت نے اس کو بلطائف الحیل یہ کہکر ٹالدیا یہان کوئی نہین ہے

دروازے مین قفل دیدیا ہی یہان سے جا ؤ جب مین زینے سے نیچے اُترا تانگا بخش علی کی سواری
میرے سامنے آگئی پس مین نے بڑی چستی سے خود کو ایک دوکان مین چھپا دیا کہ میرے ہمراہی
بھی حیران ہو کر رہ گئے جب بخش علی خان کی سواری نکل گئی مین دوکان سے نکل کے
روانہ ہوا جب گولہ گنج کے چوراہے پر پہونچا تو دیکھا طلایہ نئے اور قرنے کا شور کرتا ہوا
میرے قریب پہنچ گیا ہی اس وقت مین کمر مین تلوار باندھنے کی سخت ممانعت تھی یہانتک کہ
روند کے آدمی اِس جوان رعنا کو شمشیر ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھکر دہنے بائین ہو گئے اور انکے
درمیان سے گذرنے کا اتفاق ہوا القصہ بعد ان باتون کے مع الخیر سب داخل پریخانہ ہوئے
چونکہ اندھیری رات تھی اور مجھے تمام رات کوچہ گردی مین گذری تھی بے تکلف پلنگ پر
لیٹ رہا اور سفید دولائی اوڑھکر غافل سو گیا معمولی عورتین اور خواصین حسب دستور
پلنگ کے نیچے پائنتی کی طرف بیٹھکر پاؤن ملنے لگین درحقیقت اِس زمانے مین والد ماجد
کی ممانعت پر اسقدر دلاوری کرنا رستمانہ کام تھا۔

بیان نواسی ۸۹ - کسی عورت کا چھوٹے خان کو چھوڑکر مجھپر فریفتہ ہونا۔

"ایک روز وزیر منزل جو مصاحبون کے تحت مین تھی اور انکی زیادہ نشست ہونے کیوجہ سے
وزیر منزل نام رکھا گیا تھا جو عقب شہنشاہ منزل سینبھل کے درخت کے قریب روبروئے
قبر شہیدی واقع ہے آراستہ کی تھی میرے چھوٹے خان کے درمیان مین شرط ہوئی تھی
ہم لوگون کی خوبصورتی کے امتحان کیواسطے ایک عورت بلانا چاہیے اُس زمانے
مین چھوٹے خان مصاحب خاص بھی مثل صنم پر عشوہ و ادا تھا اس سبب سے اپنی صورت
پر مغرور تھا اُس نے عرض کی پیرو مرشد مجھپر بھی ہزارون عورتین مرتی ہین جناب والا
مجھسے ہرگز مقابلہ نہ فرمائین مین ایک انداز مین اسکو آپنے خنجر ابرو کا مجروح بناتون گا ناحق
جناب والا طلب فرماتے ہین آخر اس کی غرض قبول نہ ہوئی اور یہ تدبیر ہوئی کہ ایسی
عورت بلانا چاہیے جو ہماری تمہاری صورت سے واقف نہ ہوا ور کبھی کسی جلسہ
یا محفل مین بھی نہ دیکھا ہو آخر ایک خوبرو خوبصورت عورت بلائی گئی چھوٹے خان
نے مثل دولہا آراستہ ہو کر دوپلی ٹوپی بانکی سر پر رکھی بابر لوٹ کا پر زر مصالحہ دار
انگرکھا اور زرد ریگا پاجامہ پاؤن مین پہنکر عطر مجموعہ ملا پاؤن مین خوشبودار

تیل لگایا پان وغیرہ کھا کر خود کو مالک مکان قرار دیکر اُس عورت کو بُلایا اور مجھسے پوشیدہ اس
عورت سے رابطہ محبت پیدا کیا مین نے اس سے کہا تھا تم پہلے ہر طرح اُسے اپنی کمند زلف
مین اسیر کرو جب وہ بخوبی تمھاری عاشق و مبتلا ہو جائے گی اس وقت مین خود کو ظاہر
کرونگا شرط کے مطابق پہلے اسنے تپاک کرنا شروع کیا یہانتک کہ وہ عورت بخوبی تمام چھوٹے
خان کی طرف مائل ہو گئی بلکہ اسکی اس طرح شیفتہ و فریفتہ ہو گئی جیسے معمولی کسبیون کا
طریقہ ہوتا ہے اس وقت مین صرف سفید چادر اوڑھکر اور سادی دوپلی ٹوپی سر پر رکھکر
اس کے سامنے آیا چونکہ رات تھی مین نے دیکھا نہایت اختلاط کے ساتھ چھوٹے خان اس
سے باتون مین مشغول ہے مین نے اپنے آنے کے وقت خود کو چھوٹے خان کا دوست
قرار دیکر سلام علیک کی آواز دی چھوٹے خان نے بھی وعلیکم السلام جواب دیا اور مجھسے
نہایت خبرداری کے ساتھ کہا جناب والا کہان تشریف رکھتے تھے آئیے یہان بیٹھے مین نے
جواب دیا چند روز سے مین تمھاری ملاقات کا ارادہ رکھتا تھا خدا کا شکر ہے آج ملاقات
ہو گئی دو تین روز اس شہر مین قیام کر کے شاہجہان آباد چلا جاؤنگا فقط تمھاری ملاقات کو
آیا ہون اس نے کہا اچھا کیا اس عرصہ مین مین نے دیکھا وہ عورت یا چھوٹے خان کیطرف
مائل تھی یا ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے چراغ کی بتی بڑھانے لگی جو اس کے سامنے رکھا تھا
اور مجھسے تھوڑی تھوڑی چشمک زنی شروع کی اور پاندان کھولکر دو پان مصالحہ دار بنائے
ایک چھوٹے خان کو اور دوسرا چھوٹے خان کی پشت کی جانب سے مجھے دیا مین نے اسکی
یہ حرکت پوشیدہ نہ کی بلکہ چھوٹے خان کی ظاہر مین وہ پان لیا یہ اعلان اس پر ناگوار
گذرا پھر اس نے چھوٹے خان کی پشت کی جانب سے میرے پاؤن پر ناخن مارنا شروع
کیے مین نے اس امر کی چھوٹے خان سے شکایت کی کہ دیکھو تمھاری عورت مجھے
رسوا کرے گی تم منع کرو اس کلمہ کو سُن کر وہ یا تو چھوٹے خان کے پہلو مین بیٹھی تھی یا وہان سے
اُٹھکر میرے پہلو مین آکر بیٹھ گئی چھوٹے خان نے تجاہل عارفانہ کر کے اسپر غصہ کیا کہ اے
نامعقول تو میرے پاس یہان آئی ہے تجھے دوسرے سے کیا کام اس اثنا مین مین نے
ستار بجانا شروع کیا اور اس نے واہ واہ کا آغاز کیا آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اس
عورت نے چھوٹے خان کا دیا ہوا روپیہ جسقدر تھا زمین پر پھینک دیا اور کہا مجھے اتنی
رات تمھارے یہان بسر کرنا دشوار ہے یہ کلام سُن کر چھوٹے خان کو نہایت غصہ آیا

غلام رضا خان وغیرہ مصاحبان خاص جو اس جگہ خفیہ موجود تھے انھون نے اس عورت اور چھوٹے خان کا غل و شور بخوبی سُنا کہ وہ گھر جانے پر آمادہ ہے اور چھوٹے خان روکتا ہے لیکن وہ نہین مانتی بڑی مشکلون سے رات بھر یہان مقیم رہنے پر رضامند ہوئی لیکن مجھسے کہا تم اپنے مکان کا پتہ بتا دو انشاء اللہ کل مین تمھارے مکان پر آؤنگی مین نے کہا۔ مین کل شاہجہان آباد چلا جاؤن گا۔ یہ کہکر اپنی خوابگاہ مین جاکر سو رہا صبح کو سُنا کہ اسنے ناراضگی سے رات بسر کی اور صاف صاف چھوٹے خان سے کہ دیا مین تم سے راضی نہین ہون!

بیان نوشتے۔ داروغہ امراؤ بیگم کا ملازم ہونا۔

"جب داروغہ نجم النساء بیگم مرحومہ نے وفات پائی تو اندر کے کامون کے انصرام کے واسطے امراؤ بیگم کو داروغہ میر محمد مہندی نے اندرون محل کی داروغگی کا خلعت دلوایا مین نے میر محمد مہندی کی خاطر سے اُسے ملازم رکھا لیکن اسوقت تک کبھی میری طبیعت اس سے نہین ملی داروغہ مذکورہ قدسیہ محل مرحومہ جو نصیر الدین حیدر کے محلون مین سے تھین اور ان کے بھائی حسین بیگ اور وفا بیگ کی بہن تھین جنھون نے اکثر مجھسے محبت کرنا چاہی لیکن ان کا کوئی افسون کارگر نہ ہوا بلکہ اکثر چار چار پانچ پانچ گھڑی میری بلا گردان ہوا کرتی تھین اور ہزارون فریب و جعلسازی سے اپنے کمند زلف میرے گلے مین ڈالنا چاہتی تھین مگر مین ان کے زلف کے دام مین گرفتار نہ ہوا بلکہ میرے اس کے درمیان مین ایک روز متعہ کی نوبت آئی تھی مگر متعہ نہین ہوا۔ یہ ابھی تک برائے نام اپنی خدمت پر سرفراز ہین اور انکا کاروبار متعلقہ جان نثار سرکار حضور ولی عہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علی خان کرتا ہے وہ محض بیکار ہین یہ ایک جسم سرخ سفید رنگ بھاری چہرہ لمبے ہاتھ پانون پینتیس ۳۵ برس یا اس سے کچھ زیادہ سن کی عورت ہین لیکن مین نے کبھی اُنسے محبت کا ذکر بھی نہین کیا۔"

بیان اکانوے ۔ داروغہ میر محمد مہندی کا خلعت اور خطاب پانا۔

اسی عرصہ مین میر محمد مہندی کو خلعت دیا گیا اور امیر الامرا میر محمد مہندی صاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز ہوئے انھون نے ایک آدمی منشی جعفر علی کو اپنی نیابت کا خلعت دلوایا اور چھوٹے خان کو کول خانے کی داروغگی کا خلعت دیا گیا شیخ محمد بخش انکی پیش دستی کی خدمت پر سرفراز ہوا غلام رضا خان کو خلعت عمارت عطا ہوا اُن کی پیشدستی کاشی رام کو ملی محمد ممتاز علی خان کو خزانہ ولیعہدی کی داروغگی کا خلعت ملا اور حسین علی بیگ کو محمد معتمد علی خان کے وسیلے سے شہنشاہ باغ ۔ قصر الخاقان ۔ جہان نما کی داروغگی عطا ہوئی مسعود علی بیگ کو علی نقی خان کے وسیلے سے حضور باغ مبارک باغ کی داروغگی مرحمت ہوئی چھوٹے خان کو بھی مع مکاندار کے اہتمام کے خاص مکان کی داروغگی کا خلعت دیا گیا ۔ ثابت علی خان کو مکان راس منزل ۔ مکان عاشقان پسند ۔ مکان معشوق پسند مکان محبوبان پسند ۔ قصر السلطان ۔ وغیرہ کی داروغگی کا خلعت مع نئے مکان درون کے اہتمام اور نگاہداشت کے عطا کیا گیا ۔ اس کے علاوہ ثابت علی خان ۔ غلام رضا خان محمد معتمد علی خان کو سکندر باغ کی تیاری کا خلعت دیا گیا فی الواقع یہ باغ جو بے شک بہشت تیار ہوا ہے ۔ اور بعد تیاری نواب سکندر بیگم صاحبہ کو عنایت کیا گیا جو انکی حیات تک انکے قبضہ اور تصرف مین رہا چونکہ انکا کوئی وارث نہ تھا اس سبب سے ان کے انتقال کے بعد پھر سرکار کے قبضہ مین آگیا ۔ غلام رضا خان ۔ محمد معتمد علی خان ثابت علی خان ۔ کاشی رام کو جب سکندر باغ کی تیاری کا خلعت دیا گیا ۔ تو ایک ایک طرف ایک ایک شخص نے اپنے اپنے اہتمام سے تیار کیا تھا اس سبب سے ایک سال کی مدت مین تیار ہو گیا ۔ ورنہ سات آٹھ برس مین بھی تیار ہونا ناممکن تھا پانچ لاکھ روپیہ اسکی تیاری مین صرف ہوا لیکن بہت ہی خوب عمدہ اور تحفہ بن کے تیار ہوا اس مین ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے جو اس قطعہ مکان کے وسط مین واقع ہوئی ہے اور سب علامات مسجد موجود ہین ۔ باہر کی طرف سے اس کے مینار دکھائی دیتے ہین اور قطعہ مکان مین کوئی فرق بھی نہین پڑا سبحان اللہ اسکا دروازہ ایسا عالی شان ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا مکان سے لب دریا تک ایک نئی سڑک ہوائی ہے اگر کوئی شخص

مکان کے اوپر سیر و تماشہ مین مصروف ہوتا ہے تو دریا دور سے معلوم ہوتا ہوا اور اس سڑک کے دونون جانب باغ کے درخت پھلے ہوے نصب ہین سبحان اللہ معلوم ہوتا ہی جیسے یہ سڑک کے واسطے لگائے گئے ہین سڑک کا عرض اتنا ہو کہ تین بگھیان برابر برابر بلا تکلف گذر سکتی ہین اور سڑک کے دونون پہلوؤن مین ایک ایک گز جگہ خالی پڑی رہتی ہے ''

بیان بانوے ۔ رہس دھاری کی تیار ہونا ۔

" ایک روز باغبان حقیقی نے فرش پر گل لالہ بچھائے تھے اور خلقت کے دل فرحت خوشی سے رشک لالہ زار بنائے تھے وہ ایسا دن تھا جسکی مثال شب عقد بھی نہین ہو سکتی اور پھولون کی خوشبو نے حضور باغ کو ہر چہار سمت سے معطر کیا تھا مین نے ناچ گانے صحبت سے فلک سیر کو زینت دی تھی پریون کو رہس دھاری تیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا رہس دھاری ایک ناچ کا سامان ہے ۔ ہندوؤن کے مذہب مین اسکی پرستش کی جاتی ہے ہزارون روپیہ وہ لوگ اسکی پرستش مین لگاتے ہین اس مین کنہیا اور اُن کے معشوقون کی شبیہہ اور ہیئت بنائی جاتی ہو حقیقت مین جیسا رہس میری سرکار مین تیار ہوا ہے ایسا کہین نہ تیار ہوا ہوگا سب پریون کو اُستادون نے درست کیا ہے یہ ایک فن ہے جس کے سات مرد میرے ملازمون مین سے بانی ہوے ہین انھون نے کنہیا اور ان کے معشوقون وغیرہ کی شبیہہ تیار کی ہے اُسکی تفصیل یہ ہو سلطان پری نے رادھا جی کا بھیس بدلا ہے جو کنہیا کی بڑی زوجہ ہین ماہرخ پری نے کنہیا کی صورت بنائی ہے ۔ سر پر مکٹ ہاتھ مین بانسری اور اُسکے دوسرے لوازمات جو کئی لاکھ روپیہ مین تیار ہوے تھے باوجود سب چیزین موجود ہونے کے صرف اُسکی درستی مین پانچ سو روپیہ صرف ہوا ہے مثل لوازمات پرستش اور ستار دنا وغیرہ کے جو اسکی آرائش کے واسطے خرید کیے گئے ہین اُسکی تفصیل سُننے والون کی سمع خراشی کا باعث ہے یاسمن پری عزت پری دلربا پری حور پری کنہیا کے دوسرے معشوقون کی صورت بنی تھین جنھین سنسکرت مین گوانشین کہتے ہین انکا ناچ مثل سنگیت کچھی اور برم کے ہے جو نام تالون کے ہین اس ناچ مین صرف کنہیا اور رادھا کے مباحثہ کی کیفیت ہے جو وصل فراق کی حالت مین ہوتا ہے ۔ جسے ہندی دوہرون مین بیان کرتے ہین ۔ چنانچہ دوہہ '' ۵

مور مکٹ کٹ کا چھنی کر مورلی اور مال
یہ بانک موہن بسے سدا بہاری لال

دوہرا زبانی رادھا[۹۲]

آؤ پیاری موہنا پلک ڈھانپ تو ہے لیون
نہ مین دیکھون اور کا نہ تو ہے دیکھین دیون

"در حقیقت مین ایسا جلسہ مینے کبھی نہین دیکھا یہ جلسہ صبح کو نہین ہوتا شام کے وقت ہوتا ہے جب یہ جلسہ تیار ہوا تھا تو مینے اپنے چھوٹے بھائی مرزا سکندر حشمت بہادر کو بھی تکلیف دی تھی اور وہ نہایت اشتیاق سے سرور مسرت حاصل کرنے کے واسطے فلک سیر مین داخل ہو کر شریک جلسہ ہوے سب پریون نے حنا کا عطر ملکر ہونٹون پر مسّی لگا کر ہزارون ناز و انداز کے ساتھ میرے تخت کے گرداگرد کرسیون پر بیٹھی تھین راگ و رنگ کی صحبت بمقدر پر لطف تھی کہ کسی کو کسی سے کام نہ تھا ہر ایک اپنی زبان سے واہ واہ کی صدا بلند کرتا تھا میرے بھائی مثل گل خندان میرے پہلو مین بیٹھے تھے شیشہ کے کنول رنگ برنگی مرد نگین جا بجا لگائی گئی تھین تخت کے چارون طرف پھولون کی چادرین ڈالی گئی تھین صاحبات محل کے دیکھنے کے واسطے چقین چھوڑی گئی تھین اور سب صاحبات محل چلمنون کے پیچھے سے دیکھ رہی تھے یہ پُر لطف و جانفزا جلسہ پھر رات رہے برخواست ہوا حاضرین اپنی اپنی جگہ گئے اور مین استراحت مین مشغول ہوا"

بیان ترانوے[۹۳] ۔ وزیر منزل سے جلوخانہ تک ہفت میلہ ۔

"ایک روز مین نے پریون کی خواہش کے موافق مینا بازار اور میلے کے واسطے حکم دیا چنانچہ میلے اور مینا بازار کا سب سامان پیشہ ورون نے لاکر حاضر کیا قرینہ سے جا بجا دوکانین آراستہ کی گئین جملہ شیرینی فروشون نے ہر قسم ہر رنگ کی مٹھائی سونے چاندی کے طباقون مین چنکر کمال رونق و سلیقہ سے لگائین جس نے اس مٹھائی کو خریدا جہان بھرکی شیرینی سے دل کھٹا ہوگیا ایک طرف ترکاری فروشون نے ہر قسم کی ترکاریون کو ٹوکرون مین قرینے سے سجا تھا۔ ولایتی میوہ فروشون نے سیب۔ بہی۔ ناسپاتی۔ پستہ۔ بادام وغیرہ نہایت عمدہ اور مرغوب طریقہ سے سجے تھے کہ سیب اور بہی کے مشاہدے سے معشوقون

کے سیب زقن یاد آتے تھے اور انار و ناشپاتی۔ . . . معشوق گلعذار سے سبقت لے گئے تھے پستہ بادام شیرین لبون کے لب وچشم سے مشابہ تھے ایک جانب بھنگ بیچنے والی عورتین ناز و انداز سے عشاق کے نشہ بڑھا رہی تھیں چرس تمباکو مشتاقون کے دلون سے دھوئین نکال رہا تھا۔ کبابیون کی دوکانین دل جلون کو تسکین بخشتی تھین اور زخمی جگر پر نمک چھڑکتی تھین کبابون کی آب و تاب مرغ و ماہی کے دلون کو کباب کرتی تھی ادرک اور لیمون کی ترشی مذاق جان مین نمک ڈالتی تھی تنبولیون نے پانون سے ہوشون کے منھ گل لالہ اور ارغوانی بنائے تھے کیون نہ ہو بکمال سرخروئی گلعذاران جہان سے دلبری مین گوئے سبقت لے گئے تھے ایک سمت نانبائیون نے کمال خوش ادائی سے شیرمال۔ کباب نہایت آبداری کے ساتھ چنے تھے جس کی بوئے روح پرور سے دماغ جان معطر ہوگیا تھا ایک طرف گلفروشون کی دوکانین طرح طرح کے پھولون سے رنگ رنگ کی ہوگئی تھین اور گلفروشون کی صدائین بلبل کے نغمون کی طرح نازنینان جہان کے کانون تک پہونچتی تھین۔ ابرکی اور مٹی کے رنگ برنگی کھلونے بیچنے والے چین اور ارژنگ کے کارنامون پر طعنہ زن تھے کھیل تماشے والے ہر قسم اور ہر طرح کے نہایت چستی و چالاکی سے اپنے کمالون کا اظہار کر رہے تھے ایک جگہ سانپ نیولے کی لڑائی تھی نہ اس کو اس سے خوف و خطر نہ اُس کو اس سے ضرر کا اندیشہ ایک دوسرے سے اس طرح لپٹا ہوا تھا جیسے عشق پیچان درخت سے لپٹا ہو دوسرا اس کا سر زمین پر رگڑتا تھا غالب مغلوب سے عاجز و عاری تھا۔ دیکھنے والون کو دونون کا خوف طاری تھا سب کے دل انکے کھیل سے لگے ہوے تھے اور ان دونون کی حفاظت خدا کو منظور تھی اس جانبازی کے طریقے سے اُسکا آذوقہ ہے ایک جگہ ایک صندوق قالب در قالب اور تہ در تہ بنایا تھا جس مین بظاہر تھوڑے سے پر رکھے ہوے تھے لیکن تماشے والا دیکھنے والون کی نظر مین کبوتر بنا کے دکھاتا تھا اس تمہید سے بازار مین بھیڑ ہو جاتی تھی ایک طرف نٹون کا علم جاننے والے جو ایران مین رسن باز اور نیرنج ساز مشہور ہین اور انکی عزت کی جاتی ہے ہندوستان مین بسبب زشت قومیت کے ایسے بازیگرون کو بڑا جانتے ہین۔ اس کھیل مین کئی آدمی تماشہ کرنے والے ہوتے ہین۔ اُن مین ایک ڈھول بجاتا ہے دوسرے آدمی جانتے ہین اس کے ڈھول کی آواز

مین سحر ہی جو نظر بندی کر دیتا ہے دوسرا نیزہ گاڑ کر اس مین ایک رسّی باندھکر اُس رسّی پر آتا
ہے اور ایک بھاری بوجھ سر پر لیکر دوڑتا ہے ننگی تلوار پر بھی کھڑا ہوتا اور چلتا ہے پھر قلابازی کھاکر
اسی رسّی پر آجاتا ہے کبھی اِس کھیل مین اپنا جسم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہین پھر
ملاکر از سرِ نو زندہ کرتے ہین بعضے دو چلے والی کمانون مین غلّے لگاکر چھوڑ دیتے ہین وہ غائب
ہو جاتے ہین اور جب کہتے ہین آؤ تو وہ چلے آتے ہین۔ جب کہتے ہین جاؤ تو چلے جاتے ہین
جب کہتے ہین کھڑے رہو تو وہ قائم ہو جاتے ہین اُس شعبدے کی ایک قسم یہان بھی ہے
انڈا ہاتھ مین لیکر غائب کر دیتے ہین اور پھر موجود کر دیتے ہین۔ اسکا کرنے والا سحر سامری ہیچ
سمجھتا ہے وہ کہتا ہے مین بوڑھے کو جوان انسان کو حیوان مرے کو زندہ کرتا ہون اور خستہ
تخم بوتا ہون جس سے اسی وقت درخت اُگتا ہے اور اس مین پھل لگتے ہین اُن مین کچھ لوگ
باتین کرتے تھے اور اُنکی عورتین اپنے حسن و جمال پر نازان تھین ایک مقام پر داستان گو
عشق و عاشقی اور قصہ خوانان تنومند عیاران پر فریب طلسم و حکایات جھوٹ سچ ملی ہوئی
مخلوق ماضی و مستقبل سے مشتاقون کا مجمع جمع کیے ہوے میدان یکتائی کے نعرے مارتے ہین
جو عقل و دانائی سے بہت دور ہے اُنکی تقریر سے بوالہوسون کے عشق نا قصہ مین جان آتی ہے
اور بہادرون کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ ایک جگہ جواری جوا کھیلنے مین مشغول تھے
بندقہ۔ مخرقہ۔ خرمہرہ کی عام جواریون پر غالب ہونے کے واسطے پانسہ پھینکتے ہین انکا
مقصد دوسرون کا پیسہ جیت لینا تھا اور مثل اپنے ہر جہار جانب شش و پنج مین تھے
جو لوگ اس فن مین مشتاق ہین وہ اپنے ساتھیون سے کھیل کے راز و نیاز مین مشغول تھے
چند آدمی چوسر شطرنج بچھائے تھے۔ ایک شخص نو تیرہ فرش سے لے رہا تھا بعض خود
کو سردار اور وزیر قرار دیکر بازی لڑائی کے مانند اور لڑائی کھیل کی طرح ظاہر کرتے تھے
یہ عجب طرح کا لینا دینا اختیار کیا تھا مفلس دم بھر مین مالدار تھوڑی دیر مین مفلس ہو جاتا
تھا اس فعل ناقص کے ذریعہ سے غریب امیرون پر ظلم کرتے تھے اور گناہون سے قطع
نظر کرکے تحصیل کی طمع مین اپنی قسمت کو مفلسون کی تقدیر سے زیادہ ذلیل کرتے تھے۔
اور اہل فتنہ و غا کی گوش سے قسم قسم کی خواری مین پڑے ہوے تھے لیکن محتسب
رشوت خوار اپنی جنگ و زرگری سے پیسہ لینے سے بازار کھوٹی کرتے تھے ہر مفسد و فاسد
سے ملتے تھے ہر چند شرع پروری بادشاہ دین پناہ کی خلاف شریعت امور کو رد کئے

والی ہے لیکن خود میرا بڑا دشمن اور عوام زشت قوم وتیرہ باطن جو شریرون اور نیکون مین دنیا
کے خیر و شر کی طرح مثل دو مغز بادام کے ملے ہوے تھے باوجود سختی محتسب و قاضی فعل
ناجائز کے مرتکب ہوتے تھے گناہون اور خصلت حیوانی کی بنیاد ڈالنے والے ہوکر اپنی زندگی
شیطان پرستی بھنگ نوشی شرابخواری مین بسر کرتے تھے یہ فرقہ مستان بادہ پرست
سرشاران بدمست کھانے پینے کی چیزون سے ہاتھ نہین اٹھاتا تھا ایک پیالے کے بدلے
جان دینے کو آمادہ تھا۔ ان سیاہ رویون کا شور و غل خم کی تلچھٹ اور مٹی مین ملے ہوے
زمین پر لوٹتا سر در سے خالی نہ تھا۔ اسی طرح مدک پینے والے اور خوش طبع افیونی جب
اپنے گروہ مین قدم رکھتے تھے تو چرا و سنرا کو بھلا کر اور غفلت مین غافل ہوکر بسر کرتے
تھے کوئی چرٹ پیکرا و تلمورہا تھا ایک شخص ہوش و حواس رخصت کرکے خود رفتگی کی
حالت مین ننگ دھڑنگ ہوکر اسرار مجذوبیہ ظاہر کر رہا تھا یا مثل جام کی قلقل سے ہنس رہا
تھا یا مینا کی طرح رو رہا تھا اور تر خشک پکی ہوئی مچھلی بھری کھنچی ہوئی پسی ہوئی کشتی چیزون
سے اپنی خواہش کے موافق کام لے رہے تھے زندون کے سامنے پار سائی تو آ ہی نہین
سکتی۔ اور زہد مثل ایک خشک و بدمزہ دوا کے ہے جو نہایت کڑوی ہے۔ اسی میلے
مین ایک شیر لائے تھے جو بکری کے تھنون سے دودھ پیتا تھا۔ اصحاب میلہ کو یہ عجائبات
کے دیکھنے سے حیرت پر حیرت ہوتی تھی۔ اور مین نے اسی ہنگامہ مین حور مثال پری تمثال
کہاریون کو زر لفت اور تمامی کے جوڑے اور بہت سا روپیہ میلے کے خرچ کے
واسطے عنایت فرمایا تھا اور وہ مشتری خصال زہرہ جبین کمال انداز و ادا کے ساتھ
ناز و غمزہ سے کرتی ہوئی بجلی کی طرح میلے مین پھرتی تھین صاحبان میلہ ان عشوہ گردن کو
ایسا زرق برق دیکھکر آئینہ کی طرح حیران رہ گئے بلکہ لفظ الامان زبان سے نکل گیا منجملہ
ما بدولت و اقبال مرکب حشمت اجلال ہاتھی پر سوار ہوکر دونون ہاتھون سے روپیہ لٹاتے
ہوے اور میلے کے وضیع و شریفون پر اپنا سایہ عاطفت ڈالتے ہوے سیر مین مصروف تھے۔
فقیر و بینوا کو اپنی بخشش سے بے نیاز کر دیا اور کاربردازان سرکار کو حکم دیا تھا کہ میلے کی کل
چیزین مع رکھنے والے برتنون کے دس گنی قیمت سے خرید کرلو تاکہ بیچنے والے مستغنی ہوجاین
اور یہ بے حساب بخشش صفحہ روزگار پر یادگار رہے منجملہ بازار کی خریدی ہوئی چیزین اعلی
حضرت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان حضرت محمد امجد علی شاہ نور اللہ مرقدہ

کی خدمت مین بطریق نذر و ہدیہ بھیجین انھون نے از راہ شفقت پدری فرمایا تمام
مینا بازار خرید لیا اور ہمین خبر نہ کی خیر جو ہوا وہ ہوا آیندہ اطلاع دینا شرط ہے"

بیان چورانوے ۹۴ - چودھوین شب کی صحبت۔

"بادشاہون نے رسم قدیم کے موافق اپنی نظر کردون کو ہر فن کی تعلیم دلوائی ہے اور اُسے
درجہ کمال تک پہونچانے مین بہت کوشش کی ہے منجملہ انکے بادشاہ دہلی محمد شاہ اور ابراہیم
عادل شاہ سلطان بیجاپور وغیرہ شاہان سلف نے اکثر جمیل و شکیل عورتون کو علم موسیقی
کی تعلیم دلوا کر گائن کے لفظ سے ملقب کیا ہے۔ لہذا ابد دولت و اقبال نے سنین سابقین
کا پابند ہو کر اکثر زہرہ جبینان ماہ تمثال کو فن موسیقی کی تعلیم کا حکم دیا جن کی نگاہ عاشقون
کی جان کے واسطے تیر ہے اور ان کے بالون کا موباف کالا سانپ ہے جو ڈسنے کو
زبان کھولے ہوئے ہے بھوین زہر آلود بچھو ہین جو ڈنک مارنے کو آمادہ ہین اگر
گانے پر آئین تو معجزہ داؤدی ظاہر ہو اور روحین جسم سے باہر نکلنے کو تیار ہو جائین
اگر ناچ کے کپڑے پہنین تو آتش پرست جبہ سائی کے لیے سرزمین پر رکھین انکی زرق
برق پوشاکین مرصع زیور دیکھنے والون کی نظرون کو خیرہ کر کے حکیم مقنع کے نیرنگ
و شعبدہ اور شمس و قمر کی روشنی ظاہر کرین ناچنے کے وقت ناہید دائرہ ہاتھ سے پھینک کر
یہ افسون سیکھنے کے لیے منت کرے اگر اپنے جامہ کا دامن اُٹھائین طاؤس نگارین
تابعدار ہو جائے یہ ترکانہ ادا سے جان لینے والی اور مسیحانہ کلام سے روح بخشنے والی
ہر بارہ گھنٹے مین ہر بارہ مقامون پر نئی نئی آوازون سے کام لیتین کہ لیل و نہار کی
بوقلمونی نمایان ہوتی اور جب ناچنے کے واسطے ہاتھ اُٹھاتین تو مثل مچھلی ہوا مین تیرتین اگر
کمر پر ہاتھ رکھتین تو دریائے حسن کے غوطہ زنون سے ملجاتین انکے ایک طلب کے اشارے
مین دیکھنے والون کی نقد جان بیعانہ ہو انکا ناز ایک آبدار شمشیر ہے مستی آلود لب مع پانکی
سُرخی کے شفق کی بہار ہے جب مین نے انھین اس فن کی تعلیم کے واسطے حکم دیا تو تھوڑے
عرصہ مین اُن پری پیکرون حور نژادون نے اس فن مین ایسی مہارت پیدا کر لی کہ اگر اس
فن کے اچھے جاننے والے مثل تان سین و بیجو کے اُسوقت ہوتے تو اپنے کیے کو ناکردہ
سمجھتے ایک روز چودھوین تاریخ جب چاند درجہ کمال پر تھا مین نے اس فن کے کاملون کے

حاضر ہونے کا حکم دیا اور فرمایا طرح طرح کے کھانے لذیذ و خوش ذائقہ اور جس چیز کی ضرورت ہو
سب مہیا کرو الحاصل شام کو سب نازنینیں بھی در دولت پر حاضر ہوئے جب محفل جمع
ہو چکی تو ان سیمتنوں میں سے ہر ایک سنتار بجا کر لولیٔ فلک کو سرشار کر دیا کسی کی یہ مجال
نہ تھی جو ان مہوشوں کی کسی حرکت پر نکتہ چینی کرے یا کوئی سقم ظاہر کرے ان سب میں
خصوصاً سلطان پری نے اپنے کمال کا ایسا اظہار کیا کہ عشق کی نوبت پہونچی سب اہل کمال
نے متفق ہو کر کہا یہ علم موسیقی کی تعلیم نہیں سحر سامری ہے"

بیان پچانوے[95] ۔ کرم بخش امیر بخش والی پر عاشق ہونا اور دوسری کسبی عورتوں کا مجھ پر فریفتہ ہونا اور میرا قبول نہ کرنا۔

"ایک روز تمام آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں میں ناچ گانے کا لطف
اُٹھا رہا تھا اس صحن میں مسماۃ مینڈو محل والی جو نصیر الدین حیدر مغفور کے محل میں گانے
والیوں کے زمرے میں تھی اور انکے انتقال کے بعد کسب کا پیشہ اختیار کیا تھا پینتیس[۳۵] برس کی
عورت ہوا اسنے اس سے بھی دوستی کی تھی آخر غلام رضا خان اور چھوٹے خان کے ہمراہ
برسات کی فصل میں اور شب تیرہ و تار میں بہزار خرابی و جستجو آئی تھی میں نے اسے اپنے حضور
میں حاضر ہونیکا افتخار بخشا اور چھ ماہ تک بڑے کر و فر سے وہ حاضر ہوتی رہی لیکن سن دار
ہونیکی وجہ سے ترک ملاقات ہوئی میں نے اسباب اور کپڑے دو[۲] ہزار کے اسکے حوالے
کیے ہر چند اس سے ملاقات ترک کرنا بار تھا لیکن اس ہندی مثل کے موافق سے دو ہاتھ
سے تالی بجتی ہے۔ کیا کرتی پس اسکے چند روز بعد پیاری عمدہ خانم والی سے جو بھنگی تھی اور
اسی خطاب سے مخاطب تھی مینے محبت کی اور ہزاروں روپیہ اسے کھلایا لیکن بھنگی ہونے
کیوجہ سے چھوڑ دیا اسکے بعد بانو فرخندہ والی سے وہ بھی نصیر الدین حیدر مرحوم کے محل میں
گانے والیوں میں تھی محبت کی بنا ڈالی وہ مجھ پر فریفتہ تھی ایک برس تک بجز میرے یہاں کے
کسی دوسری جگہ نہیں گئی لیکن اس سے بھی کبر سنی کے سبب سے ملاقات ترک کرنا
پڑی مگر وہ میرے فراق میں زار زار روتی تھی آخر ناچار ہو کر محمد رضا خان سے متعہ
کر لیا لیکن ہنوز مصاحبوں کے فرقہ میں میرے ایک محل کے یہاں ملازم ہے اور مجھے
اب بھی گھر پڑنے کا پیغام دیتی ہے لیکن میں قبول نہیں کرتا اسی طرح چھوٹی گوہر

بھی مجھپر عاشق ہوکر ایک برس تک محبت کرتی رہی اکثر غلام رضا خان کی معرفت راہ و رسم
پیغام اور بات چیت کا سلسلہ قائم رہا پر خدا جانے کسوجہ سے گھر نہین پڑی اس سبب سے ترک
ملاقات ہوئی اس سے قبل مسماۃ ولایتی ساکن حسین آباد جواب تک مجھپر شیفتہ ہے اور مین
فن علم موسیقی سے لاعلم ہونیکی وجہ سے قبول نہین کرتا ہون اسکے بعد امراؤ چھوٹی خانم والی
بھی میری خدمت مین آئی تھی چونکہ مین اس زمانے مین بیمار تھا اسوجہ سے اس سے صحبت نہ کی
اسکے بعد کنہیا کاما والی بھی ایک مدت تک مجھپر فریفتہ رہی چونکہ مینے قبول نہ کیا تا چار وارد غہ
عمارت حسین آباد احمد علی نامی کے گھر پڑ گئی۔ ہنوز اسکے گھر مین موجود ہے اسکے بعد بخشی کسبی عورت
جو نہایت سیاہ فام اور موٹی عورت تھی مگر گاتی خوب تھی شاید ایک یا دو مرتبہ میری حضور
مین حاضر ہوئی ہے چونکہ بد شکل اور بوڑھی تھی مین نے اسے اپنے گھر مین رکھنا قبول نہ کیا
اسکے بعد چلیہ میا والی صرف ایک مرتبہ رات کو میری حضور مین حاضر ہوئی تھی اسکے بعد
بندی جبشن والی جو حیدر حسین خان پیشدست داروغہ دیوانخانہ سلطانی سے محبت رکھتی
سہواً میری خدمت مین آگئی پھر مین نے اس سے ترک ملاقات کی بلکہ یقین ہے وہ پیشدست
مذکور سے ملاقات رکھتی ہوگی اسکے بعد اچھی گلزاری مل والی جو عرصہ دراز تک میری
محبت مین مبتلا رہی مگر مینے قبول نہ کیا آخر ناچار ہوکر کسی کے گھر بیٹھ گئی اسکے بعد علی جان
منگی جان والی نے مجھسے محبت کرنا شروع کی اور بھری محفل مین عین رقص و سرود کی حالت مین
مجھسے اشارے کرتی تھی کبھی میرا ہاتھ پکڑتی تھی کبھی میری تصنیف کی ہوئی غزلون اور
ٹھمریون کے تعویز بنا کر اپنے گلے مین ڈالتی تھی کبھی روتی تھی کبھی مجھے میرے گھر پڑنیکا پیغام
دیتی تھی ہمیشہ عرض کرتی تھی مین بھی پریون کے زمرے مین شامل کر لی جاؤن اس سبب
سے مجھے بھی اسکا خیال تھا اور میری خواہش تھی کوئی سبب ایسا ہو مین اُسے گھر بٹھالون
اُسی زمانہ مین کرم بخش امیر بخش والی کا آغا حسن پر عاشق ہونا اور امیر بخش کا ناراض ہوکر
محکمہ مرافعہ شرعیہ مین جانیکی خبر میرے کانون تک پہونچی۔ اُسی زمانے مین میر علی حسین
پیشدست داروغہ میر محمد مہندی میرے ملازم تھے اور انکے کل کاروبار متعلقہ انکے ہاتھون
انجام پاتے تھے اور یہ آغا حسن اُنھین میر علی حسین کا برادر عینی ہے اور اب کرم بخش
امیر بخش والی اسکے عشق مین محکمہ مرافعہ مین بیٹھی ہے چونکہ محمد معتمد علی خان کو گانیوالی
عورتین میری حضور مین پیشکش کرنے کا بہت خیال تھا اسی وجہ سے خان مذکور

کی خواہش تھی کہ کرم بخش امیر بخش والی کا مقدمہ بالا بالا اپنے طریقہ سے درست کرین اور آغا حسن کے عشق کا سلسلہ کاٹکر میرے گھر مین داخل کرین اسیطرف ثابت علی خان کو بھی یہی خیال تھا اور وہ علی جان ہنگی والی کی حاضری کے لیے مستعد تھے لہذا مینے دونون کو حکم دیا تم دونون آدمی دونون عورتون کا مقدمہ درست کر کے حضور کے سامنے حاضر کرو چونکہ علی جان ایک سوار پر عاشق تھی میرے گھر پڑنا قبول نہ کیا لیکن مجھے سخت حیرت ہوئی کیونکہ یہ عورت اکثر محبت آمیز کلمہ میرے سامنے کہا کرتی تھی اور خود میرے گھر بٹھانے کے لیے مجھے سخت قسمین دیتی تھی پروردگار اب کیا ہوا جو مجھسے ناراض ہے لیکن پھر اپنے دل مین کہا جب تیرے سامنے آئیگی تو یہ پوشیدہ راز تجھ پر ظاہر ہوجائے گا لیکن وہ زندان مرافعہ مین قید تھی اسکے آنے کی کوئی صورت نہ ہوئی انشاء اللہ تعالی اسکا تذکرہ اپنے موروثی تخت پر جلوس فرمانے کے بعد سامعین کی خدمت مین عرض کرونگا لیکن مینے کرم بخش امیر بخش والی کو شیخ حسین علی کے اور نجف علی شاعر اور چھوٹے خان کے ذریعہ سے بہ دقت و دشواری زندان مرافعہ مین محبت آمیز خطوط بھیجکر اپنی کمند محبت مین اسیر کیا اس طرف آغا حسن کو بلا کر بہت کچھ سمجھایا اس جلسانے پہلے تو اقرار کیا لیکن یہانسے جا کر ایک عرضداشت متضمن نالش میرے جبر و تشدد کی حضرت جنت مکان کی حضور مین گذرانی وہان سے حسب دستور مستمرہ شرعیہ ارباب مرافعہ کو تاکیدی دستخط قدغن بلیغ کے ساتھ پہونچے دستخط کا مضمون یہ تھا"

"اگر شاید مرزا ولیعہد بہادر کی سرکار کے اہالی کرم بخش کے مقدمہ مین سعی و سفارش کرین تو ہرگز نہ سنی جائے اور کرم بخش امیر بخش کے سپرد کیجائے آخر اسی طرح عمل مین آیا کرم بخش اپنی مان امیر بخش کے پاس بھیجدی گئی مین نے ہرچند ایک مہینہ تک بہزار دلجوئی و تشفی کرم بخش کو سمجھایا کہ امیر بخش تیری صحبت کے قابل نہین رہی وہ تیری دشمن و مدعی ہوگئی ہے اسی طرح مین نے بہت کوشش کی اور وہ بھی میرے گھر پڑنے پر راضی ہوگئی اور آغا حسن کا دعوی باطل ٹھیرا لیکن اس نالائق نے امیر بخش کے کہنے کو نہ مانا اور مجھکو غمگین و محزون کیا"

"اب اسکے گھر جانے کی کیفیت سُنیے جب کرم بخش مرافعہ سے امیر بخش اپنی والدہ کے گھر آئی تو آغا حسن کے ہاتھ نہ لگی سُنا گیا اس کے دوسرے روز آغا حسن نے

خفیف ہوکر چار پانچ تولے افیون کھائی چونکہ سخت جان تھا ہنوز بقید حیات ہی بعد ازان مین نے علی جان اور کرم بخش کے مقدمہ مین بعض اراکین سلطنت کے یہان ثابت علی خان اور محمد معتمد علی خان کی معرفت بڑی بڑی سفارشین اٹھوائین پانچ سو روپیہ بھی یکمشت آغا محمد کو جو ارباب مرافعہ مین سے ہی پیشکش کیا اسنے روپیہ قبول بھی کیا لیکن مجھے میرے مطلب تک نہ پہونچایا۔ کیا عرض کرون مین ارباب مرافعہ کے ہاتھ سے کسقدر تنگ ہوا ہون اپنے چند خطوط مُہری مثل محبت نامہ کے اپنی مطلب براری کیحالت مین ممنون و مشکور ہونے کے بھیجے لیکن اُن مین سے ایک بھی کارگر نہ ہوا اس سبب سے میرے دلپر بہت سے داغ پڑ گئے کئی ہزار روپیہ مرافعہ اور محکمہ ہذا مین صرف کیا اور سب صاحبون نے کہا لیکن مجھے میرے مطلب پر نہ پہونچایا مین بھی والد کے خوف سے کچھ نہ کہہ سکا خدا کوئی ایسا سبب پیدا کرے کہ درمیان سے جدائی کا پردہ ہٹ جائے"!

بیان چھیانوے۹۶ - بندی عمدہ والی کا عاشق ہونا۔

"مین ماہ رمضان المبارک مین سحری کھاکر سویا تھا کہ محمد علی معتمد خان نے خلاف وقت حاضر ہوکر میری ٹلکر دبائی جب مین نے بیدار ہوکر دریافت کیا اسوقت تو نے جگاکر کیون تکلیف دی اُس نے عرض کی ایک عورت بندی عمدہ والی جناب کے عشق مین مبتلا ہوکر جہان نما مین آکر بیٹھی ہے چونکہ اُسپر پہلے ہی سے میری نظر تلطف تھی اسیوقت مکان مذکور مین گیا دیکھا وہ بیٹھی ہوئی ہے مجھے دیکھ کے دوڑ کر میرے گلے چمٹ گئی مین نے بھی اسے اپنے گلے لگالیا آخر احوال دریافت کیا تو اسنے جواب دیا مین مجرے کے بہانے سے یہان آئی ہون اگر میری والدہ یہ سُن لین تو مجھپر بہت غصہ کرین مین نے کہا اسکے بعد کیونکر ملاقات ہوگی اُسنے کہا ماتم کے دن ختم ہونے کے بعد (جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کی شبین تھین) خود کو تم تک پہونچاؤن گی مین نے قبول کیا اسروز سے اس کی محبت کے تیر نے میرے دل مین راہ کرلی خدا کرے بیچ سے مفارقت کا پردہ جلد دور ہو اور اس درمیان مین بھی چند بار اس سے ملاقات ہوئی لیکن بوجوہات چند در چند گھر بٹھانے کا اتفاق نہ ہوا"

بیان ستانوےؔ ۔ امیر بخش کسبیہ فرخ آبادی کا میرا ملازم ہوکر حضور باغ کے کمرے پر مقیم ہونا پھر ترک ملاقات ۔

"اس عرصہ مین امیر بخش ایک عورت کسبیہ میری اہالیون مین سے ایک کی معرفت میری نوکر ہوکر میری عاشق بنی اور حضور باغ کے بالک کے کمرے پر ٹھہرائی گئی مینے چھوٹے خان کی معرفت آسائش کا لوازمہ اور اسباب مہیا کر دیا اکثر وہان میری نشست ہوتی تھی اور اکثر وہین ناچ گانے کی محفل ہوتی تھی پریون نے یہ سنکر شور و غل کیا اور معشوقہ خاص وغیرہ سے بہت بڑا فساد ہوا ۔ اور وہ ایک مرض مین مبتلا تھی لہذا مین نے اس سے ملاقات ترک کر دی ۔ الحمد اللہ و المنہ" !

بیان اٹھانوےؔ ۔ آراستہ ہونا اور پانچ پریون کا بیگم ہونا اور مردانہ خواصون کا ملازم ہونا ۔

"ایک روز مینے محفل آراستہ کی جہان پھل دار درخت گلستان کے چمنون مین ہوا کے جھونکون سے رقص کر رہے تھے طاؤسان طناز انکا جواب بنے رہے تھے حضور باغ شہنشاہ باغ مین چارون طرف لیمپ روشن تھے قصر الخاقان کے چبوترے پر فرش بچھوایا گیا تھا پریان کوچ اور رنگون پر جلوہ آرا تھین مطربان خوشنما مغنیان نغمہ سرا گانے بجانے مین مصروف تھے مین نے اسی جلسہ مین رشک پری کو ملکہ ماہ عالم معشوقہ خاص نواب شہزادہ بیگم صاحبہ شہنشاہ پری کو مشفقہ جہانی حسن آرا نواب شہنشاہ بیگم صاحبہ سردار پری کو شفیقۃ الزمانی مہ لقا سردار بیگم صاحبہ سرفراز پری کو عاشقہ خاقانی انجمن افروز سرفراز بیگم صاحبہ سکندر بیگم کو حبیبۃ السلطان مکرمۃ الزمانی سکندر بیگم صاحبہ دلدار پری کو محبوب خاص عاشق نامدار دلدار بیگم صاحبہ دلربا پری کو بزم افروز دلربا بیگم امیر پری کو خورشید لقا امیر پری حور پری کو جانجہان حور بیگم خطاب عنایت فرمایا باقی اپنے خطابون پہ بدستور قائم رہین اسی عرصہ مین ان سب کو باہر کے مکانون مین سے ایک ایک مکان برائے استقامت مرحمت فرمایا اور ہر ایک بیگم کیواسطے چار چار نفر مردانہ خواص مقرر و معین فرمائے اور بیڑ زرچتریان انکی آرائش کے لیے عنایت کین چونکہ مین معشوقہ خاص کا عاشق تھا ہمیشہ اس کے روپیہ کی تحویل اپنے پاس رکھتا تھا وہ بھی اچھے اچھے

کپڑے تیار کرکے مجھکو پہنائی تھی اور میں ہر صورت میں معشوقہ خاص ممنون و مشکور تھا اُسی کے
صلہ میں کئی ہزار ماہواری منافع کے چند قطعات نوٹ جو والد ماجد حضرت جنت مکانی سے
سامنے سے میرے نام معاف وہیں تھے مینے اسکے نام معاف فرمائے اور بہت سا زر و جواہر
بھی عنایت فرمایا جسکی تفصیل موجب تطویل ہے اُسی زمانے میں مرزا حسن نامی مولوی کو جو غلام
رضا خان کی معرفت ملازم ہوا تھا بیگموں اور پریوں کے سبق دینے کے واسطے مقرر فرمایا
اور ایک یہ قطعہ مکان علیحدہ مکتب خانے کے واسطے تجویز فرمایا چنانچہ ہر ایک نے اپنی لیاقت کے
موافق علوم شرعیہ کی تحصیل کی اور میرے تخت آبائی پر جلوس فرمانے کے زمانے تک
سلسلہ جاری رہا اُسی زمانے میں سرفراز و پارے والی جسکا تذکرہ نواب نشاط محل کے
کے بیان میں آچکا ہے پانچ سو روپیہ ماہواری پر میری ملازم ہوئی اور حضرت جنت مکانی کی
رحلت اور میرے تخت آبائی پر جلوس فرمانے تک میری ملازم رہی۔"

تیسرا باب

بیان ننانوے ۹۹ ۔ حضرت جنت مکان کی رحلت اور میرا اجلاس فرمانا۔

"جب میرے والد حضرت جنت مکان راہی گلزار جنان ہوئے اور اس غم جانکاہ سے
زمانہ تیرہ و تار ہوا یعنی غم و الم سے ملازموں نے گریبان صبر جیب سحر کی طرح پھاڑ ڈالے گلستان
لکھنؤ جو حقیقت میں رشک دہی باغ ارام ہے سموم غم و الم سے مثل گلزار خزان رسیدہ
کے ویران ہوا طائر راحت آشیانۂ دل سے اوڑ گیا ہوائے آرام آدمیوں کے حرم جان
سے بھاگ گئی صدف چشم آنسو کے موتیوں سے بھر گئے صداے آہ و بکا سے کروبیاں کے
کان بھرے ہو گئے ہر سینہ دست ماتم سے آشنا ہوا۔ آہوں کے دھوئیں سے آسمان کے
نیچے ایک اور آسمان پیدا ہو گیا اشکوں کے سیلاب نے نوح کا طوفان ظاہر کیا بالخصوص
بندہ جو اُن جناب سے عشق رکھتا تھا اُن کے فراق کا صدمہ سوہان روح ہو گیا دل
بیتاب مشغل گریہ و زاری سے ایکدم خالی نہ تھا ناگاہ اقبال کا ہما اوج پر آیا ستارۂ نیک
ماہ منیر کی طرح جلوہ گر ہوا باغبان گلشن ایجاد نے چاہا گلزار لکھنؤ کے پھول از سر نو
تر و تازہ بنائے اور نئے سرے سے تاج و تخت کو زیب و زینت بخشے اُس زمانے میں
میرا دل اس سیاہ گلشن جہان کی خبر مفارقت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور

عندلیب روضہ رضوان کی خار مہاجرت سے درد جگر ترقی پر تھا اسوقت رات بھی چار گھڑی گذر چکی تھی انگریزی چپڑاسی یعنے صاحب کے فرستادہ نے آ کر عرض کی بڑے صاحب نے کہلا بھیجا ہو چھوٹے صاحب حاضر نہیں ہین لہذا مالک صاحب بندگان والاشان کی ہمراہی کے لیے حاضر ہین انکے ساتھ تشریف لائیے الحاصل مین اُسی حزن وملال کی حالت مین ناچار نقرئی بوچہ پر سوار ہوکر روانہ ہوا وہ وقت بھی دید نی وقت تھا سب جان نثار ہالہ کی طرح اس بوچہ کو گھیرے ہوئے تھے اسکا پایہ نہین چھوڑتے تھے جسوقت مین گلستان ارم مین داخل ہوا تو بڑے صاحب سے گفتگو ہوئی اب اس مشیر خلد کو کس لقب سے یاد کرنا چاہیے مین نے کہا میرے جدامجد کا لقب فردوس منزل تھا اس بلبل جنان کو جنت مکان کہنا چاہیے اسکے بعد مین نے بارادری پر آ کر دوگانہ ادا کیا اور مجتہد العصر والزمان نے اپنے ہاتھ سے میرے سر تاج رکھا اس کے بعد مین تخت پر جلوہ آرا ہوا اور جس قدر ارکین سلطنت حاضر تھے سب نے نذرین پیش کین سلامی کی توپیں سر ہوئین مین نے لحظہ بھر تخت پر توقف کیا ازبسکہ رنج جانکاہ تھا اور مجھے ایکدم بھی رونے سے فرصت نہ تھی لہذا ایک مکان جو بارہ دری کے پچھواڑے واقع ہے وہان جا کر آرام فرمایا چونکہ اس رات کو معشوقون اور پریون سے دفور تھا لہذا محمد معتمد خان کے ہاتھ ایک ایک انگوٹھی ہر ایک بیگم اور پری سے بطور نشانی منگواکر اپنے گلے مین ڈال لی دوسرے روز سب مصاحبان خاص وغیرہ کو عمدہ تلوار دن خلعتون اور معقول خطابون سے سرفراز فرمایا چونکہ اس زمانے مین میرے اُستاد امین الدولہ بہادر مدار المہام تھے اور مین علی نقی خان کو یہ عہدہ دینے کا خیال رکھتا تھا اس وجہ سے انھین خطاب سے سرفراز نہ فرمایا کہ سمجھا جائے گا۔ خطابون کی شرح یہ ہے غلام رضا خان رضی الدولہ مرضی الملک غلام رضا خان بہادر ہزبر جنگ چھوٹے خان انیس الدولہ مونس الملک خانہ زاد خان بہادر بیجو خان وباجد الدولہ بہادر ثابت علی خان ثابت الدولہ بہادر غلام یداللہ خان قطب الدولہ مفتاح الملک مونس دل پذیر محمد قطب علی خان بہادر قائم جنگ مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ سلطنتہ کے خطاب سے ممتاز و سربلند ہوئے باقی مصاحبون کے وہی خطاب ہین جو لکھے گئے واضح رہے کہ ہر خطاب کے آخر مین لفظ مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ سلطنتہ ضرور تھی اسی طرح شیخ غلام علی بہادر الدولہ میر اکبر علی جواب پسندیدست

مصلح السلطان ہے اکبر الدولہ کے خطاب سے سرفراز ہوئے باقی اور شخصون کو حسب مراتب وموافق لیاقت خطاب عنایت ہوئے خواجہ سراؤن کو بھی مفصلۂ الذیل خطاب مرحمت ہوئے محمد معتمد علی خان کو دیانت الدولہ متدین الملک ہمیشہ کے لیے محمد بشیر علی خان کو بشیر الدولہ مبشر الملک ہمیشہ کے واسطے محمد ریحان علی خان کو گلبن الدولہ بہار الملک محمد ریحان علی سرسبز جنگ خطاب مرحمت ہوا میری ولیعہدی کے زمانے مین دیانت الدولہ بہادر کی معرفت ایک دوسرا خواجہ سرا حبشی نژاد ملازم ہوا تھا اسے بھی احسن الدولہ محسن الملک خطاب دائمی عنایت ہوا یہ ایک لائق صاحب علم ذی فہم فارسی دان عربی شناس نیک طینت مرد ہے اور حاجی محمد ہلال علی خان کو زائر الدولہ خطاب مرحمت ہوا اسی طرح میری ولیعہدی کے زمانہ مین ایک خواجہ سرا حبشی نژاد نواب سلیمان محل صاحبہ کے یہان سے آیا تھا یہ بھی مبارک الدولہ خورد کے خطاب سے سرفراز ہوا امر ض الدولہ بہادر کو ایک گھنگھور نامی پلٹن کی افسری کی خدمت ملی جس مین چار سو انگریزی سوار مین جنھین ترک سوار کہتے ہین اور وہ موسوم بہ رسالہ باڈی گارڈ ہے افسر الدولہ بہادر توپ خانہ نگریا اور بالک گنج کی خدمت پر سرفراز ہوے غلام حسن خان برادر منشی رضی الدولہ بہادر کو وحید الدولہ خطاب دائمی عنایت فرما کر دواب خانہ سلطانی کی داروغگی کی خدمت مرحمت ہوئی وہاج الدولہ بہادر میگزین سلطانی کی خدمت پر ثابت الدولہ بہادر تمام گنجیات کی خدمت پر قطب الدولہ بہادر کچہری سلطانی کی خدمت پر مفتخر و سربلند ہوئے فیروز خواجہ سرا کو فیروز الدولہ بہادر خطاب عنایت فرما کر نظارت محلات و وثیقہ داری کی خدمت عطا ہوئی بشیر الدولہ بہادر کو محلات حضور کی نظارت کی خدمت مرحمت ہوئی بہاء الدولہ بہادر کو بھر مار پلٹن کی کمیدانی کی خدمت عنایت ہوئی ایک مصاحب قدیم کو جس کا نام میر بھورا تھا اُسے اعزاز الدولہ خطاب ہمیشہ کے لیے مرحمت ہوا محمد معتمد علی خان کو سپاہی پرمٹ وغیرہ کی خدمت عنایت ہوئی گلبن الدولہ بہادر کو گاؤخانہ سلطانی مبارک الدولہ کو نجف اشرف اور مقبرے مرزا نصیر الدین حیدر مغفور کی خدمت سپرد ہوئی اور مبلغ دس لاکھ روپیہ حضرت جنت مکان کے مقبرے کی تیاری کے واسطے خزانہ عامرہ سے غلام علی خان پدر غلام رضا خان کو جو نجیب الدولہ بہادر کے خطاب اور سکندری پلٹن کی کمیدانی پر سرفراز تھا عنایت ہوا اور ان کی

ہمراہی مین اس کی تیاری اور کار فرمائی کے واسطے بشیر الدولہ بہادر کو بھی حکم ہوا اور شیخ محمد بخش کو جو ولیعہدی کے زمانے مین داروغہ کولخانہ اور پیش دست انیس الدولہ بہادر تھا۔ فی ذاتہ داروغگی کولخانہ کا خلعت مرحمت ہوا اور آخر مین انگریزی پلٹن کی کمیدانی کی خدمت پر جس کا نام بڈل ہے سرفراز و ممتاز ہوا۔ جان نثار سرکار حضور ولیعہد بہادر کرنیل حاجی محمد شریف علی خان کو مشرف الدولہ شریف الملک جانی نثار سرکار حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کرنیل حاجی محمد شریف شرافت جنگ کا خطاب اور ترک سوارون کی افسری جس کا نام باڈی گارڈ ہے عنایت ہوئی اسکے قبل ولیعہدی مین اندرونی تمام عملہ اس کے متعلق تھا وہ بھی بدستور قائم رہا تھوڑے عرصہ کے بعد امین الدولہ زخمی ہوکر موقوف ہوئے اور علی نقی خان مدار الدولہ بہادر خطاب پاکر وزارت کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔

بیان ایک سو۔ بیگمون اور پریون کا محل ہونا۔

"ولیعہدی کے زمانے مین سب بیگمون پریون معشوقون کی عادت خصلت طینت اور باعث بیوفائی مجھپر ظاہر ہوچکا تھا پھر سلطنت کے زمانے مین ان سب کا باہر رکھنا محض بیمحل تھا اسی بنا پر خیال کیا کہ ان سب کو روپیہ کی طمع دیکر پردہ بٹھایا جائے لیکن مین چند عورتین جو وفادار نہ تھین اس سے بھاگنے لگین مگر کچھ کارگر نہ ہوا مین نے ایک و زسب پریون کو پردے بٹھاکر خطابون سے سرفراز فرمایا انکے خطابون کی تفصیل یہ ہے معشوقہ خاص کو ملکۂ ماہ عالم معشوقہ خاص حضرت سلطان عالم نواب سلطنت محل صاحبہ شہنشاہ بیگم کو مشفقہ جہانی حسن آرا ترچھی جان نواب شہنشاہ محل صاحبہ سرفراز بیگم کو عاشقہ خاص انجمن افروز نواب سرفراز محل صاحبہ دلدار بیگم کو محبوبہ خاص جانجان عاشق نما نواب دلدار محل صاحبہ سردار بیگم کو شفیقتہ الزمانی بانکی جان مہ لقا نواب سردار محل صاحبہ بزم افروز دلربا بیگم کو بزم افروز نواب دلربا محل صاحبہ خورشید لقا امیر بیگم کو خورشید لقا نواب امیر محل صاحبہ جانجہان حور بیگم کو نواب حور محل صاحبہ سلطان پری کو نواب سلطان جہان محل صاحبہ یاسمن بیگم کو نواب یاسمن محل صاحبہ حضور پری کو نواب حضور محل صاحبہ سکندر بیگم کو جلیستہ السلطان مکرمتہ الزمانی نواب سکندر محل صاحبہ وزیر پری کو نواب خورشید محل صاحبہ

نواب معشوق محل صاحبہ کو ملکہ ملک تاج النسا، نواب معشوق محل صاحبہ نواب نشاط محل صاحبہ کو ملکۂ مہر تن افسر النسا، نواب نشاط محل تھی بیگم صاحبہ نواب عزت محل صاحبہ کو ملکہ مہروش اکلیل النسا، نواب عزت محل صاحبہ نواب سلیمان محل صاحبہ کو پری وش نواب سلیمان محل صاحبہ افتخار النسا، خانم صاحبہ کو نواب حضرت محل صاحبہ امراؤ خانم کو نواب امراؤ محل صاحبہ فرخندہ خانم کو مبارک النسا فرخندہ خانم صاحبہ عجائب پری کو عجائب خانم صاحبہ بادشاہ بخش کو راحت السلطان شیرین حبشن کو آرام السلطان ماہرخ پری کو ماہرخ بیگم صاحبہ لیلی حبشن کو مطیع السلطان عنبر افغان حبشن کو حاضر السلطان خطاب مرحمت فرمایا حیدری بیگم زن مرثیہ خوان جو میری ولیعہدی کے زمانے مین شیشہ پیسکر کھانے کی وجہ سے محل سے نکالی گئی تھی اور اسی زمانے مین تھوڑے عرصہ کے بعد قطب الدولہ بہادر کی معرفت پھر میری سرکار مین داخل ہو کر اسامیون کے زمرے مین ممتاز ہوئی تھی اب سیدۃ النسا حیدری بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی سلطنت محل صاحبہ شہنشاہ محل صاحبہ دلدار محل صاحبہ۔ سکندر محل صاحبہ۔ سرفراز محل صاحبہ۔ سردار محل صاحبہ تین تین ہزار روپیہ ماہواری پر اور دوسرے صاحبان دو دو ہزار روپیہ ماہواری پر اور نواب خاص محل صاحبہ ملکہ مخدرہ عظمیٰ نواب بادشاہ محل صاحبہ خطاب پا کر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ماہواری پر سرفراز ہوئین اسی طرح سب شاہزادے شاہزادیان خطاب اور تنخواہون سے مفتخر و سربلند ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد سب صاحبان محل اور مصاحبان اور خواجہ سرا وغیرہ کو نوٹ کے کاغذات اور کئی کئی لاکھ روپیہ دیکر سرفراز فرمایا حبیبۃ السلطان کو خاص کھلانے کی خدمت عنایت ہوئی اس کے چند روز بعد مرزا فلک قدر بہادر ولیعہدی کے مرتبہ پر مرزا کیوان قدر بہادر (کہ یہ دونون سوتیلے بھائی تھے) جرنیلی کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔"

بیان ایک سو ایک۔ علیجان منگنی والی اور کریم بخش امیر بخش والی کا میرے گھر پڑنا۔

"جب میرے جلوس کو دو ماہ کا زمانہ گذر گیا تو بیگمون اور پریون کی جدائی مین جو محل کے رتبہ پر فائز ہوئین تھین مین زار زار روتا تھا ایک دم بھی قرار نہ لیتا تھا لیکن ناچاری کے وجہ پر کیا کرتا آخر ایک تدبیر سوچی وہ یہ کہ دو عورتون کا مقدمہ جو محکمہ مرافعہ مین دائر تھا جس مین ایک کا نام کریم بخش ہے اور وہ مجھکو چاہتی ہے کیونکہ مین ولیعہدی کے زمانے مین اسکو اپنی

کمند زلف مین گرفتار کر چکا تھا دوسری علی جان ہے ہر چند وہ مجھسے ناراض ہے لیکن
اس کے حاضر ہونے کے وقت مفصل حال معلوم ہو جائیگا ایک روز مین نے حکم دیا دونون
حاضر ہون اور امیر بخش کرم بخش کی مان کو بلا کر راضی کر کے کرم بخش کو اپنے گھر بٹھا کر بہار سلطان
گلزار بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا جب علی جان کو بلایا تو اس مکارہ نے رو رو کر
زمین و آسمان ایک کر دیا آخر مین نے ناچار ہو کر کہا کیا ہے جو اسقدر فریاد و زاری کرتی ہو
اس نے عرض کی مین اُسی سوار سے راضی ہون آخرش مین نے صبح کے وقت یعنے دربار
مین اُس سوار کو بلا کر زعون مذکورہ کو اس کے حوالے کیا وہ ہزارون دعائین دیتا ہوا
اپنے گھر گیا۔

بیان ایک سو دو ۱۰۲۔ مصاحبان خورد کے خطاب۔

"اسی زمانے مین۔ مین نے مصاحبان خورد کو بھی خطابات اور عہدے عطا فرمائے چنانچہ
گھسیٹے خان کو مصاحب الدولہ بہادر خطاب اور عرض بیگی کی خدمت محمد حسن کو مطیع الدولہ
محمد حسن خان بہادر خواجہ بخش خان برادر قطب الدولہ بہادر کو رضی الدولہ بہادر غلام نبی
خان رضی الدولہ بہادر کے چچا کو تحسین الدولہ غلام نبی خان بہادر خطاب اور بکیدانی اور
رسالداری کی خدمت عطا کی رضی الدولہ بہادر کے خالو کو نشاط الدولہ غلام حیدر خان
بہادر خطاب اور داروغگی ارباب نشاط کی خدمت عنایت کی الہیا خان کو مستقیم الدولہ
بہادر خطاب اور پیش خانہ سلطانی کی خدمت مرحمت فرمائی صرف نثار علی خان اور
حیدر علی خان خدمت سے محروم تھے لیکن مین انکے واسطے بھی فکر مین تھا۔

بیان ایک سو تین ۱۰۳۔ اپنے مشغلہ کیواسطے ناچنے والی طوائفون کا ملازم رکھنا۔

"اس عرصہ مین میرے دل کو بہت خفقان ہو گیا صاحبات محل کی جدائی جو پڑے بیٹھی
تھین مجھکو باہر بہت گران معلوم ہوئی لہذا رفع خفقان کے واسطے چند عورتین ناچنے والی
ملازم رکھین ان سب مین بندی عمدہ والی جو ولیعہدی کے زمانے مین دیانت الدولہ
بہادر کی معرفت مکان جہان نما مین آکر ملاقی ہوئی تھی ملازم ہوئی اور حسن باندی حسینی
والی اور چھٹن بنی کی بہن اسی طرح سولہ اسم ملازم ہوئے لیکن جس طرح صاحبات محل

اپنی بیگمی کے زمانے مین میری دلجوئی اور مزاجدانی کرتے اُنسے کہان چونکہ مین بندی سے ولیعہدی کے زمانے مین ایک گونہ محبت رکھتا تھا لہذا وہ ہر روز برائے تفریح حضور باغ سوار ہونے کے واسطے بگھی اور جواہرات پاکر سرفراز ہوئین چونکہ مجھے حسن باندی و چھٹن کا بھی خیال تھا لیکن بندی سے زیادہ ربط تھا لہذا چھٹن اور حسن باندی ناراض ہوگئین اور جب ان دونون سے اتحاد کیا تو بندی آتش رشک سے جلنے لگی جب مین نے دیکھا یہ تینون عورتین رشک کی وجہ سے میرے ہاتھ سے نکلی جاتی ہین تو یکسوئی اختیار کرکے چھٹن اور حسن باندی کی طرف دست محبت بڑھایا اگرچہ وہ بسبب بھاگنے والے ہرن کی طرح تھین لیکن بہزار اطاعت دلجوئی اُنھین رام کیا یہانتک کہ دونون صاحب میرے گھر پڑکر ایک معشوق السلطان خسرو بیگم صاحبہ اور دوسری ممتاز عالم عاشق السلطان نواب قیصر بیگم صاحبہ کے خطاب سے ممتاز و سربلند ہوئین ان مین ہر ایک کا مبلغ دوہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوا بلکہ سال گزشتہ اور پیوستہ جوگی ہونے کی رسم مین قیصر بیگم معشوقہ خاص اور گلزار بیگم سکندر محل صاحبہ کی عوض جوگن بنی تھین۔

بیان ایکسوچار۔ عمدہ بندی والی کا گھر پڑنا۔

"جب مین نے خسرو بیگم اور قیصر بیگم کے گھر بٹھانے سے فراغت پائی تو بندی کی طرف دست محبت پھیلایا لیکن اسکے رشک کی آگ اور بڑھ گئی اور اسکا عکس ظاہر ہوا آخر صاحبون کے کہنے سُننے سے بخوشی خاطر میرے گھر پڑی اور مطلوب السلطان حضرت بیگم صاحبہ کے خطاب سے مخاطب کی گئی میری سرکار سے مبلغ دوہزار پانچ سو روپیہ ماہوار مقرر ہوا۔

بیان ایکسوپانچ۔ امراؤ بیگم کا گھر پڑنا۔

"اسی زمانے مین ایک کسبی عورت رفیع الدولہ بہادر کی معرفت ماہ رمضان المبارک مین پسند طبع ہمایون ہوکر مع اپنی مان کے میرے گھر پڑی اور حضور السلطان امراؤ بیگم صاحبہ کے خطاب سے مخاطب ہوئی اُسکا مبلغ دوہزار روپیہ ماہوارانہ مقرر ہوا حقیقت مین یہ ناچ گانے مین اپنا جواب نہین رکھتی تھی۔

بیان ایک سو چھ ۔ بادشاہ بیگم کا گھر پڑنا۔

"انھین دنون مین ایک عورت چھوٹی خانم والی پسند طبع ہمایون ہوکر رضی الدولہ بہادر کے وسیلے سے میرے گھر بیٹھی اور محبوب السلطان بادشاہ بیگم صاحبہ کے خطاب سے سرفراز ہوئی۔

بیان ایک سو سات ۔ امتیاز بیگم کا گھر پڑنا۔

"اس کے بعد ایک عورت امتیاز و نامی میری عاشق ہو کر رضی الدولہ بہادر کے ذریعہ سے گھر پڑی اسکا امتیاز بیگم نام رکھا گیا"

بیان ایک سو آٹھ ۔ سرفراز محل کا محل ہونے کے بعد لاپروائیان کرنا اور میرا غم و غصہ۔

"جب سرفراز محل کا محل کیے ہوئے چند روز گذر گئے اور اس کے باہر آنے جانے کی راہ مسدود ہوگئی مین بھی نئی بیگمون کی طرف مخاطب ہوا تو سُنا گیا سرفراز محل کو پردے کا مطلق خیال نہین چتر دار مکان سے دریاے گومتی کا نظارہ کیا کرتی ہین اکثر نواب خورد محل عمدہ بیگم صاحبہ کی زبانی بھی معلوم ہوا کہ یہ پردے کی وجہ سے بیحد روتی ہین اور جب مجھسے ملاقات ہوتی ہے تو کہتی ہین مین تمھارے فراق مین رو رہی ہون آخر مین نے ناچار ہو کر دل مین کہا پروردگار مین کس بلا مین مبتلا ہون پردے بٹھانے سے ان کا یہ حال ہے بلکہ دو ایک مرتبہ اس قسم کے حرکات مین نے بچشم خود ملاحظہ کیے جب اُن سے دریافت کیا تو انھون نے بہت سی سخت سخت قسمین کھائین اس بات کی درپے تھین کہ یا تو تم میرے پاس رہو یا مجھے بھی باہر لیچلو ہر چند مین نے سمجھایا اب محل مین بیٹھنے کے بعد باہر آنا بڑی قباحت ہے مگر وہ بجز رونے دھونے کے میرے سمجھانے کا کچھ خیال نہ کرتی تھین زار زار روتی اور پیٹتی تھین کبھی کئی کئی روز کھانا نہین کھاتی تھین کبھی مجھے محل سے جانے نہین دیتی تھین اور کہتی تھین تمھارے فراق مین میرا یہ حال ہوگیا ہے۔ اگر تم مجھے باہر نہ لے چلوگے تو مین خود کو ہلاک کر ڈالونگی اگرچہ مین نے انھین ہزارون طرح سے سمجھایا لیکن انھون نے کچھ نہ مانا اور اس طرف نواب سلطنت محل صاحبہ نے بھی میرے سر کی قسم کھائی کہ اگر سرفراز محل باہر گئین تو واللہ باللہ مین بھی بیتابانہ محل سے

باہر نکل پڑونگی کیونکہ وہ تمہارے پاس ہو اور مین نہ ہون یہ نہین ہوسکتا ہی حقیقت مین نواب سلطنت محل صاحبہ کا میرے فراق مین ایسا حال ہوگیا تھا کہ ایک برس اور چند مہینے کی جدائی مین برسون کی بیمار معلوم ہوتی تھین نہ وہ چستی و چالاکی نہ زیبائی و رعنائی باقی رہی ہر چند مین اُنسے استفسار حال کرتا تھا لیکن وہ اپنی زبان سے کچھ نہ کہتی تھین مگر میرے فراق کے آثار اِنکے چہرے سے صاف ظاہر تھے ناچار دونون کو حیلے حوالے کر کے باہر آنے کے ارادے سے باز رکھا"

بیان ایک سو نو۔ ماہرخ بیگم کا انتقال۔

"اس عرصہ مین خبر وحشت اثر ہوشربا و جانگزا میرے کانون تک پہونچی جس سے میرا دل کتان کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یعنے ماہرخ بیگم مرحومہ کے انتقال کی خبر سننے مین آئی مین نے خود کو صدمات قلبی اور دلی رنجون کی وجہ سے بستر غم پر گرادیا اور آہ آہ کرنے لگا لیکن سواے صبر کچھ چارہ نہ دیکھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بیان ایک سو دس۔ شاہزادی جہان آرا بیگم کی والدہ زین النساء بیگم کا انتقال۔

"اس پر کچھ روز نہ گزرے تھے زین النساء خانم صاحبہ مرحومہ والدۂ شاہزادی جہان آرا بیگم صاحبہ کے انتقال کرنے کی خبر سُنی جو اُسے چھ مہینے کا چھوڑ کر بعارضہ تپ دق راہی ملک بقا ہوئین۔ مین نے بہت افسوس کیا اور وہ شیر خوار لڑکی براے پرورش اپنی والدہ یعنی اسکی دادی کے سپرد کی جو اب تک ماشاء اللہ اپنی دادی کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاتی ہین خدا اُس کی عمر مین برکت دے"

بیان ایک سو گیارہ۔ میرا بادشاہ باغ جانا اور سرفراز محل کا بیڑا اٹھانا۔

"ایک روز ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی مغنیان نغمہ سرا گارہے تھے جام بلورین زرین کا نسون کو گردش مین لاتے تھے ناگاہ مجھے بادشاہ باغ جانے کا خیال آیا بیتابانہ سب محلون کو سوار ہونے کے واسطے حکم دیا لیکن نواب سرفراز محل کو سوار ہونے کی اجازت نہ دی اور سب صاحبان محل و وزرا امرا امیر ہمراہ رکاب بادشاہ باغ تک گئے اور

چند روز تک وہان مقیم رہے سنا گیا اسی رات کو نواب سرفراز محل نے میرے فراق مین ہیرے کا نگ انگوٹھی سے نکالکر کھا لیا جب مین نے سنا تو بیچینی اور آہ وزاری کی وجہ سے بستر غم پر گر پڑا اور بشیر الدولہ بہادر کو بلا کر کہا آہ بشیر الدولہ بہادر میرا دل ناطاقت ہو گیا ہے ایسی متوحش خبر سننے کو میرے تن مین جان نہین سب مجھے سمجھاتے تھے مین کبھی والدہ صاحبہ کے پاس جا کر روتا تھا اور بادشاہ باغ سے چتر دار مکان تک چپراسیون کی ڈاک بٹھادی تھی کہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے رہین اور مین ہر لحظہ کی خبر سنتا تھا اور وہ تمام جلسہ عیش و طرب بیابان کے ذرون اور خزان رسیدہ درخت کے پتون کی طرح پریشان ہو گیا۔ آخر اُسی رات کو جلد جلد بادشاہ باغ سے کوچ کر کے مکان بادشاہ منزل مین داخل ہوا اور کوئی بے لطفی مجھے نہین ہوئی آخر خدا کے فضل سے انجام بخیر ہوا یعنے انھون نے شفا پائی لیکن مجھے ہر روز اپنے ہمراہ رکھنے کے واسطے تنگ کرتی تھین اس عرصہ مین قاصد فرخندہ فال نے نواب سرفراز محل صاحبہ کے حاملہ ہونے کی خبر میرے کانون تک پہونچائی مین خوش ہو کر شکر خدا بجا لایا اور اُنکا عشق پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ اُن دنون سے مین ہر روز اُنکے ہمراہ سوار ہو کر ہوا کھانے جاتا تھا چونکہ خدا کو منظور نہ تھا پانچ ماہ بعد سُنا گیا نواب سرفراز محل صاحبہ کا حمل ساقط ہو گیا۔ مین بہت رویا اور نواب سرفراز محل صاحبہ کی شفایابی کی دعا کی آخر میری دعا کا تیر ہدف مدعا تک پہونچا انھون نے خدا کے فضل سے غسل صحت کیا پھر مجھسے ملاقات ہوئی لیکن روز نواب سلطنت محل صاحبہ اور نواب سرفراز محل صاحبہ مجھسے باہر آنے کے واسطے کہتی تھین اور ویسی ہی متوحش خبرین جن کا سابق مین ذکر ہوا ہے پے در پے میرے کانون تک پہونچتی تھین پس مین نے اپنے دل سے کہا اے بیہودہ جس امر کے واسطے تو نے پردہ داری کی تھی جب وہی نہ ہوا تو پھر محل مین بٹھانا کیا ضرور لہذا مین ایک روز دونون کا ہاتھ پکڑ کر سمجھانے بجھانے مین مشغول ہوا کہ تم لوگون کو خدائے تعالےٰ نے عزت دی ہے محل کے رتبہ تک پہونچایا ہے اب باہر دوسرے جلسہ مین مثلاً قیصر بیگم اور خسرو بیگم وغیرہ کے جانے کے واسطے تیار ہوتی ہو وہ سب بھی میری محبت کا تیر کھائے ہوئے ہین جس وقت ایک جگہ ہو کر آتش رشک و فساد بھڑکے گی تو اس وقت کیا حال ہوگا مین نہین جانتا اگر تمھاری عزت و آبرو مین فرق پڑے اُنھون نے قبول کیا کہ ہم کو یہ سب منظور ہے کیا مضائقہ ہے اگر تمھارا جلسہ جمع ہوا ہے

ہم سے زیادہ تمھارے دوسرے معشوق نہین ہوسکتے بظاہر تو باہر آنے مین۔ نواب سلطنت محل صاحبہ کو صرف میری محبت کا امتحان منظور تھا کہ دیکھون سیکڑون آدمیونکی محبت مین یہ نئے جلسہ سے زیادہ مخاطب ہوتے ہین یا جلسہ قدیم کی عورتون سے"
"آخیر مین دونون کے حسب ایماد دونون کا ہاتھ پکڑ کے باہر لایا اور یہ پھر نئے جلسے مین جمع ہو کر شامل ہوئین اور محل کا رتبہ چھوڑ کر اپنی عزت کا مکان توڑا حیا کے کپڑے پھاڑ ڈالے شرم کی نقاب اُٹھا کر پھر بازار والیون مین شامل ہوگئین لیکن مینے صرف ان دونون کی خاطرداری کیواسطے یہ کام کیا ورنہ ہرگز نہ ہوتا کہ محل مین بٹھا کے پھر باہر لاتا یہ جب باہر پہونچین پہلے کی طرح نازوانداز کرنا شروع کیے لیکن یہانتک ایک سے ایک عیار پرفریب جمع ہوا تھا جو عمر عیار کی زنبیل بھی بالائے طاق رکھتا تھا بھلا نواب سرفراز محل صاحبہ کو فروغ کہان یہ بیوفائی کی بلا مین مبتلا تھین اور وہ سب وفاداری کے خلعت فاخرہ سے معزز و ممتاز تھین رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہونچی اور روزآنہ دوسرون کی طرح اور دونون صاحبان قیصر بیگم اور خسرو بیگم سے شعلۂ غیظ و غضب تیز ہونا شروع ہوا چونکہ ادھر سات آٹھ بیگمین جمع ہوتی تھین اور اُدھر صرف دو نفر مقابلہ کہان لیکن نواب سلطنت محل صاحبہ نے البتہ باہر آنیکے بعد اپنی وفاداری کی کشش اور صفائی سے پانچ چھ ماہ تک مجھسے محبت کی لیکن پہلے کی طرح ہرگز نہو سکی اور میرے دل مین ہزارون فرسخ بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق پڑگیا آخرش دونون کو انکے حال پر چھوڑ کر کبھی اُن کے نیک و بد سے معترض نہ ہوا۔ لیکن نواب سرفراز محل صاحبہ کی بڑھتی ہوئی بیوفائیان دیکھکر ان سے کہا اب مجھسے تم سے محبت بالکل نہین رہ سکتی کیونکہ تمھاری بیرخی سے مجھسے صدمہ ہوتا ہے لہذا تم اپنی حرکتون سے باز آؤ وہ بہت روئین اور کچھ جواب نہ دیا چونکہ اس غم سے میرا خواب و خور حرام تھا آخر ایک روز اٹھین انکے قدیمی مکان یعنے ان کی مان کے گھر بھیجدیا اور اپنے دل سے کہا اے دل بس اب اس بیوفائی کی صورت نہ دیکھ مگر دو چار دن کے بعد دل نالائق نے ریشہ دوانی شروع کی جو ایک پہر بھی میری آنکھون سے غائب نہین ہوتی تھی وہ اب بالکل غائب ہی مجبور آپنے کیئے سے پشیمان ہو کر قطب الدولہ بہادر کے وسیلے سے پھر بلانے کا پیغام بھیجا اُس نے جواب مین کہا اب مین ہرگز نہین آسکتی چونکہ میری بے عزتی ہوئی ہے لہذا مین زیارات عتبات عالیات جانا چاہتی

ہون جب مین نے سُنا بیتاب ہوکر کہا آہ قطب الدولہ جس طرح ہو سکے اُسے پھر حاضر کرو آخر بیچارے قطب الدولہ بہادر ہزارون حیلون حوالون سے اُس کو پھر میرے گھر لائے بس اُسی روز سے مین نے ترک ملاقات کی قسم کھائی اور میری آنکھین کبھی اُس سے چار نہ ہوئین اگر کبھی چار بھی ہوئین تو بجز طعن و تشنیع دوسری بات نہ ہوئی بلکہ اُس نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ اپنی طرف سے دوسری گانیوالی عورت کو سمجھا کر میری خدمت مین بھیجتی تھی مین نے یہ طریقہ بھی محبت کے کم ہونے کا پاکر اُن عورات مُغنیہ کو واپس کر دیا اور کہا اب مجھے درکار نہین ہین لیکن جو سمجھنا تھا سمجھا اور وہ اس روز سے رسم دُنیا کرتی ہو لیکن مین کچھ نہین کہتا"

بیان ایک سو بارہ - امراؤ محل صاحبہ کے بطن سے مرزا سلطان قدر کا پیدا ہونا۔

"اسی زمانے مین ہد ہد فرخندہ فال مرغ خوش اقبال نے آمد آمد گل بوستان جہان بانی یعنے نواب امراؤ محل صاحبہ کے بطن سے فرزند پیدا ہونے کی خبر میرے کانون تک پہونچائی مین شکر خدا بجا لایا اور اپنی اردلی کی توپون مین سے گیارہ ضرب توپ سلامی کی سر کرائین اور نہایت خوش ہوا چونکہ اسکی تقدیر مین نہ تھا لہذا وہ ایک برس کا ہوکر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا اُسی زمانے مین مین علیل تھا اور کرنیل رچمنڈ صاحب ترم بڑے صاحب کے جانشین دربار معلی سے ماتم پرسی کی رسم ادا کرنے لکھنؤ آئے اور ازراہ دوستانہ بہت کچھ تسلی و تشفی دی مین بھی اپنی علالت سے رنجیدہ تھا اور دوسرے سلطان قدر کی وفات کا صدمہ تھا کہ رات دن کی کچھ خبر نہ تھی"

بیان ایک سو تیرہ - شاہزادیون کی نسبت شاہ منزل مین -

"ایک روز اس کے دفعیہ کے لیے مین نے چاہا لڑکیون کے کار خیر سے یعنے اُن سبکی نسبت سے سبکدوش ہو جاؤن خدا معلوم آج کیا ہے کل کیا ہوگا آخر والدہ صاحبہ جناب عالیہ کے مشورے سے ہر ایک کو نسبت کا پیغام دیا چنانچہ نواب محسن الدولہ اپنے پھوپھا کے دلبند مرزا عالی قدر طال اللہ عمرہ سے مہر آرا صغرا بیگم صاحبہ نواب عزت محل صاحبہ کی دختر سے نسبت ٹھہرائی وہ ماشاء اللہ اب پانچ برس کی ہے مرزا ابو القاسم ابن ابو طالب خان

اپنے ماموں کے لڑکے سے سپہر آرا اکبرا بیگم صاحبہ جو نواب سلیمان محل صاحبہ کے بطن سے ہیں نسبت قرار دی رکن الدولہ بہادر ابن سعادت علی خان مغفور کے نواسے جہان آرا بیگم جس کی ماں فوت ہو گئی ہے اور اُسے اس کی دادی جناب عالیہ پرورش کرتی ہیں نسبت قرار پائی اور اپنی بہن کی دختر سے مرزا فلک قدر بہادر کی نسبت کی یہ سب نسبتیں مکان شاہ منزل میں جو لب دریا واقع ہے عید شجاع کی رات کو ہوئیں اور اس امر خیر سے فراغت کرنے کے بعد درگاہ واجب العطا میں شکر ادا کیا اسی روز سے حال و قال کی محفلیں مشاعرے کی صحبتیں اس خوبی سے کیجئے کہ ناظرین و سامعین سالہا سال اس کیفیت اور لذت میں رہے"

بیان ایک سو چودہ[۱۱۴] - سکندر محل صاحبہ - نواب نشاط محل صاحبہ اور امراؤ بیگم پر حمل کا احتمال ہونا۔

"اس عرصہ میں سُنا گیا نواب نشاط محل ننھی بیگم صاحبہ نواب سکندر محل صاحبہ اور نئے جلسہ کی امراؤ بیگم یہ تینوں صاحبان حاملہ ہیں لیکن یہ تینوں بیان غلط نکلے صرف دھوکا تھا اس عرصہ میں نواب خورشید محل صاحبہ اور نواب امیر محل صاحبہ اور عجائب خانم صاحبہ محل کہ چوگڑ میرے حسب الارشاد میرے ہمراہ مروانے میں تشریف لائیں لیکن خفت خجالت اُٹھانے کے بعد خدا جانے کیا سمجھا جو پھر پردے میں بیٹھیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر پردے میں بیٹھنا تھا تو باہر آنا کیا ضرور تھا اگر باہر آئی تھیں تو پھر پردہ میں بیٹھنے کی کیا حاجت تھی لیکن انھوں نے عصمت کو لڑکوں کا کھیل سمجھ لیا تھا بلکہ ایک روز لڑائی کے وقت حضرت بیگم اور نواب سلطنت محل صاحبہ نے بھی اپنے آدمیوں کو نالش کیواسطے بڑے صاحب بہادر کی کوٹھی میں بھیجا تھا لیکن وہ سب سڑک سے گرفتار ہو کر قید ہوئے یہ بھی ایک نا معقول امر تھا کہ اپنے معشوق پر غیر جگہ نالش کرنا۔ سبحان اللہ دُنیا کی راہ رسم اسی طرح سے ہے دوسرے اسی عرصہ میں معشوقہ خاص نے میری انگوٹھی کے گل کھانے کے واسطے مجھسے تحریک کی جب میں نے قبول کیا تو پہلو تہی کرنے لگیں اس بات سے معلوم ہوا صرف دُنیاداری تھی اکثر یہ سلطنت کے زمانے میں ہر ایک کی سعی و سفارش کرتی تھیں۔ ایک روز ایک عورت کو نذر دینے کے واسطے بھی عرض کی تھی

چونکہ وہ بدشکل تھی پسند طبع اقدس نہ ہوئی۔اسی طرح صدہا ان صاحبان کی بیوفائی کے حالات مین جو باوجود میرے اس حلم و ثروت اور صورت وسیرت اور ہزارون خوبیون کے جن سے کتابین بھری پڑی ہین ان لوگون نے اس قدر بیوفائی کی تو دوسرون کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے اس عرصہ مین مین نے خلقت کی داد خواہی کے واسطے چاندی کے صندوقچے لکڑیون پر نصب کرواکر دلی کے سوارون کو دیے تھے کہ جو شخص عرضداشت اس مین چھوڑے وہ جمع ہوکر دوسرے روز میرے ملاحظہ مین گذرانی جائین ان مین بھی ایک بند لفافہ ملاحظہ کیا جب اُسے کھولا تو یہی حال نواب امراؤ محل صاحبہ اور دوسرے محلون کی بیوفائیون کا لکھا تھا اس خوف سے وہ سلطانی مشغلہ بھی موقوف کیا کیونکہ اس سے روز میرا رنج تازہ ہو جاتا تھا"!

بیان ایک سو پندرہ۔ نواب سکندر محل کا مجھسے نکاح ہونا۔

چونکہ خدا عالم الغیب ہے لہذا مین بقسم کہتا ہون نواب سکندر محل صاحبہ اپنا جواب نہ رکھتی تھین ایسی نیک طینت عورتین میری نظر سے کبھی نہین گذرین ایک روز انھون نے بڑے ناز و نیاز سے عرض کی اے جانعالم خدا کے فضل و کرم ہے میری سب دینی دنیوی آرزوئین پوری ہوگئین صرف تم سے نکاح کرنیکی حسرت باقی ہے مین نے سر بگریبان ہوکر شرم کی کہ بھلا مین اب نکاح کرنے کے لائق ہون سب صاحبان محل اور بازاری لوگ ہسینگے کہ یہ بھی نصیر الدین حیدر بادشاہ مغفور کی طرح دیوانہ ہوگیا ہے لیکن انھون نے ہرگز میری منت والحاح قبول نہ کی آخر مین نے ناچار ہوکر یہ راز سربستہ جناب عالیہ متعالیہ والدہ صاحبہ کی خدمت مین عرض کیا انھون نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے آخر انھین ایک حجرے مین بٹھا کے نکاح پڑھوایا اور انھون نے محفل کی تیاری اور آراستگی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا مطربان رنگین ادا گانے مین مصروف تھے معشوق سیمتن ناچ مین مشغول تھے اور انھون نے چوتھی وغیرہ کا بھی سب سامان اپنے دل کی خواہش کے موافق تیار کیا تھا"!

بیان ایک سو سولہ - نواب محبوبہ عالم صاحبہ کا گھر پڑنا۔

"اسی عرصہ مین مغل نامی ایک عورت مچرہٹہ کی رہنے والی میرے یہان ناچنے والیون مین ملازم ہوئی اور روز بروز اسکی محبت میرے دل مین اثر کرنے لگی حد ہوگئی کہ مین دیوانہ دار اُسکے گرد رہتا تھا چونکہ وہ بھی نوجوان اور زمانے کی گرم و سرد سے ناواقف تھی آخر میری محبت کے جال مین گرفتار ہو کر جیسا چاہیے عشق و عاشقی کی داد دے کر میرے گھر بیٹھی اور محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ خطاب پایا۔ میری سرکار سے میوہ خوری کیواسطے دو ہزار روپیہ ماہوار ہوا اسی عرصہ مین ایک کسبی عورت میرے گھر پڑی تھی اور دارا بیگم کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی۔ لیکن قیصر بیگم اور خسرو بیگم کے رشک و شور و غل کیوجہ سے نکالی گئی"!

بیان ایک سو سترہ - قدیمی دولتخانہ مین خواصون کو جمع کر کے تعلیم خانہ سپرد کرنا۔

"پھر اسی عرصہ مین میرا دل پری خانہ کی ترتیب اور آراستگی کے لیے مستعد تھا اور پریخانہ کا قدیمی جلسہ بالکل برباد ہوگیا تھا لہذا قدیمی خواصون کو دولتخانہ آصفی اور پنج محلہ مین جو مرزا نصیر الدین حیدر کے زمانہ مین بادشاہ بیگم مغفورہ اُن مکانون مین رہتی اور سرکاری تنخواہ پاتی تھین بلایا بعضون کو ان مین سے آزاد فرمایا بعضون کا نکاح کر دیا بعضون کو کربلائے معلیٰ جانے کی اجازت دی اور اُسی ضمن مین دس پندرہ نفر جو نہایت جمیلہ و شکیلہ اور کمسن تھین انتخاب کر کے ناچ گانے کی تعلیم مین مشغول کر دیا جسکی تفصیل یہ ہے"........ ؟

"پسند السلطان عالیہ بیگم جو موتی محل سے پسند کر کے لایا تھا اور جو اس سے قبل نصیر الدین حیدر کی لونڈی تھی اور مین نے بھی بعد مین اُسے سرفراز کر کے پھر موتی محل بھیجدیا تھا لیکن وہ روئی دھوئی بہت لہذا پھر بلا کر سرفراز مایا دوسرے حضرت والد ماجد حضرت جنت مکان کی تین لونڈیان پہلی نیاز السلطان ناز بیگم دوسری عشرت پری تیسری گوہر پری اور باقی بادشاہ بیگم کی خواصون مین سے ایک گلزار السلطان عباسی بیگم دوسری مصاحب بیگم

تیسری صاحب پری اور ایک خواص اپنے دادا حضرت فردوس منزل کی جنکا خطاب فرخ بیگم تھا دوسرے انھین بادشاہ بیگم کی خواصون مین سے جو مخاطب بخطاب دارا بیگم نجستہ عالم نواب ہمایون بیگم صاحبہ تھین جوان سب پر سبقت لے گئی تھین اور سب سے زیادہ عزت و توقیر ہوئی لیکن انکی عزت و توقیر میرے دل سے نہ تھی بلکہ قیصر بیگم اور خسرو بیگم وغیرہ بیگمات کے جلانے کے واسطے تھی دوسرے میرے دادا کی خواص مرغوب السلطان عظیمہ بیگم جو معتوق ہو کر مر گئی اور شاہ بخش اور الطاف بخش جو میری ولیعہدی کے زمانے تھے ہمین ان مین سے ایک مطبوع السلطان شاہ بیگم دوسری عنایت السلطان الطاف بیگم کے خطاب سے ممتاز ہوئین اور بیگمون اور پریون کے زمرے مین شامل ہو کر اپنی قدامت کی وجہ سے ناچ گانے کی تعلیم سے سرفراز ہوئین ان مین ہر ایک کی تنخواہ ہزار ہزار ڈیڑھ ڈیڑھ اور پانچ پانچ سو روپیہ ماہواری ان کے حسب لیاقت معین اور مقرر فرمائے اسی ذیل مین سے ایک بادشاہ بیگم مغفورہ والدۂ مرزا نصیر الدین حیدر کی خواصون مین سے تھی جس کا نام پیارو تھا اور آخر مین میرے یہان ارغوان پری کے خطاب سے سرفراز ہوئی تھی اور ایک شوکت بخش دوسری نزہت بخش میری خواصون کے عہدے پر سرفراز ہوئین اور ہر ایک کے واسطے سات سات آدمی گانے بجانے والے علم موسیقی کی تعلیم کے لیے ملازم ہوے انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے اگر سب ایک جگہ جمع کیے جائین تو اس فن کے جاننے والے کس قدر آدمی میری سرکار مین ملازم ہوئے کہ تمام شہر مین ناچ گانے کے واسطے کسبی عورتین اور قلتبان کیمیا ہو گئے تھے رات دن یہ سب ناچ گانے کی تعلیم مین معروف رہتی تھین چونکہ محض ناواقف تھین لیکن بعض تھوڑا بہت بعض بخوبی بعض اس فن سے محض انجان رہین۔ ان سب عورتون مین ہمی نے معالب پری کو اس فن مین خود اپنا شاگرد بنایا تھا حقیقتہً اس کی تعلیم مین اسقدر کوشش کی کہ یہ دوسرون سے چند روز مین بہتر ہو گئی لیکن یہ جلسہ عشق و عاشقی کی بنا پر نہ تھا صرف اپنا لطف اور انکی پرورش منظور تھی"!

بیان ایک سو اٹھارہ ۔ خسرو بیگم ۔ حضرت بیگم کی بیوفائی اور زہرہ بیگم (کا میرے گھر سے بھاگنا)

جبچونکہ قیصر بیگم اور خسرو بیگم دونون ایک ساتھ میرے گھر پڑی تھین لیکن میری نظر محبت قیصر بیگم
کی طرف زیادہ تھی یہانتک کہ شب و روز مین دیوانون کی طرح اس کے گرد رہتا تھا
جس مقام پر وہ سوتی تھی مین بھی وہین سو رہتا تھا جہان وہ کھانا کھاتی تھی مین بھی وہین
کھانا کھاتا تھا میری ان حرکتون سے خسرو بیگم اور حضرت بیگم کو نہایت رشک ہوتا تھا لیکن
مین بغیر کسی کھٹکے کے قیصر بیگم سے محبت کرتا تھا اور اسی طرح ایک برس تک قیصر بیگم کا
ستارۂ اقبال جو تھے آسمان پر چمکتا رہا ۔ مین نے اس کے ساتھ ہزارون روپیہ کا سلوک
کیا اور نوٹ کے کاغذ اور جلال الدولہ مغفور کا مکان بھی انھین دیدیا اور دوسرے نوازمات
انکی عزت و آبرو کے عنایت فرمائے غرض روز بروز انکی محبت ترقی پر تھی انھین بیگم صاحبہ
سے مجھے مرض نار فارسی لگا جب تک وہ عارضہ کم کم تھا مین ان بیگم صاحبہ کی ہزارون
طرح کی اطاعت کرتا تھا لیکن ان کی خصلت و عادت معشوقہ خاص کی خصلت و عادت سے
ملتی جلتی تھی اور رشک و حسد مین خصلت و عادت خسرو بیگم صاحبہ کی طرح تھی برخلاف
اس کے کبھی جلتی تھین کبھی ہنستی تھین کبھی روتی تھین کبھی بے اعتنائی کرتی تھین و حضرت بیگم
جو پہلے سے میری عاشق تھین انھون نے جب اس قسم کی بے اعتنائی اور بیوفائی دیکھی
تو ایک روز مجھے کہا مین تمھارے گھر مین ہرگز نہ رہونگی مین نے ہر چند ہزارون
طرح سے سمجھایا تشفی و دلجوئی کی لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ سوار ہو کر اپنے قدیمی
مکان چلی گئین اور مجھکو سوائے غم و غصہ کھانے اور حسرت و یاس کے کچھ نہ حاصل ہوا
لیکن نشاط الدولہ غلام حیدر خان داروغہ ارباب نشاط سے مین نے تاکید کی تم بالابالا
حضرت بیگم کی خبر رکھنا وہ حسب الارشاد کاربند ہوا جب یہ اپنے گھر چلی گئین اسی روز
سے میرا دل انکی جانب سے مکدر ہو گیا اور انکی مان بھی عذاب مین پڑین کیونکہ انھین
میرے لحاظ سے انکی حفاظت کرنا پڑی یہانتک کہ چند ماہ گذرنے کے بعد دیانت الدولہ بہادر
کے ذریعہ سے انھین زبردستی بلوایا چونکہ مین حضرت بیگم کا عاشق تھا اس وجہ سے
انھین نہ چھوڑا ورنہ حضرت بیگم کی طرح دوسری بیگمین میرے واسطے موجود تھین
خیر انھین طلب کر کے چند روز کھانے والیون کے زمرے مین رکھا ۔ یہ اس وجہ سے

کہ وہ مجھسے صاف نہ تھین اور مین اُن سے صاف نہ تھا قیصر بیگم کے ذریعہ سے چند روز بعد حضرت بیگم صاحبہ کا قصور معاف فرما کر اعلیٰ رتبہ پر سرفراز فرمایا اسی عرصہ مین لارڈ صاحب کی ملاقات کے لیے کانپور کا سفر کیا تھا اور سب صاحبان محل روزانہ میرے مزاج کی کیفیت دریافت کرتی تھین لیکن نئی بیگمون مین سے ایک بھی پرسان حال نہ ہوئی یہ بھی محبت کی برہمی کا باعث ہوا اور دوسرے قیصر بیگم صاحبہ نے باوجود میری اسقدر اطاعت کی بھی اپنی مان کو بُلایا اور مین چند مرتبہ ان کی خوشنودی مزاج کے لیے اُنکی عرض پر کاربند ہوا لیکن قیصر بیگم صاحبہ نے میری محبت پر التفات نہ کی اور اسی طرح خسرو بیگم صاحبہ نے بھی بے اعتنائی کرنا شروع کی۔ ایک روز جھٹ پٹے وقت مین محبوبہ عالم اور حضرت بیگم کے ساتھ بگھی پر حضرت باغ کی گلگشت مین معروف تھا اسوقت حضرت بیگم میری گود مین تھین مین انسے محبتانہ لطف آمیز باتین کر رہا تھا یہ محبوبہ عالم کو ناگوار گذرا اور انھون نے بیتاب ہوکر خود کو بگھی کے نیچے گرا دیا اگر اس روز فضل خدا نہ ہوتا تو یقین تھا ہڈیان تک سرمہ ہو جاتین ؎!

بیان ایک سو اُنیس۔ سب بیگمون کا اپنے گھر جانا۔

"اسپر تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا اور مین ان سب صاحبان کی محبت کے امتحان کی جستجو مین معروف تھا اور تدبیرین کیا کرتا تھا کہ کسی طرح قیصر بیگم خسرو بیگم اور دوسرون کی اُلفت اور غیر الفت کا احوال مجھپر ظاہر ہو ہرچند حضرت بیگم کے حال سے ماہر ہو گیا تھا لیکن پھر بھی تجاہل عارفانہ کرکے ایک روز سب بیگمون سے بطریق مزاح کہا اگر تم سب لوگ اپنے قدیمی گھرون کو چلی جاؤ تو مین بار گران سے نجات پاؤن یہ سنتے ہی سب مع حضرت بیگم کے رضامند ہوگئین جبکہ دوسری مرتبہ گھر جانا ہو لیکن امراؤ بیگم راضی نہ ہوئی کیونکہ اسے حمل کا گمان تھا مین نے انکی حسب خواہش اُسی وقت سواری کی طلب کی ہرچند سب مصاحبون وغیرہ نے سمجھایا لیکن کچھ اثر نہ ہوا اور سب بیگمین مع محبوبہ عالم کے جسنے خود کو میرے واسطے بگھی سے گرا دیا تھا اور مین نے پچاس روپیہ تصدق کے لیے مطیع الدولہ کے ہاتھ بھیجے تھے اور وہ اپنی طبیعت سے عاشق ہوکر میرے گھر پڑی تھی چلی گئین یہان سب نے مجھسے شرط بدی تھی کہ ہماری کہاریان اور

ملازم عورتین تمھاری مزاج کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئین گی اور مین نے قبول کیا تھا غرض مطیع الدولہ بہادر اور مصاحب الدولہ بہادر کے ہمراہ سب بیگمین اپنے گھرونکو گئین لیکن مجھسے اقرار لیا کہ پھر کوئی آدمی تم اپنے اہالیون مین سے ہماری مزاحمت کے واسطے ہمارے گھر نہ بھیجنا مین نے منظور کیا تھا کیونکہ جانتا تھا قیصر بیگم مجھپر مرتی ہے اور درحقیقت اُن دنون مین اِس کے اطوار ایسے ہی تھے لیکن میرے سب وہم و توہم غلط نکلے اپنے گھرون مین جاکر ایک نے بھی مجھے نہ پوچھا مگر حضرت بیگم نے جب دیکھا کہ اسوقت سب پر سبقت لیجانا مجھے نفع بخشے گا تو ایک روز علی الصباح حضرت بیگم گلزار بیگم بادشاہ بیگم گریان نالہ کنان رضی الدولہ کے گھر آئین اور میرے گلے سے چمٹ گئین کہ اب چاہے تم ہم لوگون کا سر بھی کاٹ ڈالو لیکن ہم تمھارے گھر سے باہر نہ جائین گے واللہ عالم مین نے بھی اپنے گلے سے لگالیا۔ چونکہ انکی پہلی دفعہ کے گھر جانے سے مجھے ملال تھا اور پھر دوبارا بھی وہی گل کھلا اس وجہ سے میرا صدمہ دوبالا ہوگیا اور ان کے اِس رونے دھونے کا مجھے یقین نہ ہوا لیکن اِس حال مین قیصر بیگم کی طرف سے میرے دل مین غبار کدورت بیٹھ گیا اگرچہ وہ تین پہر کے بعد قریب شام آئین لیکن مین نے رشک کی وجہ سے کچھ لطف و عنایت نکی دشتہ مین سمجھتا تھا قیصر بیگم روز میرے ساتھ کھانا کھاتی ہے یہ ایک گھڑی بھی اپنے گھر مین آرام سے نہ رہی گی لیکن میرے وہ سب توہمات تھے سچ یہ ہے جو مینے مشاہدہ کیا کیا کوئی شخص یہان آنے کے واسطے اٹکا یا بہ زنجیر تھا جن باتون کا مجھے خیال بھی نہ تھا یہ اُنپر بھی سبقت لے گئین؎

پھینکے ہے منجنیق چرخ تا کسے کے سنگ تفرقہ
بیٹھکر ایک جا کہین ہوئین جو ہمکلام دو

"پھر خسرو بیگم کی نسبت مطیع الدولہ بہادر کی زبانی سنا گیا خدا معلوم انکے پاس انکی دادی کا پیام پہلے ہی سے آیا ہوا تھا یا انھون نے خود اُس کے پاس کہلا بھیجا تھا واللہ عالم کیونکر اُسے خبر ہوئی تھی لیکن معلوم یہ ہوتا ہے انھون نے پہلے ہی سے آمد آمد کا مژدہ کسی آدمی سے اپنی دادی کے پاس کہلا بھیجا تھا کہ وہ دو چار گھڑی پہلے سے در دولت پر کھڑی تھی جب یہ سوار ہوکر چلین تو وہ بہزار خوشی و تمنا مع آزاد فقیرون یعنے شہدون کے ان کے جال کی نگران ہوکر تالیان ثناتی ہوئی اپنے گھر تک پہونچی وہان جناب مشکلکشا کا دسترخوان اور جناب عباس علیہ السلام کی حاضری اور نذر و نیاز کے دوسرے طریقے

خسرو بیگم کے آنے کی خوشی مین ادا ہوئے تھے اور بیگم مذکورہ بھی گل کیطرح خندان وشادان تھین کبھی کسی کے گلے لگتی تھین کبھی ہنستی تھین لیکن محبوبہ عالم کسیقدر رنجیدہ تھین گھر جاکر خوش نہ ہوئین واللہ اعلم اسی طرح امتیاز بیگم بھی تھین لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہوکہ سات آٹھ آدمیون مین سے ایک نے بھی میرا دامن نہ پکڑا کہ مین تمھارے گھر سے نہ جاؤنگی اس روز سے سب بیگمون کی طرف سے میرا دل کھٹا ہوگیا اور مین نے اپنے کان اُمیٹھے کہ اب کسی سے محبت نہ کرونگا اور عورتون کی طرف سے اسقدر بدظن ہوگیا تھا اگر فرضا کوئی عورت مرتی بھی تو مین یہ کہتا تھا یہ قبر مین بھی فریب کرنے گئی ہے جب تک اس پر ایک چلہ نہ گذر جاتا تھا مجھے یقین نہ آتا تھا الحاصل یہ سب صاحب میرے گھر آئے مگر جنھین پہلے آنا چاہیے تھا وہ بعد آئے اور جنھین بعد آنا لازم تھا وہ پہلے چلے آئے جیسے حضرت بیگم گلزار بیگم بادشاہ بیگم پہلے آئین انکے برخلاف قیصر بیگم خسرو بیگم امتیاز بیگم محبوبہ عالم ان تینون بیگمون کے بعد آئین چونکہ حضرت بیگم نے عیاری کی تھی یعنے قیصر بیگم خسرو بیگم کے قبل آئین تھین لہذا اُنکی طرف سے میرے دل مین تھوڑی محبت پیدا ہوئی اور اُن سب کو ازراہ دنیاداری اور قیصر بیگم کے جلانے کے واسطے اپنے پہلو مین بٹھا لیا جب قیصر بیگم خسرو بیگم محبوبہ عالم آئین مین نے اِنسے التفات نہ کی بلکہ اپنے گلے سے بھی نہ لگایا خاموش بیٹھا رہا خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ حضرت بیگم بادشاہ بیگم گلزار بیگم نے اقرار کرلیا تھا کہ ہم اب تمھارے گھر سے نہ جائینگے چاہے جان جاتی رہے اس لیے چاہا دیکھون یہ جو میری عاشق زار تھین کیا کہتی ہین تھوڑے عرصہ کے بعد سُنا خسرو بیگم دوسری مرتبہ پھر اپنے گھر جانے کی اجازت چاہتی ہین اور کہتی ہین مجھے گھر پڑنا نہین منظور ہے ہان طوائفون کے زمرے مین ملازمت کرسکتی ہون اسی طرح محبوبہ عالم نے بھی عرض کی طرفہ یہ ہے گلزار بیگم جو پہلے کارنمایان کرکے آئی تھی اُس وقت وہ بھی خسرو بیگم اور محبوبہ عالم کی ہمزبان ہوگئی صرف حضرت بیگم اپنے عہد پر قائم رہین چونکہ مینے یہ بات تینون صاحبون کی زبان سے سُنی لہذا دل پر درد سے آہ کھینچکر اپنے دل سے کہا اے دل نالائق تیری سزا تو یہی تھی جو پیش آئی اور انکی بیوفائی سے میری نظرون مین زمین وآسمان سیاہ ہوگئے اور دونون ہاتھون سے دل پکڑ کر کہا بسم اللہ لیکن جب دیکھا امتحان کی کسوٹی میرے ہاتھ مین آگئی ہے اور انھین اُنکی راے پر چھوڑ دینا

خلاف عقل و رائے عقلمندی کے ہے بظاہر تو اجازت دی لیکن پوشیدہ مصاحبون سے کہدیا تم اُنھین سمجھاؤ کہ اگر عورت فقیر یا سپاہی کے گھر بھی پڑتی ہے تو وہ بھی گھر پڑنے کے بعد باہر نکلنے کا قصد نہین کرتی تم تو بادشاہ کے گھر پڑی ہو اب کیا ہوا آخر سب مصاحبون کے سمجھانے سے ع

کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

"دیکھا غیر اطاعت کوئی چارہ ہی نہین ہے تو اپنی خطا معاف کرانے کے لیے میرے قدمون پر گرین چونکہ مجھے بھی اِنسے پھر محبت کرنا منظور تھا لہذا راضی ہوکر انکی قصور سے درگذرا مین چاہتا تھا قیصر بیگم کو معشوقہ خاص کا جواب بناؤن اور ایسا بناؤن کہ سب صاحبات محل اور میری سب معشوقون سے یہ گوے سبقت لیجائین بلکہ مین نے محفل اور صاحبات محل کے جلسہ مین بیٹھنے کے واسطے اُنھین منع کیا تھا اور خواہش تھی یہ خود اپنے دل سے اِن امورات کی پابندی کرین لیکن وہ باوجود سمجھنے اور سمجھانے کے کبھی تو کسی محل سے ربط کرتین کبھی کسی ملکہ سے اکثر نواب سرفراز محل صاحبہ سے اپنی ملاقات رکھتین وہ بھی اِس زمانے مین باہر تھین اور بیگمون مین شامل تھین اور مین چاہتا تھا نواب سرفراز محل صاحبہ جو سالہا سال سے بیوفائیون مین مشہور و معروف ہین تم اِن سے جو ملاقات بڑھاتی ہو تو تمھاری طرف سے بھی میرا خیال بد ہوگا اور نواب سرفراز محل صاحبہ جو رشک و حسد کی وجہ سے اس جستجو مین تھین کہ میری طرح دوسرے بھی بدنام اور خراب ہون دلجوئی سے اُنھین اپنے برابر بٹھاتی تھین جیسے مثل ہے۔ ع

ڈوبتا سوار پکڑتا ہے

"انھون نے اِس بیگم کی صحبت کو غنیمت جانا یہ میری طبیعت کے خلاف ہوا چنانچہ شاہزادیون کی نسبت کی رسم مین سب صاحبات محل کے ہمراہ دوسری بیگمین شاہ منزل مین جاکر ذلیل ہوئین مجھے بھی ناگوار ہوا ایک روز مجھے بادشاہ باغ مین چھوڑکر خود ایک بگھی پر سوار ہوکر بادشاہ منزل یعنے میرے مکان مسکونہ مین چلی آئین۔ یہ بھی مجھے ناگوار ہوا۔ اور جس وقت مین اندر کسی صاحبات محل کے پاس جاتا تھا یہ بھی میرے ہمراہ ہو جاتی تھین ہرچند مین کہتا تھا صاحبات محل کی جانب سے میرا

دل بالکل بھر گیا ہے یہ صرف دنیاداری ہے تمھارا وہان ہونا تمھاری آبروریزی ہے
کیونکہ مین جس محل مین جاؤنگا اُسکی خاطرداری مین مشغول ہونگا اسوقت تمھاری اطاعت
نہ ہوسکے گی اگر تمھین یہ منظور ہو تو چلو وہ قبول کرکے جاتی تھین غرض جب ایسے حالات
دیکھے میرا دل بالکل نئے جلسہ کی طرف سے مکدر ہو گیا اُسی عرصہ مین ایک عورت میرے
گھر پڑی اور زہرہ بیگم خطاب پایا اسی زمانے مین مین نے اپنے کان خوب اُمیٹھے کہ اب
ہرگز کسی سے محبت نہ کرونگا"

بیان ایکسو بیس[۱۲۰] - مرض کی شدت اور صاحبات محل کا جمع ہوکر کہرام کرنا

"اُسی زمانے مین مین قیصر بیگم کی عنایت سے نار فارسی کی عارضہ مین مبتلا ہو گیا اور روز
بروز مرض زیادہ ہونے لگا تمام زخم آگ کی طرح جلتے تھے اُسیطرح محبوب گلرخون کا
رنج میرے دل سے نہ جاتا تھا لہذا اپنے دل سے کہا بے عیبی اور صحت کی حالت مین
تجھے کون پوچھتا تھا جواب پوچھے گا حقیقت مین وہی ہوا ایک روز محبوبہ عالم نواب مغل
صاحبہ نے مجھے اپنا ہاتھ لگایا تو واللہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا انھون نے اپنے ہاتھ
آٹے اور بیسن سے خوب دھوئے طہارت کی مین یہ دیکھکر رو دیا اور شکر خدا کیا اس سے
زیادہ یہ ہوا کہ انھون نے میرے پاس آکر کہا خدا تم کو شفا عطا کرے لیکن اپنی قسم کے
مریضون کو لکڑی مین روٹی باندھ کر دیتے ہین اور اس کے جسم مین ہاتھ لگانا نقصان
رکھتا ہے اس واسطے مین نے ہاتھ دھوئے تھے مین چپ ہو رہا اور ایک کونے
مین جاکر خوب رویا اس روز سے شہنشاہ منزل کو بند کردیا اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے
دیتا تھا ہرچند دوسری بیگمون نے اپنی حاضری کے لیے بہت بتنگ کیا لیکن محبوبہ عالم کی
بات نے ایسا اثر کیا تھا کہ مین کسی کا سامنا نہ کرتا تھا نہ کسی پر اس بات کا اظہار کرتا تھا
کیونکہ واقعی مین اُسی عارضہ مین گرفتار تھا پھر زبان سے کیا کہتا اور مرض روز بروز
ترقی کرتا جاتا تھا یہان تک کہ مین رات رات بھر زخمون کی تکلیف سے جاگا کرتا تھا
کرب و بیچینی کی وجہ سے آنکھ نہین لگتی تھی کئی بار مسہل حسب السلاطین کی دوا کھائی لیکن
کچھ فائدہ نہ ہوا - کئی مرتبہ باسلیق کی فصد لی مگر مفید نہ ہوئی آخر یہانتک نوبت پہونچی
کہ سنہ ۶۵ ہجری مین ہرچند زخم اور دُنبل خشک ہو گئے تھے پرہیز قائم تھا لیکن تکلیف

مین تخفیف نہ تھی آخراپنی راے سے حضرت سیدالشہدا کے چہلم کے زمانے مین اس مظلوم کی مجلس سے فراغت کرکے کٹی ہوئی ہڑین کھالین اس سبب سے عارضہ خفقان بھی ہوگیا کیا عرض کرون جو حال ہوا اپنا گریبان چاک کر ڈالا کپڑے پھاڑ ڈالے آخراس کے دوسرے روز غش آگیا تمام دن آنکھین نہ کھلین میرے سب متعلقین اور صاحبات محل جو شریف اور نیک تھے روتے تھے اور رات بھر ہاتھون پر رکھتے تھے لیکن مجھے کچھ خبر نہ تھی کون آتا ہے کون جاتا ہے۔ اس روز سے آجتک دو ماہ کا زمانہ ہوا برابر دنبل نکلتے ہین پھر خشک ہوجاتے ہین۔ اسی جھگڑے مین گرفتار ہون دنیا مافیہا کی کچھ خبر نہین اگر کسی وقت ہوش آجاتا ہے تو البتہ شعر و شاعری کا شغل ہونے لگتا ہے پھر غفلت ہوجاتی ہے اور میرے تمام اعضا مع منھ اور آنکھون کے بید کے مانند لرزتے ہین اتنا قرار نہین ہے کہ نماز پڑھ سکون خدا رحم کرے واللہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے میری علالت کے زمانہ مین اکثر صاحبان محل تماشبینون کی طرح نئے نئے کپڑے پہنکر دن بھر ناچ گانے مین معروف رہتی تھین خدا کا شکر ہے۔ کس کس کا نام زبان پر لاؤن! جب مین نے یہ بے اعتنائی دیکھی تو مرض کی اسی شدت مین رضی الدولہ کے مکان مین چلا گیا کہ ہمصحبتون اور معشوقون کی چشمک زنی سے محفوظ رہون کیونکہ مین بیماری کے عالم مین اور وہ عین ہوشیاری کی حالت مین ہین لیکن اس مرض مین اگر کبھی کبھی ہوش مین آجاتا ہون تو سب صاحبان محل کو دیکھنے کے لیے بلا لیتا ہون یا خود زنانے مین چلا جاتا ہون اسی عرصہ مین قیصر بیگم صاحبہ بھی اس عارضہ مین مبتلا ہوئین اور ان کا تمام جسم زخمون سے بھر گیا۔ اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ بیگم مذکورہ کے عارضہ نے مجھپر اثر کیا لیکن دو تین ماہ گذرنے کے بعد قیصر بیگم صاحبہ پر فضل الٰہی ہوا مگر مین اسی طرح حرارت کے مرض مین مبتلا ہون اسی عرصہ مین امتیاز بیگم کو بھی یہی مرض ہوا اور وہ اس وقت تک سختی مین گرفتار ہین کبھی تو ہوش مین آجاتی ہین کبھی بیہوش ہوجاتی ہین انیس الدولہ بہادر بھی اسی عارضہ مین ایسی گرفتار ہین ان کا حال مجنون کا سا ہوگیا ہے جو الگ سے لکھنے کے قابل ہے لیکن حضرت بیگم صاحبہ اور محبوبہ عالم صاحبہ نے اس عارضہ مین بھی باوجود اس بے اعتنائی کے مجھے نچھوڑا اور نئے نئے صدمات دیتی ہین ان مین سے ایک یہ ہے۔ حضرت بیگم صاحبہ نے ایک روز عین شدت مرض مین مجھسے لڑکر اور اپنے گھر جاکر ایک تولہ افیون

کھائی یہ دوسرا صدمہ میرے دل پر گذرا اور مین ناچار ہوکر آدمیون کے سہارے ان کے
مکان گیا اور منت خوشامد کرکے قے کروائی آخر فضل الٰہی ہوا اُسی عارضہ مرقومہ کے
زمانے مین محبوبہ عالم اور حضرت بیگم صاحبہ تیسرے مرتبہ مجھسے پوشیدہ برائے تفریح گاڑی
پر سوار ہوکر قیصر بیگم کے ہمراہ جو وہ مجھسے عرض کرنے کے بعد بالا علان میرے عنایت
کیے ہوے مکان مین جس کا نام جلال الدولہ والا مکان ہے چلی گئین اور مجھے حکیمون
کے حوالے کر دیا تو مین وہ تھا بغیر ان کے کبھی سیر و تماشہ کو نہین جاتا تھا یا مین وہ
ہون کہ مجھے اِس عارضہ مین مبتلا چھوڑ کر اور مجھسے پوشیدہ سب صاحب دلی کیفیت
اور حظ دنیوی اُٹھاتے ہین اور مین شدت مرض سے کچھ نہین کہہ سکتا بلکہ اسی
عرصہ مین محبوبہ عالم صاحبہ نے اس خیالت کی وجہ سے جو مجھ سے چھپا کر تفریح
طبع مین مشغول ہوئی تھین اور میری تمام محبت بالائے طاق رکھ دی تھی گل معرکہ
یعنے میر التمہ اپنی بائین ران پر کھایا اور پھر اسے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا لیکن
اس سے کیا ہوتا ہے ؎"

سر چشمہ شاید گذشتن بہ میل
چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

"ہنوز دونون صاحبان یعنے حضرت بیگم اور محبوبہ عالم میرے ساتھ فریب اور جعلسازی
کرنے سے باز نہین آتین کبھی لڑائی لڑتی ہین کبھی میل کرتی ہین ایک روز نواب خاص محل
صاحبہ کے سامنے شدت مرض مین جو چاہا مجھے کہا لیکن مین نے کچھ جواب نہ دیا اگر تین
روز میرے پاس رہتی تھین تو تین روز دوسری جگہ بسر کرتی تھین حق سبحانہ تعالیٰ کل
مومنین و مومنات مسلمین و مسلمات کو ایسی دغا عورتون کے شر سے محفوظ رکھے اسی عرصہ
مین مین نے جملہ مسیات و غنا وغیرہ سے بوجہ شدت مرض انکار کیا اور اُس وقت
سے اُس وقت تک کبھی گانے کی آواز میرے کان تک نہین گئی اسی انکار کی وجہ
سے میرا تمام پری خانہ برباد ہوگیا گوئے بجوئے وغیرہ ملازمت سے برطرف کر دیے
گئے۔ سب سلیمانی سازو سامان تلف ہوگیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار"؎

ہم ہین اور گوشہ ہے اور عارضۂ قلبی ہے

حق سبحانہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے! ...."

بیان ایک سو اکیس [۱۲۱] - مرزا فلک قدر کا انتقال۔

"ناگاہ میری بیماری کی حالت مین خبر وحشت اثر و ہوش ربا یعنے مرزا فلک قدر کے انتقال کی خبر سُنی جو میرا ولیعہد تھا اور مدقوق تھا آخر بعارضہ دق اِس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی مین کیا کہون عین شدت مرض مین میرا قد اور کمر خمیدہ ہوگئی گویا غم کا آسمان پھٹ پڑا لیکن سوائے شکر و صبر کیا چارہ ہے"!

بیان ایک سو بائیس [۱۲۲] - نواب سکندر محل صاحبہ کا انتقال۔

"اس پر تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ خبر ہوش ربا اور داستان پُر غم یعنے معشوقہ باوفا سکندر محل کے جو میرا محل اور مدقوق تھین انتقال کی خبر میرے گوش زد ہوئی اِس وقت دل کا خون ہوکر آنکھون سے نکل آیا اِس یار باوفا کا غم بھی عجب غم تھا کہ قابل بیان نہین"

بیان ایک سو تئیس [۱۲۳] - آرام السلطان کا انتقال۔

"اِس پر کچھ روز نہ گذرے تھے کہ معشوقہ شفیقہ میری جان کو راحت دینے والی آرام السلطان اسم بامسمیٰ مرض سِل مین گرفتار ہوئی اور تین ماہ مین اسکا کام تمام ہوگیا میرا اِس غم سے عجب حال ہے کبھی تو آسمان کی طرف نظر کرتا ہون کبھی استغفار کرتا ہون خدا سے بخشش

چھوڑ جانے کو کیا جمیع جہان کا اسباب
دار فانی مین ہے سب وہم و گمان کا اسباب.

بیان ایک سو چوبیس [۱۲۴] - باوفا اور بیوفا معشوقون کی تفصیل۔

معشوقہ خاص ملکہ ماہ عالم نواب سلطنت محل صاحبہ محبوبہ خاص جانجان عاشق نما نواب لدا محل صاحبہ حبیبۃ السلطان مکرمۃ الزمانی نواب سکندر محل صاحبہ - خورشید لقا نواب امیر محل صاحبہ ملکہ ملک تاج النساء نواب معشوق محل صاحبہ نشاط محل نواب ننھی بیگم صاحبہ خورد محل - نواب عمدہ بیگم صاحبہ - نگار محل صاحبہ سیدۃ النساء حیدری بیگم صاحبہ یہ سب اوسط درجہ کی وفادار ہین باقی اور سب بیوفا ہین - واللہ اعلم بالصواب ورنی آٹھ بیگمون سے غنی کسی کو

وفادار نہیں کہہ سکتا۔ اُمیدوار ہوں یہ بیوفائی نامہ جو کوئی ملاحظہ فرمائے عورتوں کی محبت سے باز رہے اور اپنا روپیہ ان میں تلف نہ کرے کیونکہ اِس کا جو انجام ہوتا ہے وہ ظاہر ہے یہ لوگ اگر حضرت یوسف کو بھی پائیں تو اپنی بیوفائی سے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔ لہٰذا ان لوگوں سے کنارہ کرنا بہت اچھا ہے مجھے بادشاہ خوبصورت و خوب سیرت کے ساتھ جس کی صفت وثنا میں کتابیں بھری ہوئی ہیں باوجود اطاعت نہ ڈریں تو دوسروں کو اِنسے کیا اُمید ہو سکتی ہے۔"

بیان ایکسو پچیس[۱۲۵]۔ خلعت ولیعہدی اور جرنیلی۔

"جب جنت آشیانی مرزا فلک قدر بہادر خلعت ولیعہدی چھوڑ کر آٹھ برس کے سن میں راہی ملک بقا ہوئے اور مسند ولیعہدی خالی رہی تو میں نے بعد ماتم داری اُن کے چھوٹے بھائی مرزا کیوان قدر بہادر کو خلعت ولیعہدی اور نور چشم مرزا فریدون قدر بہادر کو جو ملکہ تاج النساء نواب معشوق محل صاحبہ کے بطن سے ہیں خلعت جرنیلی عنایت فرمایا جس روز یہ خلعت تقسیم ہوئے وہ روز پندرہ ماہ شعبان امام ہمام علیہ الف الف تحیۃ والسلام کی پیدائش کا دن تھا خدا معین و مددگار رہے۔"

بیان ایکسو چھبیس[۱۲۶]۔ حضرت بیگم صاحبہ سے محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ کا لڑنا پھر دونوں صاحبوں کے حال کا انکشاف اور دروازے کے قفل توڑ کر پانچ بیگموں کا میرے پاس آکر پانچ روز تک رضی الدولہ بہادر کے مکان میں پڑا رہنا پھر میرا شاہ منزل میں جناب والدہ صاحبہ کے پاس عید الضحیٰ کی تقریب میں جانا اور حضرت بیگم اور دوسری بیگموں کی لڑائی پھر رفع فساد میری بیماری کیحالت

"جب محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ اور مطلوب السلطان حضرت بیگم صاحبہ نے خواہ مخواہ رضی الدولہ بہادر کے مکان میں میرے پاس بود و باش اختیار کی اور وہاں رات دن رہنا شروع کیا اور دوسری بیگموں کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی تو ایک روز سب بیگمیں بالاتفاق لکڑی کی سیڑھی لگاکر کوٹھے پر آئیں چند دروازے اور اُنکے قفل توڑ کر بہزار خرابی و کوشش میرے پاس پہونچیں جب میں نے دیکھا انکی خاطرداری میں حضرت بیگم

صاحبہ بھی میرے ہاتھ سے جاتی ہین تو ناچار ہو کر حضرت بیگم صاحبہ کی خاطر تواضع مقدم رکھی اور بجبر ذا کراہ ان پانچون آدمیون کی طرف سے یعنے معشوق السلطان خسرو بیگم صاحبہ عاشق السلطان ممتاز عالم نواب قیصر بیگم صاحبہ ۔ حضور السلطان افراؤ بیگم صاحبہ انجمن السلطان زہرہ بیگم صاحبہ ۔ محبوب السلطان بادشاہ بیگم صاحبہ جو در وانے اور قفل توڑ کر میرے پاس آئی تھین اپنے دل کو کھینچا کیونکہ میرا منھ ان لوگون کے دیکھنے کے لائق نہین رہا ہے اور عاشق السلطان ممتاز عالم نواب قیصر بیگم صاحبہ نے میری عین علالت بیماری مین ناچ گانے کی اجازت طلب کی اسی طرح معشوقۂ خاص ملکہ ماہ عالم نواب سلطنت محل صاحبہ نے انکے ساتھ گانا بجانا سُننے کی خواہش ظاہر کی ہرچند ایسے امور کے واسطے میرے عہد تندرستی مین کوئی مانع نہ تھا بلکہ انہین سے جس صاحب کا دل چاہتا تھا معہ سازندون کے گانے بجانے مین معروف رہتی تھین لیکن جب میری بیماری کے دن آئے تو مین نے انکار کر دیا مگر انھون نے ناچ گانا جاری رکھا چونکہ یہ امر وزیر ملک نواب صاحب بہادر علی نقی خان کے دل پر گران گذرا کہ مالک تو تکلیف مین پڑا ہو اور یہ سب عیش و طرب مین مشغول مین لہذا انھون نے قطعی ممانعت کر دی کوئی شخص سازندون مین سے بغیر اجازت حضور کسی صاحبات محل اور بیگمون وغیرہ کے یہان حاضر نہ ہو جب اس امر کا بخوبی انسداد ہوا تو ہزار طرح کی مشکل پڑی آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ مجھسے ناچ گانے کی اجازت طلب کی گئی مجھے یہ امر بہت گران معلوم ہوا کیونکہ دستور ہے اگر عورت ہندو کے گھر بیٹھتی ہے تو اس کا مذہب اختیار کرتی ہے اور اگر مسلمان کے گھر پڑتی ہے تو وہی دین قبول کرتی ہے پھر کیا وجہ ہے جو مین نے ان امور سے انکار کیا اور علیل ہون لیکن یہ لوگ لہو لعب ناچ گانے مین معروف ہین ۔ جس سے معلوم ہوا یہ لوگ کینہ رکھتے ہین یا خدا اسے اس روز کے متمنی تھے کہ مین بیمار ہون تو یہ لوگ اس قسم کے لہو لعب مین مشغول ہون بلکہ جب اس امر کی اجازت چاہی اور مین نے اجازت نہ دی تو یہ دونون صاحب میرے پاس حاضر ہوئین جب مین نے اُن سے پوچھا تو انھون نے جواب دیا مجھے صرف تم سے مزاج منظور تھی قیصر بیگم صاحبہ نے کہا مجھے تمھارے یہان رہنا منظور نہین یا تو ہمین گانے بجانے کی اجازت دو یا اپنے گھر سے نکال دو آخر مین نے ناچار ہو کر اپنے یہان سے

چلے جانے کی اجازت دیدی لیکن خدا معلوم وہ کس وجہ سے نہین گئین واللہ اعلم بالصواب جب ان امور کے لیے یہ پانچون صاحب میرے مکان مسکونہ جو رضی الدولہ بہادر کا مکان مشہور ہے آئی تھین تو مین بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا اُس پر ان لوگون نے کہا ہم سب کی خاطر کرو کیونکہ ہم لوگ تمھارے پاس آئے ہین اور حضرت بیگم صاحبہ کی خواہش تھی کہ صرف میری خاطر ہو اور ان کے پاس کوئی نہ آئے جب اس لڑائی کا طول ہوا اور سب صاحب مکان مذکورہ مین رہ گئین اور برابر پانچ دن شبانہ روز یہ لڑائی جاری رہی اور اس درمیان مین محبوبہ عالم نواب مغل صاحبہ نے نہایت کراہیت سے کئی مرتبہ میرے منھ پر اپنی زبان سے کہا مجھے تمھاری بیماری کی کچھ پرواہ نہین تو مین آسمان کی طرف دیکھ کر خاموش ہو رہا۔ ایک روز مین نے دیکھا باوجود میرے انکار کرنے کے محبوبہ عالم گنجفہ کھیل رہی ہین یہ بھی مجھے بہت گران گذرا۔

"القصہ جب انکی طرف سے قرار واقعی دل بھر گیا تو مین نے ایک روز زبردستی تمام بیگمون کو اپنے مسکونہ مکان سے نکال دیا یعنے محل مین بھیجدیا صرف مین اور حضرت بیگم تنہا رضی الدولہ بہادر کے مکان پر رہ گئے جب سب صاحبان محل الگ ہو گئین تو انھون نے کالے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھایا اور یہان حضرت بیگم کہتی تھین اگر اب تم نے مجھسے ملاقات ترک کی تو واللہ مین اپنی جان دیدونگی خود کو ہلاک کر ڈالونگی آخر میرے اور حضرت بیگم کے درمیان مین یہ عہد ہوا جو میری خوشی ہو وہ تم کرو اور جو تمھاری خوشی ہو وہ مین کرون۔"

"ایک روز عید الضحیٰ کے دن مین جناب والدہ صاحبہ کے مجرے اور نذر کیواسطے بادشاہ منزل مین گیا حضرت بیگم میرے ہمراہ تھین وہان تمام بیگمات اور محلات مین نشست رہی آخر رات کے وقت سب بیگمین جوق جوق مع اپنے عملے کے جو شمار مین تین چار ہزار تھین اس قصد سے کہ آج رات کو حضرت بیگم کو ذلیل کرین جمع ہوئین اور ہر راہ اور دروازے کو بجز اپنے عملے کے آدمیون کی آمد و رفت کے بند کر دیا جب حضرت بیگم کو یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی جان دینے کے خیال سے مجھسے پوشیدہ چھُری ہاتھ مین لیکر بیٹھین چونکہ پہر رات گذرنے کے بعد مین والدہ صاحبہ سے رخصت ہو کر تامنجان پر سوار ہوا کہارون نے چاہا اُٹھائین کہ حضرت بیگم نے کہا اے

جانعالم مین بھی اس تانجان پر تمہارے ہمراہ چلون گی۔ چونکہ مین بے خبر تھا کہا بسم اللہ آخر بیگم مذکورہ میرے داہنی جانب تانجان پر آکر بیٹھ گئین جب کہاریون نے تانجان اٹھایا تو معشوق السلطان اور محبوبہ عالم نے جھپٹ کر چاہا کوڑے کی ضربون سے حضرت بیگم کو کشان کشان تانجان سے نیچے گرادین یکایک دو چار عورتون نے میرے تانجان کو گھیر لیا اور محبوبہ عالم نے چاہا بڑھ کے کوڑے کے تسمہ کو حضرت بیگم کے گلے مین ڈالکر نیچے کھینچ لین اس وقت حضرت بیگم نے میان سے چھری نکالکر قصد کیا اپنے سینہ پر مارلین کہ مین نے چھری کے درمیان مین اپنا ہاتھ رکھ دیا اس وقت عجب مشکل تھی کہ لکھ نہین سکتا۔ آخر الامر بہزار جدوکد وقیل وقال جناب والدہ صاحبہ درمیان مین آئین اور اس بیچ مین پڑین اور بڑی جدوجہد کے بعد اس امر پر تصفیہ ہوا کہ مین ہر روز سات گھنٹے حضرت بیگم صاحبہ کے پاس رہون اور گھنٹہ بھر ان سب بیگمون مین بسر کرون چنانچہ اُس زمانے سے آج تک یہی دستور قائم ہے مین سات گھنٹہ یہان رہتا ہون اسکے بعد جناب والدہ صاحبہ کا ایک ملازم ان پانچون بیگمون کی طرف سے آتا ہے جسکے ساتھ وہان جاکر ایک گھنٹہ بسر کرتا ہون لیکن حضرت بیگم صاحبہ کو اتنا بھی ناگوار ہے اور میرا دل بھی ان بیوفائیون سے ربط نہین کھاتا آیندہ دیکھنا چاہیے کیا ہوتا ہے اسی زمانے مین سُنا گیا۔ حضور السلطان امراؤ بیگم صاحبہ نے ایک امام باڑہ مجھسے پوشیدہ خرید کیا۔ اس مین کچھ فساد واقع ہوا اس وجہ سے مجھے یہ خبر ملی جسے سُنکر مین ناراض ہوا واللہ اعلم بالصواب۔

بیان ایکسو ستائیس ۱۲۷ ـ جہان آرا بیگم صاحبہ کا انتقال۔

دو دہمین دنون اونتیس ذالحجہ ۱۲۶۵ہجری کو غم تازہ ہوا یعنی اس آیہ کریمہ کے موافق کل نفس ذائقۃ الموت ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام لخت جگر جہان آرا بیگم صاحبہ جو شگفتہ حبشن کے بطن سے اور ان کی پیدائش میرے جلوس میمنت مانوس مین ہوئی تھی تین برس کی ہوکر انتقال کیا۔ اس غم جان کاہ سے میری

آنکھوں مین تمام دُنیا سیاہ ہوگئی اور اس ماتم کے تیر سے دل وجگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے خدا اس مرحومہ کو جنت مین سایۂ جناب سیدۃ النساء العالمین مین جگہ عنایت فرمائے۔

تمت بالخیر

قطعۂ تاریخ

چون کتاب عشق نامہ شد تمام — کردمش تصنیف خود بادولتے
گفتم اختر مصرع تاریخ آن — کردم از حوال نسوان فرصتے

سنہ ۱۲۶۵ ہجری

دیگر

در الفی و دو صد و شصتی و پنج — ز ذیقعدہ آمدہ وو بصورت
بتاریخ این گفتہ مصرعے اختر — از حوال نسوان کردیم فرصت

سنہ ۱۲۶۵ ہجری

تمام شد

محل خانہ شاہی